خانوادۂ اشرفیہ کی عالمی درسگاہیں

آلِ رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری
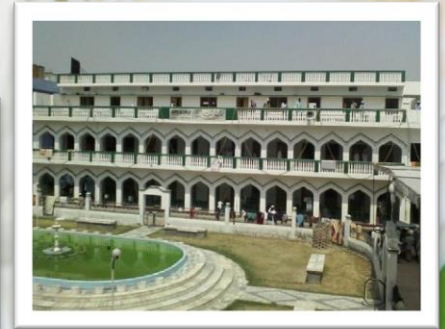
Published By: Jamia Ahsanul Banat Katihar

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی علی نبینا صلی علی محمد　　صلی علی شفیعنا صلی علی محمد
من علینا ربنا إذ بعث محمدا　　ایدہ بأیدہ ایدنا بأحمدا
ارسلہ مبشرا ارسلہ ممجدا　　صلوا علیہ دآئما صلوا علیہ سرمدا
صلی علی نبینا صلی علی محمدا
صلی علی نبینا صلی علی محمدا

نذرانہء عقیدت

حضور پر نور غوث الاعظم محبوب سبحانی الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس اللہ سرہ الربانی نور روحہ، اوصل الینا برکاتہ وفتوحہ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحد الدین قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجمع البحرین حاجی الحرمین الشریفین اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرف اشرفی میاں الحسنی الحسینی قدس سرہ النورانی اور دیگر تمام اولیائے کاملین عارفین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مقدس و مکرم و معزز بارگاہوں میں اپنی اس کاوش کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے قبول فرما کر تمام مؤمنین والمؤمنات کی مغفرت فرمادے آمین۔

فقیر قادری گدائے اشرف سمناں
آلِ رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری
المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

منقبت

بحضور تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سید سلطان اوحد الدین

قدوۃ الکبریٰ مخدوم اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از قلم: قبلۃ العلماء، کعبۃ العرفاء، منبع الفیوض الرحمانیہ، فاتح الکنوز العرفانیہ جامع الطریقین مجمع البحرین، حاجی الحرمین الشریفین، مرجع انام، اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء، مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرف اشرفی میاں الحسنی الحسینی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
ملایا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور
ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو

جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آسان
غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو

مریدوں کی قیامت میں رہائی نار دوزخ سے
کریں گے اشرفِ سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو

تمہارے حسن کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے
تڑپ جاتا ہے دل سن کر حکایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفیؔ خستہ جو غایت ہو ایسی ہو

(تحائف اشرفی)

دربار اشرف

از قلم: شمع شبستان غوثیت، سراج العلماء، تاج العرفاء، بحر العلوم الفقیہ حضرت مولانا العلام الشاہ ابوالمحامد سید محمد اشرفی الجیلانی المعروف محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمہ

کرامت بار ہے سرکار اشرف — بڑا دربار ہے دربار اشرف

ضیا کعبہ کی، طیبہ کی تجلی — یہی انوار ہیں انوار اشرف

زمانے بھر کے داناؤں کے دانا

بڑے ہشیار ہے میخوار اشرف

میرے دامن کو تو کوتاہ کر دے

مدد اے دست گوہر بار اشرف

یہ کہہ کر رازداں چپ ہو گئے ہیں

کہ ہیں سر من الاسرار اشرف

نہ اجڑا ہے نہ اجڑے تا قیامت — بہار بے خزاں گلزار اشرف

خدا کو پوجنا اشرف کا دستور — خدائی کی مدد کردار اشرف

میں ان کے عشق کا مجرم ہوں سیّد

مجھے کہتے ہیں عصیاں کار اشرف

(فرش پر عرش صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱)

استغاثہ بارگاہ مخدوم سمناں

شیخ اعظم حضرت علامہ المفتی الشاہ ابو المحمود سید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (کچھوچھہ شریف)

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر اک نظر کن سوئے ما

سیدی مخدوم اشرف غوث العالم دستگیر
مظہر شان علی اور چشت کے بدر منیر
صاحب جود و سخا سرچشمہ روشن ضمیر
ہو گئی ہیں غم کے ہاتھوں چشم من مثل نیر

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر اک نظر کن سوئے ما

نیر برج ولایت صاحب عز و وقار
معدن فیض و کرامت تیرے در کی ہے بہار
ہے گدا و شاہ پر تیری عنایت بے شمار
آپ کی ذات مقدس پر ہے کل دارومدار

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر اک نظر کن سوئے ما

نور بطحا کی تجلی ہر طرف جلوہ فگن
نصرت غوث الوری فیضان خواجہ موجزن

اولیاء اقطاب سے آباد ہے تیرا چمن
بہر نورالعین کردو دور سب رنج و محن

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر اک نظر کن سوئے ما

جامع اشرف ہے فروغ سنیت کا شاہکار
جامع اشرف فیض مخدومی کی ہے اک یادگار
جامع اشرف احمد اشرف کے تخیل کا مینار
ہو سلامت تا ابد پھولے پھلے لیل ونہار

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر اک نظر کن سوئے ما

لے لئے ہیں فتنہ پردازوں کے فتنوں نے جنم
حرص دنیا کے لئے کچھ چھوڑ رکھے ہیں صنم
تیری چوکھٹ پہ یہی ہے التجا با دیدہ نم
عاصی اظہاؔر کی رکھ لیجئے آقا بھرم

سرورا شاہا کریما دستگیرا اشرفا
حرمت روح پیمبر اک نظر کن سوئے ما

تضمین

بر شعر امام اہلسنت مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ النورانی

از قلم: مظہر غزالی، یادر گار رازی، مفتی سواد اعظم رئیس المحققین، امام المتکلمین تاجدار اہلسنت شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید مدنی اشرف اشرفی الجیلانی اختر کچھوچھوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

اندریں محفل کن اندبسے لالہ ءرخاں

نازشِ کاہکشاں، غیرت ماہ تاباں

لیک مثل تو ندیدم بہ نگاہ حیراں

اشرفی اے رخت آئینہ ء حسن خوباں
اے نظر کردہ ء پروردہ ء سہ محبوباں

میرے افکار کی زینت میرے اشعار کی جاں

عالم تیرہ و تاریک کے مہر رخشاں

دیکھ کر تجھ کو تواسنج ہوئے ماہ و شاں

اشرفی اے رخت آئینہ ء حسن خوباں
اے نظر کردہ ء پروردہ ء سہ محبوباں

ہر رگ وپے میں مئے خلق نبی ہے رقصاں

پھوٹتی ہے رخِ انور سے شعاعِ جیلاں

غمزۂ ناز ہے ادائے سمناں

اشرفی اے رخت آئینہ ء حسن خوباں
اے نظر کردہ ء پروردہ ء سہ محبوباں

لب ہیں برگ گل گلزار حبیب رحماں
آنکھ ہیں نرگس رعنائے غزال جیلاں
اور رخسار حسیں ساغر آب رُماں

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں

تیرا سر، ناز کرے جس پہ کلاہ عرفاں
تیرا در، آکے جہاں خم ہو نعیم دوراں
تیرا پا، جس کا زمانہ ہے رہیں احساں

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں

تیرا باطن ہے میرا کعبہ دل قبلہ جاں
تیرے ظاہر پہ ہے آئینہ بھی محو حیراں
کیوں نہ پھر بول اٹھے اہل بصیرت کی زباں

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں

تیری تخصیص نہیں اختر آشفتہ بیاں
کتنے اختر ہیں نشید آرا ترنم ریزاں
دیکھ خود شیخ رضا بھی ہیں گوہر افشاں

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں

(تجلیات سخن)

الحمدلله حمدا کثیرا دائما ابدا کما اثنی علی نفسه و اشرف الصلواۃ والسلام علی حبیبه سیدنا

و شفیعنا محمد وعلی اله واھل بیته و اصحابه واتباعه واولیاء امته اجمعین

قال الاشرف العلم بیضاء زھراء وسائر الفنون ذرارھا

فرمایا غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی نے علم آفتاب روشن ہے اور تمام ہنر اس کے ذرے ہیں۔

غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید سلطان اوحد الدین قدوۃ الکبریٰ محمد اشرف جہانگیر جہانیاں جہاں گشت سمنانی نور بخشی قدس سرہ العزیز علمی وروحانی شخصیت کے مالک ہونے ساتھ ساتھ ساتویں ہجری کے مجدد اعظم اور تابعی بھی تھے۔ آپ چار برس چار مہینہ چار دن کے سن میں مکتب خانہ تعلیم علمی میں تشریف لائے۔ پانچ برس کی عمر میں ساتویں قرأت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کیا سات مہینہ ۲۶ دن میں یہ کمال حاصل کیا تھا۔ جب سن شریف سات سال کو پہونچا نکات علمی اس خوبی کے ساتھ بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء سن سن کر عش عش کر جاتے تھے۔ آپ بارہ سال کی عمر میں علوم معانی وبلاغت ومعقول ومنقول تفسیر وفقہ وحدیث واصول جملہ علوم سے فازغ ہوئے۔ دستار فضیلت سر اقدس پر باندھی گئی۔ فن حدیث میں حضرت محبوب یزدانی نے حضرت سیدنا امام عبد اللہ یافعی قدس سرہ النورانی سے مکہ معظمہ میں سند حدیث حاصل کی اور مقام اسکندریہ میں حضرت سیدنا نجم الدین کبریٰ قدس سرہ النورانی کے صاحبزادے سے سند حدیث حضرت کو ملی تھی اور حضرت بابا مفرح سے سند حدیث حاصل کی جن کو بابا فرح محدث سے سید حدیث حاصل ملی تھی اور حضرت سیدنا احمد حقانی سے بھی حضرت کو سند حدیث حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا عضد الدین شبانگاہ جو استاذ علماء زمانہ تھے اور ہر علوم میں کمال رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام میں ہر شروع صدی میں ایک عالم میری امت میں پیدا ہوگا۔ اس کے وجود سے رواج کار دین اسلام ہوگا اور اہل جہاں کا استاد اور رہنما ہوگا۔

علماء سلف نے موافق اس حدیث کے،

پہلے صدی ہجری میں حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز قدس سرہ کو مجدد اول صدی کا جانا.....

دوسری صدی میں حضرت سیدنا امام شافعی مطلبی قدس سرہ.....

تیسری صدی میں حضرت سیدنا مولانا ابو العباس احمد بن شریح قدس سرہ.....

چوتھی صدی میں حضرت سیدنا ابو بکر بن طیب باقلانی قدس سرہ.....

پانچویں صدی میں حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ .....

چھٹی میں حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی محمد بن عمر الرازی قدس سرہ اور

ساتوں صدی میں حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس اللہ روضہ تھے۔

(حوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۱۱۵)

آپ کا تعلق اس زمانے کے جید علماء وصوفیاء سے تھا آپ کے معاصرین میں جو شخصیتیں ہمیں نظر آتی ہیں وہ علم وفضل کے لحاظ سے اپنے اپنے مقام پر بلند درجہ رکھتی تھیں۔ آپ کا تعلق اپنے معاصرین سے بڑا گہرا تھا۔ وہ سب علمی روحانی عظمتیں رکھنے کے باوجود آپ کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے اور آپ کی فضیلت کو تسلیم بھی کرتے تھے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

صحابی رسول حضرت ابو الرضا بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو الرضا بابا رتن رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں اور آپ نے براہ راست بارگاہ رسالت سے فیض حاصل کیا اور پھر اسے آگے پھیلایا جلیل القدر علماء صوفیاء نے آپ سے کسب فیض کیا۔ "حضرت ابو الرضا المعروف رتن بابا رضی اللہ عنہ ریاست پٹیالہ کے شہر بتھنڈا ضلع فیروزآباد (ہندوستان) میں رہتے تھے آپ رسول ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور ہندوستان سے عرب جاکر رسول خدا کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے تقریباً آٹھ سو سال عمر پائی"۔ (حوالہ: مراۃ الاسرار صفحہ ۶۵۶)

تاریخ میں ہے خط ہند چاند دو ٹکڑے دیکھا گیا لیکن اس وقت بھی اس خطہ میں اس معجزہ کی تصدیق اسے نصیب ہوئی جس کا ازل سے ستارہ سفید تھا ان میں ایک بابا رتن ہندی بھی تھے۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں

جنہوں نے پیغمبر اسلام خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر دین اسلام قبول کیا جس کے لئے بعد میں تاجدار عرب و عجم ﷺ نے طویل عمر کی دعا کی جو چھ سو بتیس سال تک زندہ رہے۔

آپ کی عمر شریف میں اختلاف ہے مختلف مؤرخین نے تقریباً آٹھ سو سال اور چھ سو بتیس سال لکھے ہیں جیسا کہ صاحب قاموس اور دیگر مؤرخین اسلام نے کتب و تواریخ میں اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے جلد اول "کتاب الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ" میں بابا رتن ہندی کے حالات زیادہ تفصیل سے لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا رتن ہندی نے چھ سو بتیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

۶۷۵ ہجری میں محمود بن بابا رتن ہندی نے خود اپنے والد کی تفصیلی حالات اور ان کا "معجزۂ شق القمر" کا مشاہدہ کرنا، ہندوستان سے بلاد عرب جانا اور مشرف اسلام ہونا بیان کیا ہے۔ فاضل ادیب صلاح الدین صفوی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے اور علامہ شمس الدین بن عبد الرحمن صانع حنفی نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قاضی معین سے ۷۳۷ ہجری میں سنا کہ قاضی نورالدین بیان کرتے ہیں کہ میرے جد بزگوار حسن بن محمد نے ذکر کیا ہے کہ مجھ کو سترھواں برس تھا جب میں اپنے چچا اور باپ کے ساتھ بسلسلہ تجارت خراسان سے ہندوستان گیا اور ایک مقام پر ٹھہرا جہاں ایک عمارت تھی دفعتہً قافلہ میں شور و غل پیدا ہوا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عمارت بابا رتن کی ہے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے سائے میں بکثرت لوگ آرام پاسکتے تھے جب ہم اس درخت کے نیچے گئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس درخت کے نیچے جمع ہیں۔ ہم بھی اسی غول میں داخل ہوئے ہم کو دیکھ لوگوں نے جگہ دی جب ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے ایک بڑی سی زنبیل درخت کی شاخوں میں لٹکی ہوئی دیکھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس میں بابا رتن ہیں جنہوں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے چھ مرتبہ طویل عمر کی دعا کی۔ یہ سن کر ہم نے ان سے کہا کہ زنبیل اتارو تاکہ ہم اس شخص کی زبان سے کچھ حالات سنیں۔

تب ایک مرد بزرگ نے اس زنبیل کو اتارا زنبیل میں بہت سی روئی بھری ہوئی تھی جب اس زنبیل کا منہ کھولا گیا تو بابا رتن نمودار ہوئے جس طرح مرغ یا طائر کا بچہ روئی کے پہل سے نکلتا ہے پھر اس شخص نے بابا رتن کے چہرہ کو کھولا اور ان کے کان سے اپنا منہ لگا کر کہا کہ جد بزرگوار یہ لوگ خراسان سے آئے ہیں ان

میں اکثر شرفاء اوراولاد پیغمبر ہیں ان کی خواہش ہے کہ آپ ان سے مفصل بیان کریں کہ آپ نے کیونکررسول خدا ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا۔ یہ سن کر بابا رتن ہندی نے ٹھنڈی سانس بھری اور اس طرح زبان فارسی میں تکلم کیا جیسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہے۔

بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ کا بیان: میں اپنے باپ کے ساتھ کچھ مالِ تجارت حجاز لے کر گیا اس وقت میں جوان تھا جب مکہ کے قریب پہونچا بعض پہاڑوں کے دامن میں دیکھا کہ کثرت بارش سے پانی بہ رہا ہے وہیں ایک صاحبزادے کو دیکھا کہ جن کا نہایت غمگین تھا رنگ کسی قدر گندم گوں تھا اور دامن کوہ میں اونٹوں کو چرا رہا تھا۔

بارش کا پانی جو ان کے اونٹوں کے درمیاں زور سے بہہ رہا تھا۔ اس سے صاحبزادے کو خوف تھا کہ نکل کر اونٹوں تک کیسے پہنچوں۔ یہ حال دیکھ کر مجھے ملال ہوا اور بغیر اس خیال کے میں ان صاحبزادے کو جانتا پہچانتا اپنی پیٹھ پر سوار کرکے اور سیلاب کو طے کرکے ان کے اونٹوں تک پہنچادیا جب میں اونٹوں کے نزدیک پہنچ گیا تو میری طرف بنظر شفقت دیکھا اور تین مرتبہ فرمایا:

بارک اللہ فی عمرک — اللہ جل جلالہ آپ کی عمر میں برکت دے۔

بارک اللہ فی عمرک — اللہ جل جلالہ آپ کی عمر میں برکت دے۔

بارک اللہ فی عمرک — اللہ جل جلالہ آپ کی عمر میں برکت دے۔

میں وہیں ان صاحبزادہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور مال تجارت فروخت کرکے اپنے وطن واپس آگیا۔

ظہور معجزئہ شق القمر: وطن واپس آنے کے بعد اپنے کاروبار میں مگن ہو گیا اس پر کچھ زمانہ گزر گیا کہ حجاز کا خیال ہی نہ رہا۔ ایک شب میں اپنے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا دفعتہً کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں۔ ایک ساعت تک تیرہ تاریک رہی رات اندھیری معلوم ہوتی تھی۔ وہ ٹکڑا جو مشرق میں غروب ہوا تھا اور وہ ٹکڑا جو مغرب میں غروب ہوا تھا اور وہ مغرب سے نکلا تھا آسمان پر آکر مل گئے چاند اصلی حالت میں ماہ کامل بن گیا۔ میں اس واقعہ سے بڑا حیران تھا اور کوئی سبب اس عقل میں نہیں آتا تھا یہاں تک

کہ قافلہ ملک عرب سے آیا اس نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک شخص ہاشمی نے ظہور کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام عالم کے واسطے خدا کی طرف سے پیغمبر مقرر ہوں اہل مکہ نے دعویٰ کی تصدیق میں مثل دے دیگر معجزات انبیاء کے معجزہ طلب کیا کہ چاند کو حکم دے کہ آسمان پر دو ٹکڑے ہو جائے ایک مشرق میں غروب ہو اور ایک مغرب میں اور پھر دونوں اپنے اپنے مقام سے آکر آسمان پر ایک ہو جائے جیسا کہ تھا اس شخص نے بقدرت خدا ایسا کر کے دکھایا۔ جب مجھ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو میں نہایت مشتاق زیارت ہوا کہ خود جاکر اس شخص کی زیارت کروں چنانچہ میں سفر کا سامان درست کیا اور کچھ مال تجارت ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور مکہ میں پہنچ کر اس شخص کا پتہ دریافت کیا لوگوں نے مکان اور دولت کدہ کا نشان بتایا۔ میں دروازے پر پہونچا اور اجازت طلب کر کے داخل حضوری ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص وسط خانہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ چہرہ نورانی چمک رہا ہے اور ریش مبارک سے نور سامع ہے۔ پہلے سفر میں میں نے جب دیکھا تھا اور اس سفر میں جو میں نے دیکھا مطلق نہیں پہچانا کہ یہ وہی صاحبزادے ہیں جن کو میں نے اٹھا کر سیلاب سے باہر نکالا تھا۔ جب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے پہچان لیا اور فرمایا وعلیک السلام ادن منی اس وقت ان کے پاس ایک طبق پر از رطب رکھا تھا اور ایک جماعت اصحاب کی گرد بیٹھی ہوئی تھی اور نہایت تعظیم کے ساتھ ان کا احترام کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں آگے نہ بڑھ سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر انہوں نے فرمایا "میرے قریب آ۔ پھر انہوں نے فرمایا کھانے میں موافقت کرنا منتقضیات مروت ہے اور باہم نفاق کا پیدا کرنا ہے۔ بے دینی و زندقہ ہے۔ یہ سن کر میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور کھانے میں رطب کا شریک ہوا۔ وہ اپنے دست مبارک سے رطب اٹھا کر اٹھا کر مجھے عنایت فرماتے تھے علاوہ اس کے جو میں نے اپنے ہاتھ سے چن چن کر کھائے چھ رطب انہوں نے عنایت فرمائے پھر میری طرف دیکھ کر بہ تبسم اشارہ فرمایا کہ تونے مجھے نہیں پہچانا میں نے عرض کیا کہ مجھے مطلق یاد نہیں شاید کہ میں نہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تونے اپنی پیٹھ پر سوار کر کے مجھے سیل رواں سے پار نہیں اتارا تھا اور اونٹوں کی چراگاہ تک نہیں پہونچایا تھا۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ اے نوجوان خوش رو بے شک صحیح ہے۔ پھر ارشاد فرمایا داہنا ہاتھ بڑھا میں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا انہوں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور

مصافحہ کر کے ارشاد فرمایا **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ** (ﷺ) میں نے اس کو ادا کیا۔ حضور ﷺ بہت مسرور ہوئے جب میں رخصت ہونے لگا تو حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا بارک اللہ فی عمرک میں آپ سے رخصت ہوا میر ادل بسبب ملاقات اور بسبب حصول شرفِ اسلام بہت مسرور تھا ۔ حضرت محمد ﷺ کی دعا کو حق تعالیٰ نے مستجاب فرمایا اس وقت عمر شریف چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہے اس بستی میں جتنے لوگ ہیں وہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد ہیں۔

(بحوالہ: ہندوپاک نگاہ نبوت میں صفحہ ۲۳ تا ۲۶)

حضرت شیخ ابولرضا بابارتن ہندی رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا کچھ لوگوں نے انکار کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ ہجرت نبوی سے تین سو بیس سال بعد پیدا ہوئے صاحب مراۃ الاسرار نے ان انکار کرنے والوں میں میر جمال الدین محدث کا نام ذکر کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک دو مستند ہستیاں اس بات پر شاہد ہیں ایک حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور دوسرے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی نے ۲۸ ویں مکتوب میں ان کا ذکر ہے آپ لکھتے ہیں:

جب میں حضرت بابارتن ہندی کے پاس پہونچا یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے صرف ایک واسطہ سے حضرت علیہ السلام سے خرقہ پہنا جس وقت کہ حضرت علاؤالدولہ سمنانی کے پاس پہونچا تو ان سے ظاہری و باطنی استفادہ کیا آپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت بابارتن سے غرائب آثار و عجائب اسرار پایا۔ جب بابا سفر آخرت فرمانے لگے ۔ صندوق کھولا اور اس میں سے ایک سو چودہ خرقہ نکالا جو کہ اکابر متعددہ سے حاصل ہوئے تھے خرقہ نامی اکابرین سے حاصل کیا تھا اور ایک مربع چند لکڑیوں پر مشتمل جو کہ لپٹا ہوا شانہ نکالا اس پر لکھا تھا ھذا مشط من امشاط رسول اللہ ﷺ یعنی یہ شانہ رسول اللہ ﷺ میں سے ایک ہے جب کھولا تو ایک کلید (کنگھا) دندان سے پُر تھا اس جگہ التفات و بسیار توجہات بیشمار اس درویش پر فرمایا اور سالہائے کثیرہ حالہائے کبیرہ میں اپنی صحبت سے جدا کیا ایام قریب میں سفر آخرت کے سبب اعزلافاق سید عبدالرزاق کے سپرد کیا۔ (حوالہ: مکتوبات اشرفی)

بہر حال حضرت بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ کی صحابیت مسلم ہے اس کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

- ★ بابا رتن ہندی رضی اللہ عنہ کا قصہ جو ٦٠٠ ہجری میں ظاہر ہوا اور دعویٰ لقائے نبوی ﷺ کیا نفحات الانس میں مذکور ہے۔
- ★ حضرت علامہ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس نے ان کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں۔
- ★ حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ النورانی اور غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کا ان سے ملاقات کرنے اور اس پر فخر کرنے اور نسبت اخذ خرقہ کا ان سے ثابت کرنے قصص لطائف اشرفی میں مذکور ہیں۔ (بحوالہ: طویل العمر لوگ صفحہ ١٩)

غوثیت کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز ہونے کے علاوہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے حضرت سیدنا ابو الرضا حاجی رتن ابن ہندی رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ﷺ تھے، کے دیدار و ملاقات کا شرف بھی حاصل فرمایا۔ چنانچہ حضرت مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ ہی کا ارشاد ہے: "وقتی کہ ایں بملازمت حضرت ابو الرضا رتن رسید داز انواع لطائف ایشاں بہرمند شدہ یک نسبت خرقہ ایں فقیر بحضرت رتن میر سد وادرا بحضرت رسول اللہ ﷺ۔ (حوالہ: لطائف اشرفی جلد ١ ص ٣٧٨)

اس لحاظ سے آپ تابعی ہوئے اور اس امتیازی وصف نے حضرت مخدوم قدس سرہ کی ذات گرامی کو جملہ مشائخ کے درمیان منفرد اور بے مثال بنادیا۔ حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

(علامہ ابن حجر عسقلانی کی کتاب "الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ" صفحہ ٢٢٥ تا ٢٣٢ اور اجمالی کے لئے، اذکار ابرار صفحہ ٢٧،٢٦)

وصال مبارک: معتبر روایات کے مطابق آپ کا وصال ساتویں صدی ہجری میں ہوا مزار مبارک قصبہ بتھنڈا ضلع فیروز آباد ہندوستان میں مرجع خلائق ہے۔

ابو المکارم علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ ۷۳۶ ہجری اپنے وقت کے عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں آپ صاحب کشف وکرامات تھے اور طریقت میں بلند مقام رکھتے تھے سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں پہلا نام حضرت علاؤالدین سمنانی کا آتا ہے کیونکہ آپ نے راہ سلوک کی ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی آپ بچپن میں ہی شیخ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت شیخ کا نام جو معتبر کتب میں درج ہے اس طرح ہے احمد بن محمد بن احمد بن محمد بنابانکی اور لقب رکن الدین ابو المکارم علاؤ الدولہ سمنانی ہے آپ کی ولادت ماہ ذی الحجہ ۶۵۹ ہجری کو شہر سمنان میں ہوئی آپ کے والد محترم کا نام ملک شرف الدین تھا جو حکومت کے ایک اہم عہدے پر فائز تھے۔ مراۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں۔" آپ چہل مجالس میں فرماتے تھے کہ میرے چچاملک جلال الدین سمنانی بادشاہ وقت ارغون خان کے وزیر تھے اور میرے ماموں قاضی ضیاء الدین تمام مملکت کے قاضی اور بادشاہ وقت کے مصائب تھے۔ (حوالہ: مراۃ الاسرار صفحہ نمبر ۹۴۱)

شیخ علاؤالدولہ علوم ظاہری وباطنی پر مکمل عبور رکھتے تھے اس کا ثبوت آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں جو حقیقت میں علوم ومعارف کا خزانہ ہیں مختلف کتب میں ان کی تعداد تین سو بیان کی گئی ہے۔ یہ مختلف علوم وفنون پر لکھی گئی تھیں لیکن ان میں سے اکثر ناپید ہیں ممکن ہے کہ ایران کے کتب خانوں میں اب بھی موجود ہوں۔" آپ کی متعدد منظوم ومنثور تصنیفات ہیں الدرالکامنہ میں آپ کی تصانیف کی تعداد تین سو تک بتائی گئی ہے جن میں سے صرف یہ کتاب پائی جاتی ہیں:

- ★ مطلق العطق ومجمع الملفظ (عربی میں) اس میں قرآن کریم کی بعض سورتوں کی تفسیر صوفیانہ انداز میں کی گئی ہے۔
- ★ سر البال فی اطوار سلوک اہل الحال (فارسی) مختصر رسالہ ہے۔
- ★ صلواۃ العاشقین (فارسی) یہ بھی ایک مختصر رسالہ ہے،
- ★ شارع ابواب القدس ومراتع الانس (عربی) اس کا موضوع حکمت اور کلام ہے۔

- مناظر المحاظر واللناظر الحاضر (عربی)واقعہ غدیر خم پر ہے
- العروۃ الاہل الخلو والخلوہ (فارسی) تصوف پر ہے۔
- چہل مجالس (فارسی) ملفوظات کا مختصر مجموعہ ہے۔
- عروۃ الوثقیٰ

حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی صفحہ نمبر ۱۱۹ میں ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی نے آپ کی سات سو کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں مختصر رسائل بھی شامل ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ انہوں نے آپ کی مشہور کتاب "عروۃ الوثقیٰ" کا ذکر نہیں کیا ہے حالانکہ مختلف کتب تصوف میں اس کے حوالے موجود ہیں اور صاحب مراۃ الاسرار نے تو اپنی کتاب میں جابجا اس کا ذکر کرکے اس کی عبارات نقل کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب تصوف پر لکھی گئی ہے اور اس میں بڑے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں۔

وصال مبارک: حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی علیہ ارلرحمہ نے ستتر (۷۷) سال کی عمر پائی ۱۲ رجب المرجب ۷۳۶ ہجری کو سمنان میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک سمنان کے قصبہ برج احرار صوفی آباد میں قطب الاوتاد جمال الدین عبدالوہاب کے احاطے میں ہے صوفی آباد ایک قصبہ ہے جو سمنان سے ۱۵ کیلومیٹر ہے۔

شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی نے ابتداء میں جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا ان میں حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی قدس سرہ النورانی کا نام بھی آتا ہے آپ صاحب علم و فضل اور صاحب مقام طریقت تھے علوم ظاہری و باطنی ہر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ شیخ طریقت بھی تھے اور رہنمائے شریعت بھی یہی وجہ تھی کہ تشنگان علوم و معرفت آپ کی خدمت میں حاضر

ہو کر آپ کے علمی وروحانی چشمہ فیض سے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ کی خدمت کاشان میں حاضر ہوئے۔

سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں: جب کاشان میں حضرت عبدالرزاق کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا تو اس وقت کچھ طالبان طریقت آپ سے فصوص الحکم پڑھ رہے تھے میں بھی درس میں شریک ہو گیا کتاب کا مقدمہ ہو چکا تھا اس فقیر کے ساتھ خاص عنایت کے سبب حضرت شیخ کاشی نے مقدمہ کو پھر سے دہرایا فصوص الحکم کے علاوہ ایک جلد فتوحات مکیہ اور اصطلاح شیخ اکبر بھی آپ سے پڑھی"۔ (لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی صفحہ ۲۶۴)

حضرت شیخ عبدالرزاق کاشی علیہ الرحمہ کے حالات زندگی سے متعلق دیگر کتب خاموش نظر آتی ہے اگر کسی کتاب میں آپ کے بارے میں کچھ لکھا ہے تو آپ کے تلامذہ، مریدین اور خلفاء کے حوالے سے لکھا ہے۔

خواجہ صدرالدین ابوالفتح سید محمد بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ

حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں آپ کا نام سید محمد الحسینی کنیت ابوالفتح اور القابات بندہ نواز گیسو دراز ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۴ رجب المرجب ۷۲۰ ہجری صبح کے وقت دہلی میں ہوئی آپ کے والد محترم کا نام سید یوسف حسینی راجا المشہور راجو قتال تھا جو نہایت متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی ۱۱ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا اور دولت آباد کی مسجد میں محراب سنائی آپ کے اساتذہ میں قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین شریحی کندی، مولانا امام ہمام تاج الدین بہادر اور سید شریف الدین کتیلی وغیرہ ہم شامل ہیں۔

باطنی علوم کے حصول کے لئے آپ نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی کے دست مبارک پر بیعت کی آپ کو اپنے شیخ

سے بڑی عقیدت و محبت تھی آپ ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آپ گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہیں اس کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث دہلوی اپنے مشہور کتاب اخبارالاخیار میں لکھتے ہیں:

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی پالکی جس طرح دوسرے مرید اٹھاتے تھے اسی طرح سید محمد بھی اٹھایا کرتے تھے ایک دن آپ اپنے شیخ کی پالکی اٹھانے لگے تو اس کے ایک حصہ میں آپ کے بال الجھ گئے اگر نکالتے تو دیر لگتی اور اس سے شیخ کے کبیدہ خاطر کا خطرہ محسوس کرتے تھے اس لئے شیخ کے عشق و محبت میں اسی کیفیت سے چلتے رہے بہت فاصلہ طے کر جانے کے بعد جب شیخ کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کی اس سچی محبت اور پکی عقیدت پر آفرین کہا اور یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: جو کوئی سید گیسو دراز کا مرید ہو گیا۔ بخدا اس میں شک نہیں کہ وہ پکا عاشق ہو گیا۔

(حوالہ: اخبارالاخیار صفحہ ۲۸۵)

کئی سارے روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ گیسو دراز کا لقب آپ کے پیر و مرشد کا عطا کردہ ہے آپ حضرت روشن چراغ دہلوی کے خلفاء میں تھے اور شیخ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ علمیت وروحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے آپ کے کثیر تصانیف اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں تذکرہ خواجہ گیسو دراز کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر آپ کی کتب کی فہرست لکھی گئی ہے جو یہ ہے:

- ملتقط بہ قلب سلوک (تفسیر قرآن)
- تفسیر ثانی بطریق کشاف
- حواشی کشاف
- شرح مشارق (در سلوک)
- ترجمہ مشارق
- معارف شرح معارف

- ترجمہ عوارف
- شرح تعارف
- شرح فصوص الحکم
- شرح آداب المریدین (فارسی و عربی)
- شرح تمہیدات عن القضاہ
- وجود العارفین
- رویئت ربی
- شجرہ نسب (جس میں ستر کتابوں کے حوالے ہیں)
- شرح رسالہ قشیریہ (فارسی)
- بیان بود ہست
- استقامت شریعت بہ طریق حقیقت
- خطائر القدس المعروف عشق نامہ
- تلاوت الوجود (عربی)
- ورالاسرار (عربی)
- عروج و نزول
- رویئت
- سبیل المحققین والمجذوبین
- سیرۃ النبی
- اوراد نامہ
- شرح فقہ اکبر (فارسی)
- شرح قصیدہ امالی (عربی و فارسی)

- شرح قصیدہ حافظیہ
- فضائل خلفائے راشدین
- حواشی قوت القلوب
- عقیدہ حدائق الانس
- آداب سلوک
- اشارہ محبان حق
- مراقبہ
- معرفت رب العزت
- کتاب الاسماء
- ضرب الامثال
- خلافت نامہ

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں یہ تمام کتب آپ کی موجود پائی گئی ہیں ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات و ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدین نے جمع کئے ہیں۔ (حوالہ:خواجہ گیسودراز صفحہ ۶۹)

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان اوحدالدین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی فرماتے تھے کہ جب ہم حضرت سید محمد گیسوداز کی ملازمت سے مشرف ہوئے تو حقائق و معارف کی وہ مقدار جو آپ سے حاصل ہوئی دوسرے مشائخ سے نہیں حاصل ہوئی سبحان اللہ کیا قوی جذبہ رکھتے تھے ایک عرصے تک دکن میں آپ سے ملاقات رہی اور دومرتبہ اس دیار میں علائی قافلہ پہونچا۔

(حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول ۵۶۸)

لطائف اشرفی میں ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی حضرت گیسودراز سے ملنے دومرتبہ گلبرگہ شریف گئے اور آپ کی صحبت سے بہت فیض حاصل کیا گلبرگہ میں قیام کے دوران آپ ہمہ وقت حضرت گیسودراز کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ کے ملفوظات عالیہ سے مستفیض ہوتے تھے۔

صحائف اشرفی میں ہے کہ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا کہ سفر میں جب شہر گلبرگہ میں گزر ہوا اس دیار کے دامن کوہ میں ایک عزیز گوشہ نشین تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سات سو (۷۰۰) برس کی عمر رکھتے ہیں۔ اگلے زمانہ کی عجائب وغرائب کی باتیں کرتے تھے ان کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ اس کا عجیب خاصہ تھا کہ جب اس نگینہ کو اپنی طرف کرتے لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے تھے اور جب نگینہ اس کا باہر کی طرف کرتے آپ ظاہر ہو جاتے۔ وقت رخصت ایک شغل کی تعلیم فرمائی کہ جس کے شرح وبیان سے باہر ہے۔

(صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۱۵۷)

اس دیار میں ہر جگہ عمدہ باغات اور نفیس کیاریاں بکثرت تھیں آپ کو ولایت گلبرگہ بہت پسند تھی آپ اس کو گلبر کہ فرمایا کرتے تھے۔

وصال مبارک: حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی اسلام کی تبلیغ واشاعت میں گزاری آپ کے سینے میں عشق الہی کی آگ روشن تھی یہی وجہ تھی کہ جس نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا اس کا سینہ معرفت وعشق الہی کا خزینہ بن گیا ساری زندگی علوم ومعرفت کے خزانے لٹانے کے بعد ۱۶ ذی القعدہ ۸۲۵ ہجری بعمر ایک سو پانچ سال چار ماہ بارہ دن بروز دوشنبہ بوقت صبح اس دار فانی سے عالم جاویدانی کی طرف کوچ فرمایا۔ مزار مبارک دکن گلبرگہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت امام عبد اللہ یافعی یمنی قدس سرہ

حضرت امام عبد اللہ یافعی قدس سرہ النورانی (متوفی ۷۵۵) جلیل القدر محدث فقیہ اور علم وفضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے کیونکہ آپ علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے اسی لیے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے علمی وروحانی فیوض وبرکات حاصل کئے آپ کا نام عبد اللہ کنیت ابو سعادت عفیف الدین تھا آپ کے والد محترم کا نام سعد یافعی تھا آپ یمن کے رہنے والے تھے لیکن حرمین شریفین میں زیادہ قیام فرمایا آپ مسلکاً شافعی اور مشرباً قادری تھے۔

علوم ظاہری وباطنی میں اپنے زمانے کے علماء و فضلاء میں ممتاز درجہ رکھتے تھے آپ کو نسبت ارادت چندواسطوں سے حضرت غوث الاعظم سے حاصل ہے۔ (حوالہ: خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۱۸۷)

امام عبد اللہ یافعی قدس سرہ العزیز جامع کمالات شخصیت تھے آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور متعدد مقامات اور سلسلوں سے آپ کو اجازت و خلافت تھی۔ آپ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلوی کے ہم عصر تھے آپ کے علم و فضل اور طریقت میں بلند مقام کو دیکھتے ہوئے وقت کے عظیم بزرگوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور علمی وروحانی فیوض برکات حاصل کئے ان ہستیوں میں حضرت مخدوم سید جلال الدین جہاں جہانیاں گشت بخاری اور غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر جہاں جہانیاں گشت سمنانی جیسے شاہباز طریقت شامل ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی نے ظاہری باطنی دونوں علوم میں کسب کیا۔

حضرت مولانا ابولفضائل نظام الدین یمنی علیہ الرحمۃ ملفوظات سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی (لطائف اشرفی) میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں جس میں سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت امام عبد اللہ یافعی کے لئے چمکتے القابات استعمال کئے ہیں وہ لکھتے ہیں۔ "شیخ ربانی، بازل نافع صمدانی امام عبد اللہ یافعی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ"۔ (حوالہ: لطائف اشرفی فارسی صفحہ ۲۰)

مکتوبات اشرفی میں ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی نے تصوف کی مشہور کتاب "عوارف المعارف" حضرت امام عبد اللہ یافعی سے پڑھی۔ (مکتوبات اشرفی صفحہ ۲۸)

جب پڑھانے والے حضرت امام عبد اللہ یافعی ہوں اور پڑھنے والے تارک السلطنت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی ہوں تو پھر علم و فضل کا کون اندازہ کر سکتا ہے کیا انہوں نے پڑھایا ہو گا اور کیا کیا انہوں نے ان سے سیکھا ہو گا یقیناً علوم و معارف کے دریا بہا دیئے ہونگے اور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے انہیں اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا ہو گا۔ آپ صاحب تصانیف بزرگ تھے مختلف موضاعات پر آپ نے بڑی بڑی اہم کتب تصنیف فرمائیں جن کے نام یہ ہیں:

- تاریخ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان

★ روضۃ الریاحین فی حکایات الصالحین

★ وردالنظیم فی بیان فضائل القرآن العظیم

★ نشرالمحاسن الغالیہ فی فضل المشائخ الصوفیہ واصحاب المقامات العالیہ

★ امنی المفاخرفی مناقب شیخ عبدالقادر

ممکن ہے کہ ان کتب کے علاوہ بھی آپ نے کتابیں تصنیف فرمائی ہوں۔(واللہ اعلم ورسولہ اعلم)

وصال مبارک: حضرت امام عبداللہ یافعی قدس سرہ النورانی کے سن وصال میں اختلاف ہے کسی نے ۷۶۷ ہجری کسی نے ۷۶۴ ہجری لکھا ہے۔صاحب مراۃ الاسرار نے سن وصال لکھا ہی نہیں وہ فرماتے ہیں۔"امام عبداللہ یافعی کا سن وفات نظر سے نہیں گزرا لیکن کتاب" تاریخ مراۃ الجنان" میں انہوں نے ۷۵۰ ہجری تک کے واقعات لکھے۔وفات نظر سے نہیں گزرا معلوم نہیں کہ اس کے بعد کتنے سال زندہ رہے لیکن سیرۃ العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ہم عصر تھے کیونکہ آپ نے حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلوی کی خدمت میں بھیجا تھا جب شیخ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی کا سن وفات ۷۵۷ ہجری ہے ہوسکتا ہے کہ اس کے قریب ہی کا کوئی سن ہو البتہ صاحب خرینۃ الاصفیاء نے آپ کا سن وصال ۷۵۵ ہجری لکھا ہے وہ لکھتے ہیں امام صاحب نے ۲۱ جمادی الآخر ۶-۷۵۵ ہجری میں وفات پائی مرقد مکہ معظمہ میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متصل ہے۔

سید خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ

غوث العالم محبوب یزدانی قدوۃ الکبریٰ سلطان سید اوحدالدین محمد اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم بھی آتا ہے۔اہل طریقت میں آپ کا مقام بہت بلند ہے آپ امام طریقت اور پیشوائے اولیاء تھے آپ کی روحانی عظمت و بزرگی کو تسلیم

کرتے ہوئے کسب فیض کیا" آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد البخاری ہے آپ کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے آپ بڑے بلند ہمت اور عالی شان بزرگ تھے اور نفس قاطع رکھتے تھے (بڑے صاحب تصرف تھے) تھوڑی سی توجہ ساکنان سفلی کو مقامات علوی پر پہونچا دیتے تھے جس قدر ریاضت ومجاہدات توکل اور تجرید آپ عمل میں لائے کسی بزرگ سے کم سننے میں آئے ہیں"۔ (حوالہ: مراۃ الاسرار صفحہ ۹۶۰)

"آپ کی پیدائش ۷۲۸ ہجری ۲۸- ۱۳۲۷ عیسوی میں قصر عارفاں (بخارا سے تین میل دور) ہوئی آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ ولادت کے تیسرے روز آپ کے جد امجد حضرت بابا سماسی کی خدمت میں لے گئے حضرت بابا نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور اپنے خلیفہ اعظم میر سید کلاں سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا"۔

(حوالہ: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ صفحہ ۴۶۶)

آپ صحیح النسب سید تھے۔ راہ سلوک میں آپ کی تربیت میر سید کلاں نے کی لیکن حقیقت میں آپ اویسی ہیں کیونکہ آپ نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند نے متعدد مقامات سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے اس کے بعد آپ سلسہ نقشبندیہ کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا عارف دیک کرانی کی خدمت میں رہے اور ان سے فیض حاصل کیا۔

آپ نے مولانا عارف کے علاوہ شیخ قثیم ترکستانی کی خدمت میں بھی چند ماہ گزارے اور فیض حاصل کیا سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلیفہ حضرت مولانا محمد نظام الدین یمنی اپنی کتاب لطائف اشرفی میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں " شیخ قثیم ترکستان کے مشائخ میں ہیں اور حضرت خواجہ احمد یسوی کے خاندان سے ہیں خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے بھی آپ سے سلوک میں فائدہ حاصل کیا تھا شیخ قثیم کے نو بیٹے تھے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو اپنا دسواں بیٹا کہتے تھے خواجہ بہاؤالدین تین ماہ شیخ کی خدمت میں رہے"۔

آپ نے حضرت خلیل اتا سے بھی فیض حاصل کیا یہ بھی مشائخ ترک سے تھے۔ آپ بارہ سال حضرت خلیل اتا کی خدمت میں رہے۔ باطنی فیوض وبرکات حاصل کئے آپ نے حضرت اویس قرنی رضی

اللہ عنہ کی روحانیت سے بھی فیض پایااور حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ان تمام بزرگان دین کی صحبت اور روحانی فیض نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو روحانیت و معرفت کا ایسا خزینہ بنادیا کہ جو بھی آپ کی صحبت میں بیٹھااور جس پر آپ نے نظر کرم ڈال دی اسے کامل بنادیا۔

قدوۃ الکبریٰ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حضرت بہاؤ الدین نقشبند سے ملاقات کی اور ان سے روحانی استفادہ بھی کیا اس ملاقات میں حضرت سید عبد الرزاق نور العین بھی آپ کے ساتھ تھے چنانچہ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں:

جس وقت میں عبد الرزاق کو حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے پاس لے گیا آپ نے ان کو التفات و عنایات سے نوازا۔ (حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول صفحہ ٦٦)

وصال مبارک: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی کے معاصرین میں سے تھے اور آپ نے ان سے بھی فیض حاصل کیا۔ صاحب مراۃ الاسرار حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے وصال کے متعلق لکھتے ہیں کہ "آپ کی عمر چھہتر سال تھی آپ کا وصال امیر تیمور کے عہد شب دوشنبہ ماہ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری کو ہوا اور قصر عارفان میں ہی دفن ہوئے آپ کا مزار ولایت ماوراالنہر کے لوگوں کا قبلہ حاجات ہے۔

حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۸۵ ہجری) المعروف "مخدوم جہانیاں جہاں گشت" اکابر اولیاء میں سے تھے۔ ریاضت و مجاہدہ اور بزرگان دین سے کسب فیض میں اپنے معاصرین میں منفرد مقام رکھتے تھے کیونکہ کثیر تعداد میں بزرگوں سے فیض حاصل کیا تھا آپ کا نام سید جلال الدین بخاری اور لقب مخدوم جہانیاں ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ "سید جلال الدین کا لقب شیر شاہ تھا آپ کے بہت سے خطاب تھے جیسے:

میر سرخ　　　　شریف اللہ

ابو البرکات	ابو احمد
میر بزرگ	مخدوم اعظم
جلال اکبر	عظیم اللہ

(حوالہ: خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۶۳)

لیکن سب سے مشہور لقب "مخدوم جہانیاں" ہے یاد رہے کہ "مخدوم جہاں" شیخ شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہ کو کہاجاتا ہے وصیتِ مخدوم جہاں بہت مشہور ہے کہ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ النورانی کے روح پرواز کرنے کاوقت تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے وصیت کی تھی کہ خبر دار کوئی میرے جنازے کی نماز نہ پڑھائے کیوں کہ ایک سید صحیح النسب، تارک سلطنت، ساتویں قرات کا حافظ، چودہ علوم کا عالم عنقریب یہاں آئے گا وہی میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔

آپ کے اصحاب بموجب وصیت تجہیز و تکفین کر کے حضرت محبوب یزدانی کا انتظار کر رہے تھے۔ جب تاخیر ہوئی تو حضرت شیخ چولھائی خادم حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری شہر سے باہر تلاش کے واسطے نکلے ادھر سے حضرت محبوب یزادانی تشریف لارہے تھے شیخ چولھائی اپنی نور فراست باطنی سے پہچان گئے۔ پوچھا آپ سید ہیں؟ حضرت نے عاجزی سے فرمایا کہ ہاں۔

اسی طرح جو جو نشانیاں حضرت مخدوم الملک نے فرمائی تھی سب آپ میں پائی گئیں ۔ حضرت محبوب یزدانی کو آگے کیا اور خود پیچھے ہولئے۔ جب حضرت محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی خانقاہ عالی میں پہونچ کر حضرت مخدوم الملک کے خلفاء اور اصحاب سے ملے سب نے باتفاق صاحب میت بموجب وصیت امامت نماز جنازہ کا اشارہ کیا اول حضرت نے کچھ عاجزی کی آخر سب نے حضرت محبوب یزدانی کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔ (حوالہ: صحائف اشرفی صفحہ ۷۸)

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے علم سے گہرا شغف رکھتے تھے اور علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عبادت وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے

تھے اور نہایت متواضع شخصیت کے مالک تھے۔ حدیث کے عالم اوراصول و فروع میں مسلکاً حنفی تھے فتویٰ بھی امام اعظم حضرت سیدنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رضی اللہ عنہ کے فقہ کے مطابق دیتے تھے۔

غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے جس کا ذکر لطائف اشرفی میں ہے۔ حضرت مولانا ابوالفضائل نظام الدین یمنی سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے تھے کہ سادات بخاریہ کا سلسلہ نسب بہت بلند ہے اور متاخرین میں جتنے خوارق عادات اور علوم وحقائق حضرت مخدوم جہانیاں سے ظاہر ہوئے کسی سے نہیں آپ مظہر العجائب اور مصدر الغرائب ہیں جب کبھی حضرت قدوۃ الکبریٰ کے سامنے مخدوم جہانیاں جہاں گشت یا آپ کے سلسلے کا ذکر آجاتا تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی کہتے تھے کہ کیسے مظہر العجائب ہیں اگرچہ بہت سے اکابرین ومشائخ وقت نے مختلف مرشدین کامل سے علوم ومعارف اور فیوض وبرکات حاصل کئے ہیں لیکن مخدوم جہانیاں کی کوئی مثال نہیں ہے روئے زمین پر کوئی ایسا درویش نہیں ہے جس کی ملازمت میں وہ نہ پہونچے ہوں اور ان سے استفادہ نہ کیا ہو جیسا کہ چند مشہور ہستیوں کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں کو اول نعمت وخلافت اپنے ہی آباؤ اجداد سے ملی جس کا سلسلہ مسلسل حضرت علی علیہ الرضوان تک پہنچتا ہے۔

(حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۳۹۰)

حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت وخلافت و اجازت ایک سو چالیس سے زیادہ علمائے راسخین اور صاحبان ارشاد مشائخ سے حاصل تھی جن کی خرقہ اور سلسلہ کی نسبت عن فلاں عن فلاں کے واسطے سے رسول اکرم ﷺ تک پہونچتی ہے۔ آپ نے علم شریعت و طریقت و حقیقت و علم تصوف ان سب سے حاصل کیا۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے بے شمار بزرگوں سے اجازت وخلافت اور دیگر فیوض وبرکات حاصل کئے پھر آپ نے ان تمام بزرگوں کے نام گن کر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو بتائے اور ان سے حاصل کردہ وہ تمام روحانی نعمتیں عطا فرمائیں اس لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی بڑی عقیدت و محبت

سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا ذکر کرتے تھے اور ان کا ذکر کرتے وقت آپ ہر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے خلفائے کرام

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چند مشہور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

سید علاؤالدین جامع ملفوظ سید شرف الدین

سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سامانی

شیخ صدرالدین راجو بخاری

سید اشرف الدین مشہدی

سید بابو تاج الدین بکہری

سید سکندر بن مسعود

سید محمود شیرازی

مولانا محمد عطاء اللہ

صاحب خزینۃ الاصفیاء آپ کی سیاحت کے بارے میں لکھتے ہیں " کہ جب سید جلال الدین نے بخارا سے سفر کا ارادہ کیا تو پہلے نجف اشرف تشریف لے گئے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے مرقد مبارک سے فیوض باطنی حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہونچے اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی وہاں سے شام گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقبرہ کے تابوت کے مجاور رہے وہاں سے مدینہ منورہ آئے مدینہ کے سادات کرام نے آپ کی سید ہونے سے انکار کیا اور صحیح النسب سید ہونے کی طلب کی بہت جھگڑا ہوا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ اس سلسلے میں سید الابرار ﷺ کے روضہ پر انوار پر جاکر استفسار کیا جائے چنانچہ سید جلال الدین سادات عظام کے ساتھ روضہ عالیہ پر حاضر ہوئے آپ عرض کی " السلام علیکم یا والدی " روضہ رسول سے آواز آئی " یا ولدی قرۃ عینی و سراج کل امتی منی و عن اھل بیتی " یہ آواز سن کر تمام سادات نے آپ کی شرافت کی گواہی دی اور آپ کی بے حد تعظیم و توقیر کی۔ (حوالہ: خزینۃ الاصفیاء صفحہ ٦٤)

وصال مبارک: لطائف اشرفی میں ہے کہ آپ ۸۷ سال قید حیات میں رہ کر بروز چہارشنبہ عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ ہجری غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔

(حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۶۱۰)

اس طرح علم و معرفت و طریقت کا آفتاب غروب آفتاب کے وقت غروب ہو گیا لیکن اس کی پر نور شعائیں آج بھی اہل علم و عرفاں کے قلوب کو منور کر رہی ہیں۔

حضرت خلیل اتار قدس سرہ

حضرت خلیل اتار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۸۲) ہجری بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے آپ صاحب شریعت و طریقت تھے اور ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے آپ خوارزم میں پیدا ہوئے اور جلیل القدر مشائخ سے کسب فیض کیا آپ کا نام "خلیل آتا" ہے بعض مؤرخین نے حکیم آقا بھی لکھا ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ آپ "آق فوزعان" نامی بستی میں رہائش پذیر تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اس بستی آق کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ "آقا" لکھا جاتا ہو۔ (واللہ اعلم ورسولہ اعلم) لیکن اکثر نے آقا کے بجائے "آتا" لکھا ہے۔

آپ کا سلسلہ بیعت ترکستان کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ سے ہے جو خود مرکز روحانیت اور منبع فیوض و برکات تھے اکثر مشائخ طریقت کے پیر و مرشد تھے حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حقیقی نانا تھے حضرت خلیل آتار رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہ النورانی کے چار خلفاء بہت مشہور تھے:

حضرت منظور اابن خواجہ باب ارسلان قدس سرہ

حضرت سید آتا قدس سرہ

حضرت سلیمان قدس سرہ

حضرت شیخ خلیل آتا قدس سرہ

مکتوبات اشرفی میں ہے کہ حضرت شیخ خلیل آتا رحمۃ اللہ علیہ کا کشف روحانی کتنا عظیم تھا ان کی روحانی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے کسب فیض کیا یہی وجہ ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ان سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور نہایت عزت واحترام سے ان کا ذکر کرتے تھے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے نہ صرف یہ کہ خود ان سے فیض حاصل کیا بلکہ اپنے فرزند معنوی اور خلیفہ برحق قدوۃ الآفاق حضرت عبدالرزاق نورالعین کو بھی خلیل آتا کی خدمت میں لے کر گئے اور ان سے مستفیض کروایا حضرت مولانا ابوالفضائل محمد نظام الدین یمنی نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

اس کے بعد سید عبدالرزاق کو خلیل آتا کے پاس لے گیا انہوں نے بھی ظاہری وباطنی عنایات والتفات سے نوازا۔ (حوالہ: لطائف اشرفی حصہ دوم صفحہ ۳۸۷)

وصال مبارک: حضرت خلیل آتا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۸۲ ہجری یا ۸۸۲ ہجری میں ہوا لیکن ان دونوں میں کسی کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اس میں محققین کا اختلاف ہے۔ آپ کا مزار پر انوار موضع "آق" فوزعان میں ہے۔

حضرت میر سید علی ہمدانی قدس سرہ

کاشف اسرار ربانی واقف رازہائے نہانی حضرت میر سید علی ہمدانی قدس سرہ کا شمار ان اکابرین طریقت میں ہوتا ہے جو علم ظاہری وباطنی دونوں کے جامع تھے آپ کی ولادت ہمدان میں ہوئی اسی لئے آپ کا نام کے ساتھ ہمدانی لکھا جاتا ہے تاریخ ولادت ۱۳۱۴ عیسوی ہے جو صرف ایک کتاب میں درج ہے بقیہ کتب میں صرف مختصر حالات ملتے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید شہاب الدین تھا جو ہمدان میں ایک بڑے عہدے پر فائز تھے لیکن اس کے باوجود نہایت نیک اور متقی انسان تھے۔

میر سید علی ہمدانی بن شہاب الدین بن محمد الہمدانی علوم باطنی و ظاہری کے جامع گزرے ہیں آپ شیخ شرف الدین محمود بن عبد اللہ المزوتعانی کے مرید ہیں اور وہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے مرید ہیں اور وہ مرید شیخ نورالدین عبد الرحمن کے وہ مرید ہیں شیخ احمد خرقانی کے جو شیخ لالا کے مرید ہیں۔

(حوالہ: لطائف اشرفی لطیفہ ۱۵ صفحہ ۵۸۷)

آپ نے اپنے شیخ کی اجازت سے تین مرتبہ ساری دنیا کی سیر کی اور ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت حاصل کی چار سو اولیاء اللہ کو ایک مجلس میں دیکھا اور سب مشائخ سے کسب فیض کیا۔ جیسا کہ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ سید علی ہمدانی علم ظاہری و باطنی کے جامع تھے شیخ شرف الدین محمود سے انہوں نے پوچھا کیا حکم ہے انہوں نے مراقبہ کیا اور اس کے بعد فرمایا حکم یہ ہے کہ دنیا کا سفر کرو۔ تین بار انہوں نے دنیا کا سفر کیا اور ایک بار آفتاب کی طرح زمین کر گرد گھومے یہ فقیر اشرف ان کی رکاب میں ذرہ کی طرح گھومتا رہا اور سلوک کے بہت سے فائدے حضرت سید سے حاصل کئے اگر جسم کا ہر بال زبان ہو جائے اور ان کے احسانات کا شکریہ ادا کرے تو ہزار بال بھی ان کے ایک احسان کا شکریہ ادا نہ کر سکیں۔ (حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول فارسی ۵۴)

ایک مرتبہ سید علی ہمدانی نے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرمایا میں نے ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ کی صحبت دریافت کی اور ہر ایک سے میں نے فائدہ اٹھایا ان فوائد میں فرزند اشرف! تمہارا بھی حصہ ہے۔ اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی پر بھرپور توجہ دی اور انہیں روحانیت سے وافر حصہ عطا فرمایا۔

☆☆☆☆☆

کشمیر میں تبلیغ اسلام

سید علی ہمدانی قدس سرہ النورانی نے پوری دنیا کا سفر کیا اور اس دوران تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا بطور خاص آپ نے جس علاقے کو اپنے تبلیغ کا مرکز بنایا وہ شہر کشمیر ہے آپ کے آنے سے قبل کشمیر کی حالات بہت ابتر تھی یہاں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اسلام سے دور تھے اور جہالت کے اندھیروں

میں بھٹک رہے تھے۔ان کے نام اسلامی تھے لیکن کام کافروں جیسے تھے۔ لیکن کشمیر میں آج جو اسلام نظر آرہاہے وہ آپ ہی کی کوشش اور تبلیغ خدمات کا نتیجہ ہے اگرچہ کشمیر میں بہت سارے بزرگان دین نے تبلیغ فرمائی لیکن اس سلسلے میں اولیت میر سید علی ہمدانی قدس سرہ النورانی کو ہی حاصل ہے کیونکہ مؤرخین کے مطابق تبلیغ اسلام کی غرض سے کشمیر میں داخل ہونے والے پہلے بزرگ ہیں۔

حضرت سید علی ہمدانی نے تبلیغ کے ساتھ ساتھ تحریر کا سلسلہ بھی جاری رکھا آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن ان کی تعداد کے متعلق نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کتنی ہیں کیونکہ ان تفصیل نہیں ملتی اور آپ کی تصانیف جو بہت مشہور ہیں وہ یہ ہیں:

- اسرار النقطہ شرح اسماء اللہ
- شرح فصوص الحکم،
- شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ

وصال مبارک: آپ کے وصال کے متعلق صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ آپ زیارت بیت اللہ شرفاو تعظیما کے لے روانہ ہوئے راستے میں ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ کو وفات پائی وہاں سے آپ کے مریدین جسم اطہر کو ختلان لے گئے۔ آپ کا مزار ختلان میں قبلہ حاجات ہے۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ

واقف اسرار خفی و جلی حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ صحیح النسب سید تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے ملتا ہے۔ تاریخ ایران کے مطابق آپ کی ولادت ۷۳۰ ہجری میں حلب میں ہوئی۔ آپ نے حضرت امام عبداللہ یافعی یمنی قدس سرہ النورانی کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر زیر نگرانی راہ سلوک کی منازل طے کیں ان کے علاوہ بہت سے مشائخ سے کسب فیض کیا۔

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے سلوک کی تعلیم حاصل کی حضرت نعمت اللہ ولی قدس سرہ شاعرانہ ذوق بھی رکھتے تھے اور اشعار میں بڑے اسرار ورموز بیان فرماتے تھے۔ اس کا ثبوت آپ کے یہ اشعار ہیں جو مراۃ الاسرار میں موجود ہیں آپ فرماتے ہیں:

نعمت اللہ ہست دائم با خدا
نعمت اللہ از اللہ کے باشد جدا

ترجمہ: نعمت اللہ ہر دم باخدا رہتا ہے۔ نعمت خدا کب خدا سے جدا ہوتی ہے۔ یعنی نعمت عطا کرنا حق تعالیٰ کی صفت ہے اور صفت موصوف ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔

آپ نے اکثر شعر اہل بیت اطہار کی مدحت میں کہے ہیں۔

کتب: آپ کے کلام کے جو نمونے پیش کئے ہیں یہ صرف مراۃ الاسرار ہی میں ملتے ہیں اس کے علاوہ کسی کتاب میں تفصیل کے ساتھ حالات زندگی اور اشعار نہیں ہے لطائف اشرفی اور دیگر کتب میں صرف مختصر حالات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

حضرت میر سید صدر جہاں قدس سرہ

صدر اولیائے جہاں حضرت میر صدر جہاں قدس سرہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ گزرے ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ علم و فضل اور روحانیت میں آپ کا مقام بہت بلند تھا بادشاہ وقت سلطان ابراہیم آپ کا بے حد احترام کرتا تھا اور آپ کی خدمت میں اکثر تحائف بھیجا کرتا تھا آپ ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے آپ نے راہ طریقت طے کرنے لئے اپنا رہبر حضرت شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ کو بنانا اور ان کے دست مبارک پر بیعت کی۔

بیعت کا واقعہ: میر سید صدر جہاں نے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مرید ہونا چاہا آپ نے فرمایا تمہارے لئے ایک دوسرے بزرگ ہیں اور میرا کام یہ ہے کہ میں انہیں عربستان سے ہندوستان لے آؤں۔ انہی کے لئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے حجاز کا قصد کیا پھر وہاں سے حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے ہمراہ ہندوستان واپس ہوئے۔ آپ کا قیام کالپی میں تھا میر صدر جہاں نے لکھا کہ کالپی میں آپ کی قدم بوسی کے لئے صرف اس صورت میں حاضر ہوسکتا ہوں کہ ابراہیم شاہ کی ملازمت سے مستعفی ہوجاؤں آپ کا کیا حکم ہے حضرت شاہ مدار نے جواب میں لکھا ملازمت سے استعفی دینے کی ضرورت نہیں میں ہندوستان میں کچھ لوگوں کی تربیت کے لئے مامور کیا گیا ہوں ان میں تمہارا بھی نام ہے میں خود جونپور آؤنگا۔ (حوالہ: حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی صفحہ ۱۴۵)

آپ نے جونپور میں ہی بیعت کی اور زیر نگرانی منازل سلوک طے کیں حضرت میر صدر جہاں نے تکمیل سلوک کے بعد رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور بندہ گان خدا کو فیض پہونچایا۔

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی اور میر سید صدر جہاں الحسینی میں بڑے گہرے روابط تھے اور خط وکتابت بھی تھی حضرت میر صدر جہاں کے نام مکتوبات اشرفی میں خط بھی ملتا ہے اس میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے طریقت کے اہم نکات بیان فرمائے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات علم ظاہر وباطن کے جامع تھے اور ایک دوسرے کے بے حد احترام کرتے تھے حضرت میر صدر جہاں رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی تبلیغ دین میں گزاری آپ کے وصال کے متعلق لطائف اشرفی اور دیگر کتب میں کوئی تذکرہ نہیں ہے سب نے صرف حالات وواقعات ہی لکھے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے سالکان طریقت اور واقف اسرار حقیقت تھے آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بن محمود البخاری ہے۔ آپ کی ولادت ۷۵۶ ہجری میں ہوئی آپ نے سلوک کی تعلیم

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے حاصل کی پھر حضرت خواجہ نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی اسی لئے آپ کا شمار حضرت خواجہ نقشبند کے مشہور خلفاء میں ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ فرمایا اور ظاہری و باطنی نعمتیں آپ کو عطا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا" جو امانت اور حق خلفاء خاندان خواجگان قدس اللہ اسرارہم سے اس ضعیف کو پہونچا ہے اور جو کچھ اس راہ میں ہم نے کسب سے حاصل کیا ہے اس کو ہم تجھے سونپتے ہیں جیسا کہ برادار دینی مولانا عارف قدس سرہ نے تم کو سونپا۔ تم اس امانت کو قبول کرو اور اسے خلق خدا تک پہونچاؤ خواجہ پارسا نے بہت کچھ عاجزی کی اور اس کو قبول کیا نیز حضرت خواجہ نے آپ سے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تم کو لے گئے۔ (حوالہ: حضرات القدس صفحہ ۲۲۴)

آپ مقرب باللہ تھے اور جو آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا وہی ہو جاتا تھا آپ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے۔

وصال مبارک: حضرت محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مرشد کے حکم سے رشد و ہدایت کا جو سلسلہ شروع کیا اسے آخری دم تک جاری رکھا آپ نے ۷۳ سال کی عمر پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ میں جمعرات کے روز چہار جمادی الآخر ۸۲۲ ہجری کو ہوئی آپ کا مزار پر انوار جنت البقیع میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے قریب ہے۔ (حوالہ: حضرات القدس صفحہ ۲۲۶)

حضرت شیخ قوام الدین عباسی لکھنوی قدس سرہ

رازہائے سربستہ کے امین پیشوائے اہل یقین اولیاء و بزرگان دین حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ اپنے وقت کے مشائخین میں منفرد مقام رکھتے تھے تقویٰ و پرہیزگاری اور ریاضت و مجاہدے میں اپنی مثال آپ تھے آپ نے حضرت سید نصیر الدین روشن چراغ دہلوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی صحبت میں رہے پیرو مرشد نے خصوصی توجہ فرمائی اور طریقت کی تعلیم دی اس کے بعد سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس ان کی صحبت میں رہے اور ان کے زیر

نگرانی ریاضت و مجاہدے کئے تکمیل روحانیت کے بعد آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی۔ ان کے علاوہ آپ نے بہت سے مشائخ سے فیوض وبرکات حاصل کئے اور ان کی صحبت اختیار کی۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت شیخ قوام الدین عباسی ادھمی قدس سرہ نے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کو سفر و حضر میں ذکر کی تعلیم دی تھی اورآپ اس پر پوری طرح کاربند تھے اگرچہ اس سلسلے میں بہت سے لوگوں نے اختلاف کیا اور یہاں تک کہ جنگ و جدال پر آمادہ ہوئے لیکن سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی استقامت کے ساتھ اسی معمول پر ثابت قدم رہے۔ حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ نے قطب اودھ شیخ محمد مینا کو اپنی فرزندی میں لے کر ان کی تربیت فرمائی اور روحانی منازل طے کرائیں آپ کے وصال کے بعد یہی آپ کے جانشین ہوئے اور سلسلہ چشتیہ کو پھیلایا بعض کتابوں میں یہ بھی لکھاہے کہ شیخ قوام الدین نے وصال سے قبل شیخ محمد مینا کو مخدوم شیخ سارنگ کے سپرد کر دیا تھا انہوں نے ہی تعلیم طریقت کی تکمیل کرائی اور اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔

وصال مبارک: شیخ قوام الدین قدس سرہ کو وصال لکھنو میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک آستانہ عالیہ سرکار شاہ مینا قدس سرہ کے قریب مرجع خلائق اور منبع فیوض وبرکات ہے۔

حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ

راہنمائے سالکین پیشوائے عاشقین رہبر دین ومتین حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ جامع کمالات شخصیت تھے اپنے والد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے جانشین تھے علم و فضل اورروحانیت میں اعلیٰ مقام ہونے کے باوجود نہایت منکسر المزاج شخصیت تھے اور ہر ایک سے شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی کے معاصرین میں تھے انہوں نے لطائف اشرفی میں آپ سے ملاقات کا ذکر کیاہے وہ لکھتے ہیں:

جب یہ فقیر حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہ کے روضہ متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت قطب المشائخ خواجہ قطب الدین مخدوم زادہ جو صاحب سجادہ تھے ان کی ملازمت میں پہنچاتو دیکھا

کہ وہ حلقہ میں بیٹھ کر ذکر جہر کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک ذکر جہر مشائخ چشت کے خاندان میں ہوتا چلا آیا ہے۔

وصال مبارک: حضرت خواجہ احمد قطب الدین نے ۷۷۷ ہجری میں وصال فرمایا۔

حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قدس سرہ

اسم گرامی: سید بدیع الدین احمد ہے۔ کنیت ابوتراب ہے۔ بعض ممالک میں احمد زندان صوف کے نام سے مشہور ہیں۔ اہل تصوف اور اہل معرفت و حقیقت آپ کو عبداللہ، قطب المدار، فردالافراد کہتے ہیں مدار عالم، مدار دوجہاں، مدارالعالمین، شمس الافلاک آپکے القابات مقدسہ ہیں برصغیر ہندوپاک میں زندہ شاہ مدار اور زندہ ولی کے نام سے زیادہ شہرت حاصل ہے۔

ولادت باسعادت: آپکی ولادت باسعادت صبح صادق کے وقت پیر کے دن یکم شوال المکرم ۲۴۲ ہجری بمطابق ۸۵۶ عیسوی میں ملک شام کے شہر حلب میں محلہ "جنار" میں ہوئی "صاحب عالم" سے سن ولادت کی تاریخ نکلتی ہے۔

والد ماجد کا نام: سید قاضی قدوۃ الدین علی حلبی ہے اور والدہ موصوفہ سیدہ فاطمہ ثانیہ عرف بی بی ہاجرہ سے مشہور ہیں آپ حسنی حسینی سید ہیں حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالی اپنا حسب ونسب ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: اناحلبی بدیع الدین اسمی باسی واسی حسنی حسینی جدی مصطفے سلطان دارین محمداحمدومحمود کونین ۔ ترجمہ: میں حلب کا رہنے والا ہوں میرا نام بدیع الدین ہے ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہوں میرے نانا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی تعریف دوجہاں میں کی جاتی ہے۔ (بحوالہ: الکواب الدراریہ)

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ القوی نے اپنے ملفوظات میں آپکا شجرہ نسب اس طرح نقل فرمایا ہے کہ آنحضرت اجلہ ازاولاد امجاد حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ واسم پدرآں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہاء الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید امام

الائمہ جعفر صادق ابن سید امام الاسلام سید باقرابن سید امام الدارین زین العابدین ابن امام الشہداءامام حسین ابن امام الاولیاء یعنی حضرت قطب المدار حضرت سید مولا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے بہت بڑی ہستی کے مالک ہیں۔

آپ کے والد ماجد کا شجرہ نسب یہ ہے سید علی حلبی ابن سید بہاءالدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن سید امام الائمہ جعفر صادق ابن امام الاسلام سید باقر امام الدارین امام زین العابدین ابن امام الشہداءامام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپکا نسب نامہ یہ ہے: والدہ ماجدہ کا نام نامی فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزی دختر سید عبد اللہ ابن سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید ابو صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو القاسم ابن سید عبد اللہ محض ابن حضرت سید حسن مثنی ابن امام العالمین حضرت سید امام حسن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

پیدائش کے وقت کرامات کا ظہور: آپ جب شکم مادر سے اس جہاں تیرہ تار میں جلوہ بار ہوئے تو روئے انور کی تابانی سے وہ مکان جگمگا اٹھا جس میں آپ پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی جبین نیاز کو خالق بے نیاز کی بارگاہ میں بہر سجدہ جھکا دیا۔ زبان حق نوا سے یہ صدا بلند ہوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) حضرت ادریس حلبی جو ایک صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں روایت فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ جب اس عالم گیتی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تو روح پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ. وسلم مع جملہ اصحاب کبار وائمہ اطہار خانہ علی حلبی میں جلوہ افروز ہوئے اور سید علی حلبی اور فاطمہ ثانیہ کو سعید بیٹے کی ولادت کی مبارکباد دی۔ غیب سے ہاتف نے ھذا ولی اللہ ھذا ولی اللہ کا مژدہ سنایا۔ شاید ان بارگاہ لایزال نے اپنے لوح دل پر ان مبشرات کو نقش کر لیا اور آپ سعید ازلی قرار دیئے گئے۔

تعلیم وتربیت: اللہ تعالی جس کو اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور اپنی محبوبیت کے لیے انتخاب فرماتا ہے اسکی تعلیم وتربیت کے لئے بھی بے نظیر اور بہترین انتظام فرماتا ہے چنانچہ جب آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر چار سال

چار مہینہ اور چار دن کی ہوئی تو سلف صالحین کی سنت کے مطابق والد گرامی نے بمنشائے رحمانی آپ کو رسم بسم اللہ خوانی کے لیئے قطب ربانی شیخ وقت حضرت حزیفہ مرعشی شامی (متوفی ۲۷۶ ہجری) کی خدمت میں پیش کیا۔ استاذ محترم حق استاذی ادا کیا۔ ابتدائی تعلیم سے لیکر شریعت کے تمام علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ کیا جب آپکی عمر مبارک ۱۴سال کی ہوئی تو علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپکو مہارت تامہ حاصل ہو چکی تھی۔ حافظ قران مجید ہونے کہ ساتھ ساتھ آپ تمامی آسمانی کتابوں خصوصا توریت، زبور، انجیل کے بھی حافظ وعالم تھے۔ (تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام صفحہ ۴۹۳)

ابو الفضائل مولانا نظام الدین غریب لطائف اشرفی میں لکھاہے کہ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی قدس سرہ النورانی ایک سفر میں آپ کے ساتھ رہے اور فیوض وبرکات حاصل کئے۔ اس کا ذکر انہوں نے لطائف اشرفی میں کیاہے وہ لکھتے ہیں: حضرت بدیع الدین الملقب شاہ مدار بھی اویسی تھے نہایت بلند مشرب رکھتے تھے بعض نادر علوم مانند ہم ہیمیا وسیمیا وکیمیا وریمیا سے دیکھے گئے جو کہ اس گروہ میں نادر ہی کسی کو حاصل ہو گا مکہ معظمہ کے ایک سفر میں ہم دونوں ہمراہ تھے اور اس استفادہ کیا۔

(لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی صفحہ ۶۴)

بیعت وخلافت: ظاہری علوم سے فراغت کے بعد علم باطن کے حصول کے لیے حرمین شریفین کے لیے قدم بڑھایا۔ والدین کریمین سے اجازت طلب کی اور عازم مکہ اور مدینہ ہوگے۔ جب وطن سے باہر نکلے تو منشاے قدرت نے حریم دل سے صدادی کہ اے بدیع الدین! صحن بیت المقدس میں تمہاری مرادوں کا کلید لئے ہوے سرگروہ اولیاء بایزید بسطامی سراپا انتظار ہیں- آپ نے عزم کے رہوار کو بیت المقدس کی طرف موڑ دیا۔ ۲۵۹ہجری میں سلطان الاولیاء حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی نے صحن بیت المقدس میں نسبت صدیقیہ، طیفوریہ و بصریہ سے اجازت وخلافت کا تاج سر پر رکھ کر حلہ باطن سے آراستہ وپیراستہ فرمایا۔ تھوڑی مدت تک مرشد برحق کی معیت میں رہ کر عرفان کی نعمتوں سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے۔ ذکر واشغال اورادووظائف اور ریاضات ومجاہدات کے ذریعے طریقت وحقیقت اور

سلوک کی منزلوں اور معرفت کے اسرار ورموز کے مقامات کو طے کرتے رہے مرشد برحق نے ذکر دوام اور حبس دم کی بھی تعلیم فرمائی۔

سلطان العارفین حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال: مرشد برحق نے مرید صادق کو عرفان حق اور مشاہدات حقیقت کا ایسا لطیف احساس اور سلیم جزبہ عطا فرمایا کہ آپ مشاہدہ ذات الہی اور درک صفات لامتناہیہ میں محو ومستغرق رہنے لگے ۔۲۶۱ ہجری کا سورج اپنے آٹھویں برج میں قدم رکھ چکا تھا چودھویں رات کا چاند اپنی پر شباب چاندنی سے جبین کائنات کو منور ومجلی کر چکا تھا۔داعی اجل نے حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ کے در زیست پر دستک دی اور عالم وقرب واقرب میں حضوری کا دعوت نامہ پیش کر دیا ا شعبان المعظم ۲۶۱ ہجری مطابق ۸۷۵ عیسوی میں اس دار فانی سے عالم بالا کی طرف کوچ کر گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

حج بیت اللہ اور بارگاہ رسالت میں حاضری: مرشد سے جدائی کے بعد حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ اپنے حاصل مراد معبود حقیقی کی یاد سے حریم دل کو آباد کرنے لگے اور ایک مخصوص مقام پر ذکر جان جاناں میں محو ومستغرق ہو گئے آپنے ایسی گوشہ نشینی اختیار فرمائی کے دنیا کہ تمام چیزوں سے قلب پاک معری ہو گیا آپ کا باطن خالی اور مصفی ہو گیا اور دنیا و آخرت سے مجرد ہو گئے تجلیات ربانیہ کی ہمراہی اور مشاہدات حقانیہ کی ہمنوائی میں ایک طویل عرصہ گزر گیا ایک رات وارفتگی شوق کے عالم میں تھوڑی دیر کے لیے آنکھوں کے دریچے بند ہوئے تھے کہ خواب میں مصطفے جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ مبارک جلوہ افروز ہوئی اور ایک شیریں آواز کانوں میں گونج اٹھی کے بدیع الدین تیری مرادوں کے حصول کا وقت قریب آ گیا ہے گنبد خضری کے مکین تیرے نانا جان سنہری جالیوں سے تیری راہ دیکھ رہے ہیں آنکھیں کھلی تو دل کی دنیا میں مسرتوں کا طوفان برپا تھا وارفتگی شوق احساس و وجدان پہ چھاتی چلی گئ لیکن خرد نے سرگوشی کہ کے اے شوق! مچل، اے پاوں! ٹھہر، اے دل کی تمنا! خوب تڑپ، آپ نے رہوار شوق کو خانہ کعبہ کی طرف موڑ دیا موسم حج شروع ہو چکا تھا فریضہ حج وزیارت ادا کیا جب جمال الہی کی تجلیوں کے فروغ سے قلب دروں کندن ہو گیا تو دل بیتاب پر مدینہ منورہ کے احساسات چھاتے چلے گئے وہ

سرزمین جس کے نام کو سنکر اہل ایمان کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں وہ نورانی گلیاں جن میں جاروب کشی کے لیے آنکھیں اوپلکے آرزو مند رہتی ہیں مسجد نبوی کے وہ معطر منقش ستون جنہیں تصویروں میں دیکھ کر ہی احساس وجدان سجدہ ریز ہو جاتے ہیں وہ گنبد خضری جس میں سے نور کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر ساری کائنات کو روشن کرتی ہیں اب وہاں کی حضوری رسائی اور باریابی کی دھن میں پائے شوق وارفتہ وتندرو ہو جاتا رہاہے جوں جوں منزل مقصود قریب آرہی ہے دل ودماغ اور روح کی تمام حسیات پر ادب واحترام کا رنگ غالب ہو جاتا رہاہے مقدر کی باریاب سے در حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ حضوری ہوتی ہے یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم کا آستانہ ہے یہاں خلقت کا ہجوم رہتاہے یہاں توشہنشاہ بھی گدا بن کے آتے ہیں یہ مقام تو فہم وادراک کی منزل سے بھی بالاتر ہے یہاں شرمساری کے جلووں میں امیدوں کا دیا جلتاہے ۔اضطراب کے پس پردہ چین وسکون کی ہوا چلتی ہے وہ ادھر دائیں ہاتھ کو منبر نبوت ہے اور وہ ریاض الجنت یہاں قدم قدم پر انوار رحمت سجدہ ریز ہیں نور ونکہت کی زمین پر چاند سورج اور ستارے دست بستہ نور کی خیرات کے لیے کھڑے ہیں دن رات کی کسی گھڑی میں ایک پل کے لیے بھی یہ جگہ خالی نہیں رہتی ہے۔ دیوانے اور مستانے یہاں دھونی رمائے رہتے ہیں بیک وقت ستر ہزار فرشتے درودوسلام کے نغموں کے ساتھ یہاں چکر لگاتے رہتے ہیں اہل محبت کا یہاں ہر دم ہجوم رہتاہے اللہ ہو کی بازگشت فضا کو گرمائے رہتی ہے یہاں کا ایک سجدہ ہزاروں سجدوں پر بھاری ہوتاہے۔ حضرت قطب المدار رضی اللہ تعالی عنہ بارگاہ رسالت میں باریاب ہیں دل کی بیتابی کو قرار مل رہاہے اضطراب شوق پر حصول تمنا کی امیدوں کا غلبہ ہورہاہے احساسات پر سکون کی خنکی چھائی ہوئی ہے رات اپنے آخری مرحلہ میں داخل ہوچکی ہے فجر صادق اپنے اجالے کو کائنات پر بکھیرنے کی تیاری کررہاہے کہ اسی اثنامیں رحمت ونور کے پیغامبر صلی اللہ تعالی وآلہ وسلم اپنی نورانیت کے ساتھ عالم مثال میں ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے دلبند بدیع الدین قطب المدار کو اپنے دامن رحمت میں ڈھاپ لیتے ہیں قطرہ سمندر سے ملکر سمندر ہونے جارہاہے ذرہ آفتاب بن رہاہے معاً امیر کبیر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم عیاں ہوتے ہیں بارگاہ رسالت سے حکم جاری ہوتاہے اے علی اپنے نور نظر کو روحانیت کی تربیت دے کر اور رجل کامل بناکر میرے پاس لاؤ۔

باب شہر مدینۃ العلم نے علم اسرار عطا فرمادیا تو اب کس کا یارا ہے جو اسکی عظمتوں کی چوٹیوں پر نگاہ ڈال سکے ۔مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے روح مہدی معود کے سپرد کر دیا روح مہدی آخر الزمان نے ایسا مرتب کیا کہ اب اسکو سمجھنا آسان نہیں رہا۔

نسبت اویسیہ سے مشرف ہونا: تاجدار اقلیم ولایت نے آپکو اپنے آغوش عاطفت میں لیکر آپکے روحانیت کو صیقل فرمایا اور قلب کو متحمل بار ولایت عظمی بنا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا رسول کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم دوبارہ بشمول عواطف فرما کر خانہ نبوت میں اسلام حقیقی تلقین فرمائی اور اپنے جمال جہاں آرا سے آپکے قلب وروح کو مزین فرما کر شرف اویسیت سے ممتاز فرمایا اور ہندوستان جانے کی تاکید فرمائی۔

آپ وہاں سے ہندوستان تشریف لائے اور گجرات میں قیام فرمایا یہیں سے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا لاکھوں انسانوں کو راہ ہدایت دیکھائی اور لاکھوں کو دائرہ اسلام کیا اس کے بعد مختلف شہروں میں قیام رہا اور ہر جگہ رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رہا آپ سخت ریاضت ومجاہدہ کرتے تھے عبادت اور ریاضت اور تقویٰ وپرہیز گاری کی وجہ سے آپ کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ جو شخص بھی ایک نظر آپ کے رخ انور کو دیکھ لیتا گرویدہ ہو جاتا تھا اکثر لوگ تو صرف آپ کے چہرے کو دیکھ کر ہی تائب ہوئے اور راہ ہدایت اختیار کی بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کے حسن وجمال میں نور الٰہی کی جھلک آتی تھی جس کی وجہ سے دیکھنے والے بے اختیار سجدے میں گر جاتا تھا۔ اس لئے آپ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ آپ کی محفل میں جو بھی آتا آپ کی نظر کیمیا اثر سے تائب ہو کر سچا مسلمان بن جاتا تھا آپ کے خلفاء کی تعداد لاکھوں میں ہے جبکہ مریدین کی تعداد بے شمار ہے روحانیت میں آپ کے بلند مقام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکابر اولیاء نے آپ کی صحبت اختیار کی اور فیض حاصل کیا ان میں غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی، قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا حسام الدین مانکپوری، قطب اودھ حضرت شاہ مینا، حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغوان، حضرت ابو الحسن طیفوری، سید جمال الدین جان من، حضرت اجمل بہرائچی، قاضی محمود کنتوری، قاضی شہاب الدین دولت آبادی، سلطان ابراہیم شرقی، حضرت قاضی صدر جہاں، حضرت محمد غزنوی، حضرت شاہ بھیکا قنوجی (رحمہم اللہ اجمعین) اور دیگر جلیل القدر بزرگان دین کے اسمائے شامل ہیں۔

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی قدس سرہ النورانی ایک سفر میں آپ کے ساتھ رہے اور فیوض وبرکات حاصل کئے۔ اس کا ذکر انہوں نے لطائف اشرفی میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

حضرت بدیع الدین الملقب شاہ مدار بھی اویسی تھے نہایت بلند مشرب رکھتے تھے بعض نادر علوم مانند ہم ہیماو سیماو کیمیاور ریما سے دیکھے گئے جو کہ اس گروہ میں نادر ہی کسی کو حاصل ہو گا مکہ معظمہ کے ایک سفر میں ہم دونوں ہمراہ تھے اور اس استفادہ کیا۔ (لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی صفحہ ٦٤)

حضرت مولانا ابو الفضائل محمد نظام الدین غریب یمنی لطائف اشرفی میں ایک عبارت نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ مدار نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کو خرقہ بھی عطا فرمایا تھا اور اس کے علاوہ بہت سے روحانی انعامات بھی فرمائے اسی لئے سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی ان کا بے حد احترام کرتے تھے ان دونوں حضرات میں بڑی محبت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب سفر کے اختتام پر ایک دوسرے سے رخصت ہو رہے تھے تو سید اشرف جہانگیر سمنانی اور حضرت شاہ مدار کی آنکھیں پرُنم تھیں۔

اویسیت کا مطلب: قارئین !اویسیت کیا ہے ؟ اور اسکی شان کتنی نرالی ہے ؟ اسکے فہم وادراک کے لیے شاہ سمناں غوث العالم محبوب یزدانی حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں تھوڑی دیر کے لیے حاضری دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ کا گفتہ کہ قومے ازاولیاء اللہ عزّوجل باشد کہ ایشاں کہ رامشائخ طریقت و کبرائے حقیقت اویسیان نامند کہ ایشاں رادر ظاہر ہر بہ پیری احتیاج بنود زیرا کہ ایشاں راحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در حجرہ عنایت خود پرورش می دہند بے واسطہ غیرے چنانکہ اویس دادہ ایں عظیم مقامی بود وروش عالی ترکرا اینجار سانند وایں دولت بکہ رونماید بموجب آیتہ کریمہ ذالک فضل اللہ یوتیہن یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (لطائف اشرفی ملفوظات حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ لطیفہ ١۴ / واں)

ترجمہ: شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ولیوں میں سے کچھ حضرات وہ ہیں جنہیں بزرگان دین مشائخ طریقت "اویسی"" کہتے ہیں ان حضرات کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہیں

ہوتی کیونکہ وہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ عنایت میں بذات خود انکی تربیت وپرورش فرماتے ہیں اس میں کسی غیر کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو تربیت دی تھی یہ مقام اویسیت نہایت اونچا روشن اور عظیم مقام ہے کس کی یہاں تک رسائی ہوتی ہے اور یہ دولت کیسے میسر ہوتی ہے بموجب آیتہ کریمہ اللہ تعالی کا مخصوص فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالی عظیم فضل والا ہے مزید فرماتے ہیں حضرت شیخ بدیع الدین المقلب شاہمدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند وبسے مشرب عالی داشتند وبعضے علوم نوادر از ہیمیا وکیمیا وریمیا ازایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے را باشد۔

(لطائف اشرفی فارسی صفحہ ۳۵۴/ مطبوعہ نصرت المطابع دہلی)

ترجمہ. حضرت شیخ بدیع الدین ملقب بہ شاہمدار قدس سرہ بھی اویسی ہوے ہیں نہایت ہی بلند مرتبہ ومشرب والے ہیں بعض نوادر علوم جیسے ہیمیا سیمیا کیمیا ریمیا ان سے مشاہدہ میں آئے ہیں جو اس گروہ اولیاء میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے۔

قطب کا لغوی معنی: چکی کی کیل جس پر چکی گھومتی ہے۔ مدار کا معنی 'سردار قوم، زمین کی محور کا کنارہ ، ایک ستارہ کا نام جس سے قبلہ کا تعین کرتے ہیں۔

قطب کا اصطلاحی معنی : قطب اسکو کہتے ہیں جو عالم میں منظور نظر حق تعالی ہو ہر زمانہ میں اور وہ بر قلب اسرافیل علیہ السلام ہوتا ہے۔ (الدر المنظم صفحہ ۵۰، لطائف اشرفی)

اقطاب کی برکت سے عالم محفوظ ہوتا ہے: حضرت شیخ اکبر فتوحات کے باب تین سو تر اسی میں لکھتے ہیں کہ قطب کے سبب سے اللہ تعالی محفوظ رکھتا ہے کل دائرہ وجود کو عالم کون وفساد سے اور امامین کی وجہ سے عالم غیب وشہادۃ کو اور اوتاد کی وجہ سے جنوب وشمال کو اور مشرق ومغرب کو اور ابدال کی وجہ سے اور ولایتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور قطب الاقطاب سے ان سب کو کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جس پر سارے عالم کا امر دائر ہے۔

ایک قطب کے تصرف کی حد کیا ہے: سرکار غوث پاک عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کے لیے سولہ عالم ہیں اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے جو اس عالم کے دنیا و آخرت دونوں کو محیط ہے مگر اس امر کو سوائے قطب کے کوئی نہیں جانتا۔ (الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم صفحہ ۵۸)

تمام اقطاب قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں: اقطاب جتنے ہوتے ہیں سب قطب المدار کے محکوم وماتحت ہوتے ہیں اور یہ بارہ اقطاب جن کا ماسبق میں ذکر ہوا وہ قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں اور اب بارہ قطبوں میں سے سات ہفت اقلیم کے ہیں یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب اور پانچ قطب یمن کی ولایت میں رہتے ہیں انکو قطب ولایت کہتے ہیں قطب عالم یعنی قطب مدار کا فیض اقطاب اقالیم پر وارد ہوتا ہے اور اقطاب اقالیم کا فیض تمام اولیاء پر جاتا ہے اور یہی طریقہ قیامت تک رہیگا۔

(مرۃ الاسرار اردو صفحہ ۹۳۸)

براہ راست حضرت سیدنا سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے "طبقات شاہجہانی" اور علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی کی کتاب "تذکرہ مشائخ عظام" میں تحریر ہے کہ حضرت زندہ شاہ مدار نے کافی طویل عمر پائی اس لیئے آپ کے مریدین اور خلفا کا شمار غیر ممکن ہے"

مستند کتاب بحر ذخار "تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیاء جونپور" وغیرہ میں حضرت مدار پاک کے بہت سارے خلفا کے حالات تحریر ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ مداریہ انتہائی فیض رساں سلسلہ طریقت ہے اس سلسلہ کے جاری وساری ہونے پر بہت سارے علماء اہلسنت ومشائخ طریقت کی کتابیں شاہد ہیں، ان میں سے چند کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں "مناقب العارفین" سمات الاخیار" مردان خدا" تواریخ آئینہ تصوف "کنزالسلاسل" گلستان مسعودیہ" رسالہ قطبیہ "مرأۃ مسعودی "اخبارالاخیار "مقالات طریقت" نزہتہ الخواطر" تذکرہ مشائخ بنارس" تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ" حیات اعلحضرت "الاجازت المتینہ "تاریخ مشائخ قادریہ" تذکرہ آبادانیہ "الشجراۃ الرفاعیہ" مزکورہ بالا کتابوں کے علاوہ کئی درجن کتابیں آج بھی موجود ہیں جس سے سلسلہ مداریہ کی ہمہ گیریت اور اجرا کا پتہ چلتا ہے لہذا بلا شک وشبہ

سلسلہ عالیہ مداریہ جاری وساری ہے۔ اس سلسلہ عالیہ سے اجلہ اولیائے کرام وابستہ ہیں بس کسی بھی طرح ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو اس سلسلہ عالیہ کے بابت سوخت ومنقطع کی بات کہنا مناسب نہیں۔

قطب المدار کے تصرفات حیات وممات میں برابر ہیں: صاحب مطلع العلوم ومجمع الفنون ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت بدیع الدین قطب المدار کمالاتش در مملکت ہندوستان شہرت دارد وتصرفات آنجناب در حیات وممات برابر است۔

ترجمہ: قطب المدار کے تصرفات حیات وممات میں برابر ویکساں ہیں۔ (مطلع العلوم ومجمع الفنون)

وہ چار بزرگ ہیں جو مثل احیاء کے تصرف کرتے ہیں: صاحب مرآۃ الاسرار شیخ عبدالرحمن چشتی فرماتے ہیں کہ مرآۃ الاسرار کی تصنیف کے بارہ سال کے بعد ۱۰۶۵ ہجری میں زیارت حضرت پیر ودستگیر معنوی خواجہ بزرگ معین الحق والدین چشتی قدس سرہ سے دوچار ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تم کو چار مرد صاحب ولایت وصاحب تصرف کے درمیان جگہ دی ہے جو قیام قیامت تک اپنی قبور میں مثل احیاء زندہ کی طرح اپنی قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمیشہ تمہارے مددومعاون رہیں گے۔

(۱) مغرب کی طرف شیخ بدیع الدین شاہ مدار رضی اللہ عنہ

(۲) مشرق کی طرف سید اشرف جہانگیر رضی اللہ عنہ

(۳) شمال میں سید سالار مسعود غازی رضی اللہ رضی اللہ عنہ

(۴) اور جنوب میں شیخ حسام الدین مانکپوری رضی اللہ عنہ

ان چاروں کے درمیان تم ہمیشہ امن وامان میں رہو گے۔

(بحوالہ سیرۃ الاشرف جلد اول صفحہ ۶۹ مرآۃ الاسرار صفحہ ۱۲۵۲)

قطب المدار دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کرتا ہے: امام یافعی علیہ الرحمہ الحاوی میں ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فتاوی حدیثیہ میں رقم فرماتے ہیں کہ القطب الغوث الفرد الجامع جعله دائرا فی الافاق الاربعة فی افق السماء وقد ستر الله احواله عن الخاصة والعامة غيرة الحق غيرانه يرى عالما كجاهل ابله كفطن تاركا اخذاقريبا

بعیداسھلا عسراًامناحذراومکانتہ من الاولیاء کالنقطۃ من الدائرۃاللتی ھی مرکزھابہ یقع صلاح العالم۔ (الفتاوی الحدیثیہ صفحہ ۳۲۲)

ترجمہ: قطب (مدار) جو غوث و فرد کے مقام و مراتب کا جامع و متحمل ہوتا ہے اس کو اللہ تعالی دنیا کے چاروں گوشوں میں گشت کراتا ہے جیسے آسمان کے چاروں طرف ستارے چکر لگاتے ہیں اور اللہ تعالی اسکی غیرت داری میں اسکے احوال کو خاص وعام سے پوشیدہ رکھتا ہے وہ عالم ہونے کے باوجود ناخواندہ لگتا ہے وہ ذہین ہوتے ہوئے بھی کم فہم معلوم ہوتا ہے دنیا سے بے نیاز ہو کر بھی کچھ دور سا لگتا ہے دردمند ہوتے ہوئے بھی تنگدل جان پڑتا ہے بے خوف ہونے کے باوجود سہا سہا محسوس ہوتا ہے اولیاء اللہ میں اسکا مقام ایسا ہے جیسے دائرہ کے مرکز نقطے کا اسی پر عالم کی درستگی کا دارومدار ہوتا ہے۔

عبارت مزکورہ سے حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی ایک اجمالی سوانح عمری ہے تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے آفاق عالم کا گشت فرمائی ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ اور آسٹریلیا گویا کہ پوری دنیا کے اکثر مقامات پر آپکے چلہ جات آپکے خلفاء کے مزارات اور آپکے نام سے منسوب دیگر نشانیاں آپکی عظمتوں کی یادگار ہیں حق تعالی نے اپنی غیرت کی قبا میں آپکے احوال کو اتنے جتن سے مستور فرمادیا ہے۔

ملنگ کسے کہتے ہیں؟؟؟ لفظ ملنگ اسی "سلسلے کی اصطلاح ہے فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ ملنگ سلسلہ مداریہ سے وابستہ ہوتے ہیں اور مشاہدہ ہے کہ ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا علاقہ ہوگا جہاں ملنگانِ پاکباز کی ڈیریاں اور ان سے منسوب نشانیاں نہ ہوں۔ حضرت سیدنا شیخ یلیین جھونسوی قدس سرہ کی کتاب مناقب العارفین میں لکھا ہے کہ "حضرت شیخ حاجی محمد مداری رحمتہ اللہ علیہ دوواسطوں سے ملک العارفین حضور سیدنا شاہ بدیع الدین مدار کے خلیفہ تھے "ملک العارفین صفحہ نمبر ۱۲۵ حضور سیدنا خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کو بھی سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ الشجرات الرفاعیہ صفحہ نمبر ۳۰۶ کتاب سمات الاخیار صوفیاء بہار بحر زخّار ثواقب الآثار تجلیات انوار فی شیوخ بہار مکتوبات شیخ حسین نوشتۂ توحید بحر الحقائق مقصود الطالبین زادالسالکین وغیرہ کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں وبیاں ہو جاتی ہے کہ سلسلہ مداریہ کی اجازت وخلافت ہندوستان میں مروج تمام سلاسل عالیات کے مشائخ کے درمیان

ہر زمانہ ہر صدی میں موجود پائی گئی ہے ۔ مزید جانکاری حاصل کرنے لئے ان کتب کا ضرور بالضرور مطالعہ کریں ان شاء اللہ عزوجل علم میں اضافہ ہوگا۔

اخبارالاخیار، گلستان مسعودیہ، تذکرۃ الکرام، مرآۃ مسعودی، طبقات شاہجہانی، ناصرالسالکین، سیر الاخیار، الشجرات الرفاعیہ، تاریخ سلاطین شرقیہ وصوفیائے جونپور، اصول المقصود، بدایوں قدیم وجدید، تنویر العین، مدار اعظم، تذکرۃ المتقین، مقالات طریقت، جواہر ہدایت عبد القدیر میاں، شاہ برکت اللہ حیات اور علمی کارنامے، الاجازۃ المتینہ، تاریخ مدار اعظم، فیضان اولیاء، ضرب یداللہی، سعی آخر، النوروالبہافی آسانید الحدیث، حیات اعلحضرت، تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، تاریخ مشائخ قادریہ ، تذکرہ علماء ہند، تذکرہ اکابر علمائے اہلسنت، فضائل اہلبیت اطہار، کلیات امدادیہ، فصول مسعودیہ، مطلوب الطالبین، تذکرۃ الفقراء، تحفۂ چشتیہ، خم خانئہ تصوف، نصیبۃ الابرار، نقاءالسلافہ، اشجارالبرکات ، بحر ذخار، کشف المحجوب، مشائخ گورکھپور، مکتوبات امام ربانی، مفتاح التواریخ، تذکرہ سید احمد باد، فتاوی مصطفویہ، تقویۃ الایمان، تحفظ عقائد نمر، سوانح اعلیحضرت، معارف مثنوی، مایاجگت ہندی پتریکا، لطائف اشرفی، منہاج الطریقہ، سبع سنابل، شرح المطالب والدین مصطفے، تذکرہ علمائے بستی، معارف شارح بخاری، عوارف المعارف، بحر المعانی، مرآۃالاسرار، منتخب العجائب، خوابوں کی بارات، مکتوبات قلمی حضور سید العلماء، ماہنامہ سلسلہ مکنپور شریف، رسالہ الامداد، تاریخ پورنیہ، صحائف اشرفی، سوانح باباکمال شاہ وغیرہ۔

وصال مبارک: وصال سے دس دن قبل ۷ جمادی الاول ۸۳۸ ہجری کو آپ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا!

حضرت خضر علیہ السلام کے مجھ پر احسانات ہیں وہ میرے مقام استمرار (ہمیشگی) پر بضد ہیں کہ یہ خلعت خاص میرا ہے میں ان سے انکار نہیں کر سکتا لہذا میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے آپ نے وصال کے بعد کے حالات پر اکشافی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا، میرے خلفاء دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں ایک دور ایسا آئے گا کہ میرے دوستوں کو سخت امتحان سے گزرنا ہوگا جو بچیں گے وہ صاحب ایمان ہوں گے اور ان

کی شفاعت کا وعدہ میرے نانا حضور ﷺ نے کیا ہے پھر قدرت ایسے لوگ بھیجیں گے جو گمشدہ امانت کو جو بکھری پڑی ہو گی اور معدوم ہو گئی ہو گی اس کو فراہم کریں گے وہ حق پر ہوں گے وغیرہ یہ خطبہ حجت المدار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حی المدار، اسرار بدیع، جمال بدیع اور متعدد کتب کی روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار چار سو چالیس خلفاء ومریدین کی موجودگی میں خطبہ دیا تھا اور اسی روز ایک ہزار چار سو بیالیس مریدین کو خلافت سے سرفراز کیا تھا۔

(حوالہ: ماہنامہ ترجمان اہلسنت جلد ۱۲ شمارہ ۱۰ صفحہ ۲۶۵)

۱۷ جمادی الاول ۸۳۸ ہجری کو آپ نے وصال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

سلطان ابراہیم شرقی جو کہ آپ کے خلیفہ ہیں مزار شریف اور قبا مبارک اوراس کے اطراف میں چہار دیواری تعمیر کرائی۔ بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمہ وبرادر عزیز داراشکوہ میں جب کہ جنگ ہوئی تو ظفر مندی و کامیابی کے سلسلے میں اورنگ زیب نے بارگاہ مدارالعالمین میں عرضی پیش کی تھی بطفیل اولیائے مدار اورنگ زیب کا کامیابی حاصل ہوئی جس کو داراشکوہ کا وزیر نعمت خاں علی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے دوبارہ اورنگ زیب بارگاہ مدارالعالمین میں حاضر ہوئے اور ایک رباعی پیش کی:

بیا کہ اوج کمالات راظہور اینجاست　　　بیا کہ مرجع ہر قیصر وقصور اینجاست
جناب اقدس شاہنشہ مدار جہاں　　　بپائے دیدہ بیاؤبیں کہ نور ایںجاست

ترجمہ:

ہر اوج ہر کمال کا مظہر ہے اس جگہ　　　امید گاہ شاہ تونگر ہے اس جگہ
آنکھوں کے بل جو ارمدار جہاں میں آؤ　　　دیکھو کہ نور خالق اکبر ہے اس جگہ

اور آپ کے قبا مبارکہ کے دروازوں میں سنگ مرمر کی جالیاں نصب کرائیں اور جامع مسجد تعمیر کرائی کنوئیں بنوائے راستے درست کروائے۔

(بحوالہ: فضائل اہلبیت اطہار وعرفان قطب المدار صفحہ ۲۰۹)

آپ نے چھ سو سال سے زائد عمر پائی لاکھوں خلفاء اور بے شمار مریدین چھوڑے مزار مبارک نواح قنوج میں موضع مکن پور رہے۔

حضرت سید جمال الدین خورد سکندر پوری قدس سرہ

سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی کے معاصرین میں حضرت سید جمال الدین خورد سکندر پوری کا نام بھی آتا ہے آپ صاحب علم وفضل تھے اور زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے لطائف اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کی ملاقات کا تذکرہ ملتا ہے جو اس طرح ہے:

حضرت قدوۃ الکبری (سید اشرف جہانگیر سمنانی) جمعہ ادا کرنے کے بعد سنجولی سے آرہے تھے جب موضع سکندپور کے پاس پہونچے تو فرمایا کہ اس قریہ سے بوئے سیادت آرہی ہے میر سید جمال الدین خورد جو اس قریہ کے مالک تھے حضرت قدوۃ الکبری سے ملنے آرہے تھے آپ نے فرمایا بوئے سیادت زیادہ آرہی ہے اور ایک مدت کے بعد بوئے سیادت دماغ میں پہونچی ہے۔ حضرت قدوہ الکبری کو دیکھ کر سید جمال الدین دل میں آپ سے پورا اعتقاد ہو گیا اکثر اوقات بارگاہ عالی کی ملازمت اور درگاہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے سید جمال الدین خورد کے خاندان میں دو تین پشت سے صرف ایک فرزند ہوتا تھا اور ان کے دل میں آرزو تھی کہ کسی بزرگ سے ملاقات ہو تو عرض مدعا کریں ایک دن جب حضرت قدوۃ الکبریٰ جذب کے عالم میں تھے تو سید جمال الدین نے کھڑے ہو کر نیاز مندی کے ساتھ اپنی خواہش کا اظہار کیا آپ نے فرمایا: تمہیں مبارک ہو تمارے بہت اولاد واحفاظ ہونگے۔ (حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۹۸)

مکتوبات اشرفی میں ۳۷واں مکتوب سید جمال الدین خورد کے نام ہے جس میں راہ سلوک کی آفات اور ان کے حل کا بیان ہے اور وظائف پر مواظبت کا حکم ہے۔ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی خطوط کے ذریعے رہنمائی فرماتے تھے اور سید جمال الدین خورد نے آپ سے بڑا فیض حاصل کیا اور ان کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف ہر پوری طرح کاربند رہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ ان کو خلافت ملی یا نہیں سید

جمال الدین خورد نے ریاضت و مجاہدے میں زندگی گزاردی آپ کے وصال اور مزار کے متعلق علم نہیں کہ کہاں ہے غالبا سکندر پور میں ہی ہو گا۔ (واللہ اعلم ورسولہ اعلم)

حضرت شیخ قثیم قدس سرہ

حضرت شیخ قثیم قدس سرہ اپنے جلیل القدر بزرگ گزرے ہیں آپ ترکستان کے مشائخ میں سے تھے اور طریقت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ وقت کے عظیم بزرگوں نے آپ سے کسب فیض کیا جن میں حضرت بہاؤالدین نقشبند اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ آپ ترکستان کے مشائخ سے ہیں اور خواجہ احمد یسوی کے خاندان سے ہیں جو غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے حقیقی نانا تھے۔

حضرت شیخ قثیم نے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کو ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا اور ان کے فرزند قدوۃ الآفاق شیخ الاسلام والمسلمین سید عبد الرزاق نورالعین الجیلانی کو بھی شرف توجہ بخشا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔

شیخ الاسلام کا لقب: غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب فرزند سید عبد الرزاق نورالعین کی ملاقات آپ سے کرائی تو ان کی طرف ظاہری وباطنی توجہ فرمائی اور ان کے حسب نسب کے متلق دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ سادات جیل سے ہیں اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں میں نے انہیں اپنا فرزند بنالیا ہے اور سبھی مشائخ نے ان کو قبول کیا ہے فرمایا کہ ہم نے بھی قبول کیا کہ تمہارا فرزند ہمارا فرزند ہے حق تعالیٰ سے ہم نے دعا کی ہے کہ یہ اپنے زمانے کے شیخ الاسلام ہوں ان شاء اللہ۔ (حوالہ: لطائف اشرفی حصہ دوم فارسی ۳۸۷)

حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ

حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ اکابر طریقت میں اہم مقام رکھتے ہیں آپ ایک صوفی شاعر تھے آپ نے شاعری کے ذریعے تصوف کے بہت سے اہم نکات کو بیان کیا ہے ان کے اشعار حقیقت و معرفت ہر مبنی ہے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہ غوث العالم محبوب یزدانی کے معاصرین میں سے تھے ان دونوں حضرات کی ملاقات شیراز میں ہوئی۔

لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ جب میں شیراز پہونچا اور وہاں کے اکابر سے ملاقات کی تو خواجہ حافظ شیرازی سے ملاقات ہوئی پہلے ان کا یہ شعر مجھ تک پہونچ چکا تھا:

حافظؔ بھی معتقد ہو رکھوں میں تم کو عزیز
ہیں اس پہ ایک روح مکرم کی بخششیں

میں نے اس شعر سے سمجھ لیا کہ وہ اویسی ہیں جب ملاقات ہوئی تو ہم دونوں میں بڑی محرمانہ باتیں ہوئیں ایک عرصہ تک ہم دونوں ایک ساتھ شیراز میں رہے ان کا مشرب میں نے بہت بلند پایا اس زمانے میں جس کو ان کی نیابت جاننے کی خواہش ہوتی وہ ان کی طرف رجوع کرتا تھا۔ ان کے اشعار سے معارف کا اظہار اور حقائق کی پردہ کشائی ہوتی تھی اکابر روزگار نے ان کے اشعار کو لسان الغیب کہا ہے کہ بلکہ ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ کوئی دیوان حافظؔ کے دیوان سے بڑھ کر نہیں ہے مرد صوفی اسے سمجھ سکتا ہے۔ (حوالہ: لطائف اشرفی حصہ دوم ۳۷۰)

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں ہستیوں میں بڑی قربت رہی اور رازونیاز کی باتیں بھی ہوتی رہیں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خواجہ حافظ شیرازی کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بلند پایہ صوفی تھے اکثر نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مجذوب تھے کیونکہ ہر وقت جذب کی کیفیت میں رہتے تھے ان کے اشعار ان کی قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہیں جن میں طریقت کے بڑے اسرار ورموز بیان کئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشائخ وقت نے آپ کے اشعار کو لسان الغیب سے تعبیر کیا۔

لطائف اشرفی میں متعدد مقامات میں پر حضرت خواجہ حافظ شیرازی کا ذکر خیر ملتا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ اویسی تھے یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مشرب پر تھے ایک مقام پر یہ بھی فرمایا کہ جب حقائق و معارف پر گفتگو ہوتی تھی تو آپ اہل محفل دنگ رہ جاتے اور آپ کی عملیت وروحانیت کے قائل ہو جاتے۔

وصال مبارک: حضرت خواجہ حافظ شیرازی کے سن وصال میں اختلاف ہے بعض نے ۷۹۲ ہجری لکھا ہے تاریخ اسلام میں ۷۹۱ ہجری درج ہے وہ لکھتے ہیں ۷۹۱ ہجری میں سلطان مراد خاں بروصہ میں مقیم تھا سی سال حضرت خواجہ حافظ شیرازی اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند نے وفات پائی۔

حضرت نظام یمنی نے لطائف اشرفی میں ۸۰۰ ہجری لکھا ہے اور اکثر حضرات نے اسی کو درست قرار دیا ہے ان کا سن وصال ۸۰۰ ہجری ہی صحیح ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم

حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ

صاحب صدق و صفا حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ صاحب حال بزرگ تھے آپ کا سلسلہ بیعت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے آپ نے مشہور بزرگ حضرت ابوالفتح علیہ الرحمہ کے دست حق پر بیعت کی شیخ نے آپ کی روحانی تربیت فرمانے کے بعد اپنا خرقہ عطا فرمایا اور اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔

آپ ایک بہترین شاعر تھے آپ نے اپنے اشعار میں تصوف وروحانیت کو بیان کیا ہے جن سے اہم اسرار منکشف ہوتے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی کے ہمعصر تھے اور ہمہ وقت انکی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ آپ پہلی ملاقات میں ہی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے گرویدہ ہو گئے اور پھر ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے اور سفر و حضر میں آپ سے فیض حاصل کیا اسی لیے لطائف اشرفی میں مختلف مقامات پر آپ کا ذکر محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مصاحبین میں آیا ہے۔

لطائف اشرفی کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ ابوالوفاء خوارزمی حقیقت و معرفت میں بلند مقام رکھتے تھے اور برجستہ اشعار کہتے تھے اور محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی سے داد تحسین حاصل کیا کرتے تھے۔ آپ کے سارے اشعار حکمت و معرفت کے بیش بہا خزانے ہیں جن کو سمجھنا عام انسان کے بس کی بات نہیں ان کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحب عشق و محبت ہو اور راہ طریقت کا مسافر ہو۔

حضرت ابوالوفاء خوارزمی نے بہت سے بزرگوں سے فیض حاصل کیا لیکن جب محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی سے ملے اور آپ کی زیارت کی تو آپ کے ہی ہو کر رہ گئے پھر ہمیشہ سفر و حضر میں ساتھ رہے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی بھی ان سے بڑی محبت فرماتے تھے اور طریقت کے اسرار ورموز سے آگاہ بھی فرماتے تھے۔

وصال مبارک : حضرت شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہ کے سن وصال ۸۳۵ ہجری پر مراۃ الاسرار، لطاف اشرفی اور دیگر کتب متفق ہیں لہذا وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے ۸۳۵ ہجری میں وصال فرمایا۔

حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ

حضرت شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ سمنان کے مشائخین میں سے تھے اور طالبان راہ سلوک کی تربیت فرماتے تھے آپ کی حالات زندگی تفصیلا درج نہیں ہیں لیکن جو اشارہ ملے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ عظیم المرتبت بزرگ تھے اور ولایت کے درجے پر فائز تھے لطائف اشرفی میں ایک عبارت ملتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے۔

شیخ اسماعیل سمنانی قدس سرہ نے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بھی ملاقات کی تھی اور ان سے شیخ طہٰ کی تربیت کے لئے خصوصی ملاقات بھی کی تھی وہ اس لئے کہ شیخ طہٰ شیخ اسماعیل سمنانی کی ملازمت میں تھے اور سلوک کی بہت سی منزلیں ان کی تربیت میں طے کی تھیں جب شیخ اسماعیل نے ان کی قابلیت کا ظرف بہت وسیع پایا تو غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کی

میں خدمت میں لائے اور پر زور سفارش کی کہ شیخ طٰہٰ کی تربیت میں کچھ دریغ نہ کریں یہی میری آخری نصیحت ہے۔ ان کی سفارش کی وجہ سے غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ طٰہٰ کی تربیت فرمائی اس واقعہ کے علاوہ ہمیں لطائف اشرفی میں دوسرا کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا لیکن امکان یہی ہے کہ اس کے علاوہ بھی ان دونوں حضرات میں ملاقات رہی ہوں گی اور ایک دوسرے سے کسب فیض حاصل کیا ہو گا۔واللہ اعلم ورسولہ اعلم

حضرت شیخ نورالدین ابن سید اسد الدین قدس سرہ

حضرت شیخ نور الدین ابن اسد الدین قدس سرہ جونپور کے اکابرین طریقت میں تھے آپ کا نام بھی غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں آتا ہے۔لطائف اشرفی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جب غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی جونپور میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت شیخ نور الدین ملاقات کے لئے آئے اور پہلی ملاقات میں غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے گرویدہ ہو گئے انہوں نے آپ سے خرقہ طلب کیا تو سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنا خرقہ اتار کر انہیں پہنا دیا شیخ نورالدین بے حد خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ یہ خرقہ مجھے بہت پسند ہے اور امید ہے کہ ہمارے سلسلوں میں اس طرز کا خرقہ جاری رہے گا۔

(حوالہ:لطائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۳۲۷)

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی نے شیخ نورالدین پر خصوصی توجہ فرمائی اور انہیں طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا اس کے علاوہ بہت سی روحانی نعمتیں بھی عطا فرمائیں یہی وجہ ہے کہ شیخ نورالدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کا بے حد احترام کرتے تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے ۔ خرقہ ملنے کے بعد شیخ نورالدین نے اپنا سلسلہ شروع کیا اور عرصہ دراز تک رشد وہدایت اور تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

حضرت سید جعفر بہرائچی قدس سرہ

حضرت سید جعفر بہرائچی قدس سرہ اپنے وقت کے عظیم المرتبت بزرگ گزرے ہیں علم و فضل تقویٰ و پرہیز گاری میں اپنی آپ تھے اور روحانیت میں نہایت بلند مقام رکھتے تھے۔ لطائف اشرفی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی سے آپ کی ملاقات بہرائچ میں ہوئی۔ بہرائچ میں ایک عظیم بزرگ حضرت سید سالار مسعود غازی قدس سرہ النورانی کا مزار مبارک ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی جب ان کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے وہاں گئے تو فرماتے ہیں کہ زیارت کے بعد سید جعفر بہرائچی کی خدمت میں بھی گیا اس کے بعد ہم دونوں سیر کے لئے دریا کی طرف گئے۔ جہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں دونوں نے ایک دوسرے سے اکتساب فیض کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی ان حضرات میں ملاقاتیں رہی ہوں لیکن لطائف اشرفی میں صرف اسی ملاقات کا ذکر ہے جس کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سید جعفر بہرائچی سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور ان دونوں حضرات میں بڑا گہرا تعلق تھا۔

حضرت شیخ صالح سمرقندی قدس سرہ

حضرت شیخ صالح سمرقندی غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے آپ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ کے مرید تھے اور تکمیل سلوک بھی انہی سے کیا تھا لطائف اشرفی میں ابوالفضائل حضرت نظام الدین غریب یمنی لکھتے ہیں:

درویش صالح سمرقندی شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے ان مریدوں میں تھے جنہوں نے اپنے سلوک کی تکمیل ان کی تربیت میں کرلی تھی ایک مدت تک حضرت قدوۃ الکبریٰ کی رفاقت میں رہے جب قصبہ رودولی

سے شیخ سماء الدین کی خانقاہ سے سمنان جانے لگے تو انہوں نے ان کو خرقہ تبرک عنایت کیا حضرت قدوۃ الکبری سے شیخ صالح کو ایسی عقیدت تھی کہ آپ کے مریدوں اور شیخ صالح میں امتیاز کرنا ممکن نہ تھا۔

(حوالہ: لطائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۳۹۴)

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ صالح سمرقندی کو سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بے پناہ عقیدت تھی اگرچہ وہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی کے مرید تھے لیکن عقیدت و محبت تارک السلطنت سید اشرف جہانگیر سمنانی سے رکھتے تھے وہ عرصہ دراز تک آپ کی خدمت میں رہے اور فیوض و برکات حاصل کئے ان کی عقیدت اور والہانہ محبت کو دیکھتے ہوئے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنی خاص نظر کرم ان پر فرمائی روحانی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اللہ ان کے مزار میں بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آمین۔

حضرت میر سید ید اللہ قدس سرہ

حضرت میر سدید اللہ قدس سرہ صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں آپ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے کیونکہ آپ کے والد ماجد حضرت گیسو دراز کی زندگی ہی میں وصال فرما گئے تھے اس لئے انہوں نے آپ کو اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشیں مقرر فرمایا۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی جب دوسری مرتبہ گلبرگہ تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے اور ان کی جگہ حضرت سید ید اللہ موجود تھے تارک السلطنت سید اشرف جہانگیر سمنانی سے ملاقات کی وہ فرماتے ہیں کہ میر سدید اللہ عالی مرتبت بزرگ تھے۔ صاحب اخبار الاخیار نے ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کرتے ہوئے سر کا مسح کرتے وقت اپنی ٹوپی اتار کر ایک جگہ رکھ دی اسی اثناء میں سدید اللہ (جو اس وقت بچے تھے) ادھر آئے اور ٹوپی کو دیکھ کر بچوں کی طرح اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی یہ دیکھ کر سید محمد گیسو دراز نے فرمایا کہ یہ خلعت ہے اور الحمد للہ یہ

امانت اس کے حقدار اور اہل کو مل گئی اس کے بعد سید گیسو دراز جس کو مرید کرتے اس کو سید ید اللہ کے سپرد کر دیا کرتے البتہ ذکر وغیرہ کی تلقین خود فرمایا کرتے تھے۔ (حوالہ: اخبار الاخیار صفحہ ۳۷۱)

حضرت میر سدید اللہ نے اپنے دادا سے روحانی تربیت حاصل کی اور ان کے سلسلہ کو آگے بڑھایا مسند رشد وہدایت کو اپنے وجود مسعود سے رونق بخشی اور اپنے آپ کو ان کا صحیح جانشین ثابت کیا۔

قطب عالم حضرت نور الحق پنڈوی قدس سرہ

حضرت شیخ نور الحق پنڈوی قدس سرہ حضرت سید اشرف سمنانی کے پیر و مرشد قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین راہنمائے اہل یقین پیشوائے بزرگان دین حضرت شیخ علاؤ الحق گنج نبات قدس سرہ (آپ کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے) کے فرزند تھے آپ کا نام احمد اور لقب نور الحق تھا آپ کو شاہ نور قطب عالم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ قطبیت کے مرتبے پر فائز تھے آپ نے راہ سلوک طے کرنے کے دوران بڑے سخت ریاضت اور مجاہدے کئے جو عام انسان کے لئے ناممکن ہے حضرت شیخ علاؤ الحق گنج نبات قدس سرہ نے تکمیل سلوک کے بعد آپ کو اجازت و خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا "سید اشرف جہانگیر فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حضرت علاؤ الحق گنج نبات کے وفات کے بعد آپ کے دوسرے لڑکوں نے حضرت شیخ نور الحق سے خلافت و سجادگی کے بارے میں جھگڑا ہو گیا اور یہ قصہ بہت طویل ہو گیا اتفاقاً ان ایام میں میر سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے شیخ کے فاتحہ کے خاطر وہاں تشریف لے گئے ان کو معلوم تھا کہ حضرت شیخ علاؤ الدین کے وصیت کے مطابق شیخ نور الحق ہی حق پر تھے اس لئے ایک دن آپ شیخ نور الحق کو باہر لے گئے اور ایک پہاڑ کے قریب جا کر فرمایا کہ یہ لوگ آپ کی مخالفت ہر گز نہیں چھوڑیں گے مصلحت یہ ہے کہ کل آپ ان کو یہاں لے آئیں اور ان سے کہیں کہ جو شخص اس پہاڑ کو بلاوے والد بزرگوار کے سجادہ کا وہی مستحق ہو گا آپ نے ابھی بات ختم نہ فرمائی تھی کہ پہاڑ ہلنے لگا میر سید اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا میں ابھی مخدوم زادہ سے بات کر رہا ہوں تم فی الحال ساکن رہو پہاڑ ساکن ہو گیا دوسرے دن فریقین مع خلقت پہاڑ کے قریب پہونچ گئے دوسرے فریق کے لوگوں نے

جس قدر کوشش کی اور مراقبے کئے پہاڑ میں کوئی جنبش نہ ہوئی لیکن جو نہی شیخ نورالحق نے اشارہ کیا پہاڑ کو جنبش ہوئی اور چلنے لگا اسی دن سے مخالفت ختم ہو گئی اور آپ تربیت مریدین میں مشغول ہو گئے۔

(حوالہ: مراۃ الاسرار صفحہ ۱۶۹)

مراۃ الاسرار کی اس عبارت سے حضرت شاہ نورالحق کی ولایت اور آپ کی روحانی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے اشارے سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گیا آپ ایسے مقبول بارگاہ تھے کہ جو آپ کی زبان سے نکل جاتا وہی ہو جاتا تھا جس پر بھرپور نظر ڈالتے اسے منزل مقصود پر پہونچا دیا کرتے تھے آپ کی زبان اور نگاہ میں بہت تاثیر تھی ہمہ وقت آپ کے گرد عقیدت مندوں کا ہجوم تھا آپ ہر ایک استعداد کے مطابق اس کی تربیت فرماتے تھے آپ کے خلفاء مریدین بڑے کمال بزرگ گزرے ہیں جو آپ ہی کی تربیت اور نگاہ کرم سے اس مقاپ پر پہونچے۔

وصال مبارک: قطب عالم حضرت شیخ نورالحق پنڈوی نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آخری وقت تک رشد وہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا اور بندگان خدا کو راہ ہدایت دیکھائی معتبر روایات کے مطابق آپ نے ۱۰ ذی القعدہ ۸۱۸ ہجری کو وصال فرمایا تاریخ وصال ان الفاظ سے نکالی گئی نور بانور شید یعنی نور نور سے مل گیا۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ

ملک العلماء حضرت شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم اور صوفی گزرے ہیں آپ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے خلیفہ تھے۔ علم وفضل میں اپنی مثال آپ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خصوصیات سے نوازہ تھا یک وقت عالم محقق، مصنف، مقرر، مدرس، اور اسی قسم کی دیگر خصوصیات آپ کے اندر موجود تھیں اس زمانے میں شہرہ آفاق علماء واکابر موجود تھے اور علم وفضل کے بلند مرتبہ رکھتے تھے لیکن جو عزت وشہرت اور مقام عوام وخاص میں آپ کو حاصل تھا وہ کسی اور کو حاصل نہ ہو سکا" آپ کی تصنیفات میں ایک مشہور کتاب کافیہ کا حاشیہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور وہ حاشیہ آپ کی زندگی ہی میں

تقریباً تمام جہان شہرت پذیر ہو گیا تھا اسی طرح علم نحو میں آپ کی ایک کتاب بنام "ارشاد" ہے جس میں مسائل کے تحت امثلہ بھی بیان کی ہیں اور ایک اچھوتے طرز پر کتاب لکھی ہے اس کی عبارت میں تسلسل اور نہایت عمدگی ہے۔ نیز علم بلاغت میں قرین اور بدیع البیان بھی لکھی ہے جس میں سجع کا بہت خیال رکھا گیا ہے اسی طرح فارسی زبان میں قرآن کی تفسیر "بحر مواج" کے نام سے لکھی ہے جس میں ترکیب اور معنی وصل و فراق ہیں اس میں بھی سجع کے تکلفات ہیں یہ نہایت عمدہ کتابیں تحریر فرمائی ہیں آپ فارسی زبان کے شاعر بھی تھے۔ (حوالہ: اخبارالاخیار صفحہ ۳۹۰)

آپ کی ایک کتاب "مناقب السادات" بھی مشہور ہے اس میں اہل بیت کی فضیلت بڑی عقیدت و محبت سے تحریر کی ہے آپ کی یہ تمام تصانیف آپ کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لطائف اشرفی میں ہے کہ "دو مہینہ تک حضرت محبوب یزدانی جونپور میں ٹھہرے اور بہت لوگ خواص اور عوام ادنی و اعلیٰ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت قاضی شہاب الدین کو آپ کے ساتھ بیحد عقیدت پیدا ہوئی۔ اگر روزانہ نہ پہونچ سکتے تو دوسرے تیسرے دن ضرور حاضر خدمت ہوا کرتے اور ایک ایک اپنی تصانیف حضرت کی خدمت میں لاکر پیش کرتے اور آپ سے قبولی کی دعا چاہتے اور حضرت ان کی قابلیت کی داد دیتے۔ علم نحو میں آپ کی کتاب ارشاد کو بہت پسند کیا اور فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ سحر ہندوستان میں ہے تمہارے بیان سے صحیح معلوم ہوا یہ سحر بیانی تمہارے حصہ میں آئی ہے اور علم بیان میں کتاب بدیع البیان اور علم تفسیر میں تفسیر بحر مواج کو دیکھ کر فرمایا کہ قاضی صاحب جامع علوم ہیں۔ جس وقت نسخہ جامع الصنائع خدمت عالی میں پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ حضرت قاضی اس فن میں بھی دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ واحدی نے جو حاضر تھے حضرت محبوب یزدانی کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ آپ نے بغور ملاحظہ کرکے ہنس کر قاضی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: جب تم نے تمام علوم حاصل کئے فارسی کو واحدی کے لئے چھوڑ دو۔

دوسری آمد میں حضرت قاضی شہاب الدین صاحب کو خرقہ خلافت اور مثال ارشاد عطا کرکے کتاب ہدایہ جو ولایت سے ہمراہ آئی تھی عنایت فرمائی۔ (حوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۹۷-۹۸)

سید اشرف جہانگیر سمنانی سے آپ کے بڑے گہرے مراسم تھے اور اکثر علمی مسائل میں یہ دونوں حضرات تبادلہ خیال کرتے تھے اور ایک دوسرے کی رائے کو تسلیم کرتے تھے۔ ان حضرات میں خط و کتابت بھی تھی اس کے بھی تبادلہ خیال کرتے تھے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے مکتوبات میں سید اشرف جہانگیر سمنانی سے فرعون کے ایمان کے بارے میں سوال کیا تھا کیونکہ فصوص الحکم میں بھی اس کا ذکر ہے اسی حوالے سے آپ نے چند حقائق معلوم کرنے کے لئے خط لکھا سید اشرف جہانگیر سمنانی نے قاضی صاحب کو تفصیلی جواب دیا اور دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو واضح کیا عجیب و غریب حقائق بیان فرمائے آپ کے اس مکتوب کا ذکر شیخ محقق حضرت عبد الحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں کیا ہے اس سے پتہ چلا کہ قاضی صاحب سے آپ کی مراسلت بھی رہی اور دونوں نے ایک دوسرے کے علمی فیضان سے استفادہ کیا۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے عظیم بزرگ اور جید عالم دین ہونے کے باوجود غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی سے مسائل دریافت فرماتے تھے اور ان کی علمی عظمت کو تسلیم کرتے تھے اسی طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

محبوب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ صحائف اشرفی میں لکھتے ہیں:

"کتاب سنوات الاتقیا جو تصنیف شیخ ابراہیم سرہندی کی ہے اس کو جناب حاجی مولانا سید اسماعیل حسن صاحب قادری مارہروی نے فقیر اشرفی کو دکھلایا۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک دن قاضی شہاب الدین ملک العلماء خدمت عالی حضرت محبوب یزدانی میں اس خیال سے حاضر ہوئے کہ حضور مجھ کو میرے لائق خطاب عطا فرمائیں اور وہ چیز کھلائیں جو میں نے کبھی نہ کھائی ہو جیسے ہی خیمے مبارک کے قریب آئے طناب خیمہ سے الجھ کر قاضی صاحب کی پگڑی گر پڑی۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا: ملک العلماء دستار سر پہ رکھو۔

جب خدمت عالی میں بعد شرف پابوس مؤدب دوزانو ہو بیٹھے حضرت نے باورچی سے فرمایا کہ طعام ماحضر قاضی صاحب کے لئے لاؤ۔

باورچی نے ایک پیالہ کھیر کا قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا۔

قاضی صاحب دل میں سوچنے لگے کہ کھیر کوئی نایاب نہیں۔ میں بارہا کھیر کھائی ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ فقیر کے ساتھ گائے، بھینس نہیں رہتی ہیں جہاں فقیر جاتا ہے جنگل کے ہرن، نیل گاؤ آکر دودھ دے جاتے ہیں بھلا ایسی کھیر آپ کو کب میسر ہو گی۔

یہ سن کر قاضی صاحب دل ہی دل میں پیشمان ہوئے۔ (حوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۲۰۸)

قاضی شہاب الدین دولت آبادی سلطان ابراہیم شرقی کے زمانے میں تھے اس وقت کے علماء میں آپ کا بڑا مقام تھا سلطان ابراہیم شرقی نیک دل انسان تھا اور علماء صوفیاء کے بڑے قدر کرتا تھا اس نے عہد سلطنت میں اہل علم کو بہت نوازا۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے "ابراہیم شرقی کے عہد حکومت کے علماء وفضلاء میں قاضی شہاب الدین جونپوری بڑی اہمیت رکھتے تھے قاضی صاحب کا آبائی وطن تو غزنی تھا لیکن ان کی نشو و نما دولت آباد دکن میں ہوئی ابراہیم شرقی قاضی صاحب کے علم و فضل کا بڑا قدرداں تھا اور ان کا بہت خیال کرتا تھا قاضی صاحب کی توقیر و تعظیم کا یہ عالم تھا کہ مقدس دنوں میں قاضی صاحب شاہی مجلسوں میں چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے کہا جاتا ہے کہ ایک بار قاضی صاحب سخت بیمار ہو گئے ابراہیم شرقی ان کی مزاج پرسی کے لئے گیا ادھر ادھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا جب پانی آگیا تو ابراہیم شرقی نے اس کو قاضی صاحب کے سر پر تصدق کر کے خود پی لیا اور کہا:

اے خدا! جو مصیبت قاضی صاحب کے سر پر پڑی ہے اس سے انہیں نجات دے اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دے تا کہ قاضی صاحب صحتیاب ہو جائیں۔

(حوالہ: تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۸۷۷-۸۷۸)

صاحب تاریخ فرشتہ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ابراہیم کو علماء کرام سے کتنی محبت وعقیدت تھی اس نے قاضی صاحب کی صحت کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ یہی وہ سلطان ابراہیم شرقی ہے جسے سید اشرف جہانگیر سمنانی نے خطوط تحریر فرمائے تھے جو مکتوبات اشرفی میں موجود ہے۔

قاضی صاحب کی تصانیف کا ذکر ہم کر چکے ہیں لیکن جن مزید کتب کا ذکر صاحب تاریخ فرشتہ نے کیا وہ یہ ہیں۔

- ★ حاشیہ ہندی
- ★ بدیع البیان
- ★ فتاویٰ ابراہیم شاہی
- ★ رسالہ شہابیہ

وصال مبارک: آپ کے سن وصال کے متعلق دیگر کتب خاموش ہیں تاریخ فرشتہ میں لکھاہے " قاضی صاحب کو بھی ابراہیم سے بہت خلوص تھا اس کی وفات سے وہ اس حد تک مغموم ہوئے کہ اسی سال ۸۴۰ ہجری کو سفر آخرت اختیار کیا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ قاضی صاحب کا انتقال ابراہیم کی وفات کے دو سال یعنی ۸۴۲ ہجری میں ہوا۔

حضرت شیخ صفی الدین رودولوی قدس سرہ

حضرت شیخ صفی رودولوی قدس سرہ اپنے زمانے میں علم و فضل کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتے تھے نسبی لحاظ سے آپ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ آپ کا سلسلہ نسب امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفیہ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ تمام علوم ظاہر اور صفائے باطنی سے بہرہ ور تھے ۔ علوم ادبیہ اور اصول فقہ پر کامل دسترس رکھتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت ان کی بہترین تصانیف سے ملتا ہے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں ایسا لائق اور صاحب علوم و

فنون شخص میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ آپ کا شمار وقت کے اکابر علماء میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء مشائخ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور علمی برتری کو تسلیم کرتے تھے آپ نے سید اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی کا زمانہ پایا ان کی صحبت میں رہے شرف بیعت حاصل کی اور خرقہ وخلافت سے نوازے گئے۔

بیعت کا واقعہ: لطائف اشرفی اس طرح لکھا ہے کہ شیخ صفی الدین کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ شیخ صفی الدین ایک شب خواب میں دیکھا۔ ایک بہت ہی باشان و شکوہ شخص اچانک نمودار ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عزت و توقیر کے ساتھ ان کو لاکر بٹھایا اس وقت مولانا کے ہاتھ میں اصول فقہ کی کوئی کتاب تھی تو ان صاحب نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ سیاہ کو سفید میں بدل دو اور صفحات کو انوار دائمی سے روشن کر دو۔ ان آنے والے صاحب کی ان باتوں نے ان کے دل پر بہت اثر کیا اور ان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی تب مولانا نے ان بزرگ سے کہا کہ میں نے تو آپ کی ارادت کا دامن پکڑ لیا ہے۔ ازراہ عنایت مجھے سلوک کی راہ پر لگا دیجئے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے قرب کے اسرار سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو حضرت خضر کو حکم فرماتا ہے کہ وہ اس بندے کی رہنمائی کسی ولی اللہ کے طرف کر دیں۔ پس میں تم کو ایک ایسے مرد حق کا پتہ بتاتا ہوں جس کے انوار ولایت اور آثار ہدایت سے تمام جہان معمور ہے۔

ترجمہ: وہ ذات جہاں معرفت کی بادشاہی۔ ماہ سے ماہی تک تمام فضا اس کے نور سے پُر ہے۔ دنیا کے گم کردہ راہوں کا وہ دستگیر ہے اس کی ہر سانس روشن ہے اور اس کی شخصیت بڑی دلپذیر ہے۔

اس سعادت کا ظہور جلد ہی ہوگا۔ وہ ولی اللہ چند دونوں میں اس قصبہ میں تشریف لانے والے ہیں خبر دار ہوشیار ان کی ملازمت اور خدمت کو غنیمت شمار کرنا اور اس میں ذرہ بھی کوتاہی اور قصور نہ کرنا۔

ترجمہ: صنف اولیا میں بالکل منفرد ہیں اور راستہ وحدت کے مشعل ہیں۔ چونکہ یہ خزانہ سینہ بسینہ ملا ہے اس کی کنجی ابھی انہی کے پاس ہے۔

اس واقعہ کے چند روز کے بعد حضرت قدوۃ الکبری (سید اشرف جہانگیر سمنانی) نے قصبہ رودولی پہونچ کر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ شیخ صفی الدین خواب مذکور کے حکم کے مطابق بہ عجلت تمام حضرت قدوۃ الکبریٰ کی خدمت میں پہونچے، جیسے ہی حضرت کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا"

برادرم صفی! خوش آمدید! آؤ آؤ۔

مولانا بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ تعالیٰ کسی فرد کو اپنے قرب سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی طرف اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو العباس خضر (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ وہ تمہاری رہنمائی کریں۔ یہ سنتے ہی شیخ صفی کے صفائے عقیدہ اور خلوص میں اور بھی اضافہ ہوا اور اسی وقت وہ حضرت کے مرید ہو گئے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے خادم کو حکم دیا کہ مصری لاؤ کہ میں بھائی صفی کو سلوک کا شربت پلاؤں۔ خادم نے مصری بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی۔ مجبوراً وہ واپس آگیا اور عرض کیا کہ مصری کا تو کہیں پتہ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت قدوۃ الکبریٰ اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مصری کو توڑا جاتا تھا۔ مصری کا ایک ٹکڑا توڑتے وقت کہیں دور جا کر گرا تھا، حضرت نے وہی ٹکڑا اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو کھلایا اور دعا فرمائی "نور الانوار کا حصول مبارک ہو۔"

پھر حضرت نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہاری اولاد واحفاد سے علم کی دولت نہ لی جائے۔

(حوالہ: لطائف اشرفی لطیفہ ۱۵ صفحہ ۶۳۱)

پروفیسر اختر راہی اپنی کتاب تذکرہ مصنفین درس نظامی میں لکھتے ہیں:

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے مرید کے بارے میں فرمایا کرتے تھے بلاد ہند میں علوم و فنون میں درخشندہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ (حوالہ: تذکرہ مصنفین درس نظامی صفحہ ۱۱۶)

آپ نے متعدد علمی کتب تصنیف فرمائیں جو آج درس نظامی کے کورس میں شامل ہیں وہ یہ ہیں:

- ★ دستور المبتدی
- ★ حل الترکیب کافیہ

★ غایۃ التحقیق شرح کافیہ

(آپ کی تیسری کتاب غایۃ التحقیق جو کافیہ شرح ہے یہ آپ نے بڑی محنت سے لکھی ہے مصطفیٰ بن عبد اللہ البشیر حاجی خلیفہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ترجمہ: اور غایۃ التحقیق جو صفی بن نصیر کی کتاب ہے یہ شرح ہے اس کی ابتداء میں حمد بیان کی گئی ہے اور وہ ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اس میں اس کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی ہیں لوگوں میں سے بہت سوں نے اسی پر اکتفا کیا ہے یعنی اس کے ظاہری معنی پر غایۃ التحقیق ایک بہترین کتاب ہے۔ (بحوالہ: کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۶)

کشف الظنون کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک بے مثال تصنیف ہے ان کتب سے ہی علمی عظمت ظاہر ہوتی ہے ان افادیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آج بھی یہ کتابیں درس نظامیہ کے کورس میں شامل ہیں۔ حضرت شیخ صفی الدین ردولوی نے ۱۳ ذیقعدہ ۸۱۹ ہجری میں مطابق ۲ جنوری کو وصال فرمایا۔

حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ ابن صاحب ہدایہ قدس سرہ

حضرت علامہ نجم الدین قدس سرہ ابن صاحب ہدایہ قدس سرہ اپنے وقت کے جید عالم و فقیہ گزرے ہیں آپ صاحب صاحب ہدایہ شرح بدایۃ المبتدی علامہ برہان الدین بخاری مرغینانی علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، کے صاحبزادے ہیں اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں سے ہیں۔ مکتوبات اشرفی میں سید اشرف جہانگیر سمنانی ان سے اپنی ملاقات کا ذکر یوں کرتے ہیں "حضرت قدوۃ الکبریٰ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی کے صاحبزادے حضرت علامہ نجم الدین ابن برہان الدین مرغینانی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا ان کے والد کا وہ واقعہ جو چنگیز خاں کے ساتھ پیش آیا تھا دریافت کیا تو انہوں نے اپنے والد کا یہ شعر نقل کیا۔

ترجمہ: مسکین دل نے جب محرم راز نہیں پایا تو جہاں کے پنجرے سے بھی آواز نہیں پائی مارہروی کے زلف میں گم ہوا شب تاریک تھی اس لئے باز کی کشش نہیں پائی۔ (حوالہ: مکتوبات اشرفی صفحہ ۳۵۴)

اس معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ کے صاحبزادے علامہ نجم الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی کے معاصرین میں تھے اور آپ کی ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی اس ملاقات میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے ان سے جس واقعہ کے متعلق دریافت کیا وہ واقعہ چنگیز خاں کے ساتھ پیش آیا۔ مکتوبات اشرفی کی جلد اول میں مکتوب نمبر ۲۴ میں یہ واقعہ تفصل سے موجود ہے۔

حضرت برہان الدین محمد بن النقی قدس سرہ

حضرت برہان الدین محمد بن النقی قدس سرہ جلیل القدر عالم اور صوفی گرزے ہیں آپ سے سید اشرف سمنانی کے معاصرین میں تھے خاتمہ مکتوبات اشرفی میں شیخ الاسلام حضرت علامہ سید عبدالرزاق نورالعین الحسینی الحسینی (سید اشرف جہانگیر سمنانی کے فرزند معنوی، خلیفہ برحق اور جانشین ہیں) نے انکا ذکر کیاہے کہ "برہان الدین محمد بن النقی الحکیم الصوفی آپ صاحب تفسیر بدیع الہدانی اور صاحب مقامہ ہیں۔ آپ راستے سے کپڑے لپیٹ کر اس طرح گزرتے تھے جیسے شمشیر کو غلاف میں لپیٹا گیا اس لباس میں لوگ آپ کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ سید بشیر بن غیاث آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ خلق ایوان وارحام ہیں۔ آپ حیات ظاہری کے متحمل ہیں علمائے تبزیر آپ کی خدمت میں آتے تھے حضرت قدوہ الکبریٰ نے آپ سے ملاقات کی اور بعض اشکال کے بارے میں حل طلب کیا جو انہوں نے احسن طریقے سے حل فرمایا۔ (حوالہ: خاتمہ مکتوبات اشرفی جلد دوم صفحہ ۳۶۱)

قدوۃ الآفاق حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کی تحریر سے پتہ سے چلتاہے کہ حضرت برہان الدین محمد مفسر بھی تھے اور بہت سے علوم کے جامع تھے۔ علوم و مسائل پر قابل رشک عبور تھا۔ مشکل سے مشکل مسئلہ نہایت آسانی سے حل فرمادیا کرتے تھے خصوصاً تصوف کے پیچیدہ مسائل اس خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ سننے والے کا ذہن بالکل صاف ہو جاتا تھا اور اس کے ذہن میں پھر کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا تھا

یہی وجہ تھی کہ وقت کے جید علماء جب کسی مسئلے میں دقت محسوس کرتے تو آپ ہی کے طرف رجوع کرتے اور آپ اپنی فہم وفراست، علمیت و قابلیت وروحانیت سے اس مسئلے کو حل فرمادیا کرتے تھت۔ ان کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے ان سے فیض حاصل کیا۔

تصانیف، علمی وادبی خدمات

سید اشرف جہانگیر سمنانی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور برگزیدہ صوفی کے علاوہ صاحب تصانیف بزرگ تھے آپ بیک وقت مصنف، مؤلف، مترجم، مفسر، مجدد، مصلح، محدث، فقیہ، محشی، مؤرخ، مفکر، نعت گو شاعر، منجم اور شارح تھے۔ بیشتر علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے علم و روحانیت کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ بخوبی انجام دیااور اس مقصد کے لئے تحریر وتقریر دونوں سے اہم کام کیا کسی کی علمیت کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تحریر یعنی کتب کا جائزہ لیا جائے اس سلسلے میں کتب نمایاں حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ یہی وہ علمی سرمایہ ہے جو کسی بھی عالم کی علمی حیثیت اور مقام کو واضح کرتا ہے۔ آپ نے بہت ساری کتب تصنیف فرمائیں جو مرور ایام کے ساتھ ساتھ وہ ناپید ہو گئیں، لیکن اب بھی الحمد اللہ کچھ کتابیں ایسی ہیں جو صحیح حالت میں ہیں۔ اور عالم اسلام کی مختلف جامعات میں محفوظ ہیں۔ اکثر کتابیں فارسی میں تھیں بعد میں آپ نے ان کا عربی میں ترجمہ کیا جس طرح ایک کتاب فوائد العقائد تھی یہ کتاب فارسی میں تھی بعد میں اسکا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ آپ کی تصانیف میں لطائف اشرفی کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس میں آپ نے تصوف کے بڑے اہم اسرار ورموز بیان فرمائے ہیں طریقت کے تمام سلاسل کے بزرگوں نے اس سے استفادہ کیا ہے یہ کتاب کچھوچھہ مقدسہ کی لائبریری کے علاوہ دیگر جامعات میں بھی محفوظ ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

مجمع البحرین حاجی الحرمین الشریفین اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابواحمد المدعو محمد علی حسین اشرف اشرفی میاں الحسنی الحسینی قدس سرہ النورانی اپنی مشہور و معروف کتاب صحائف اشرفی میں لکھتے ہیں:

حضرت مولانا ابوالفضائل نظام الدین یمنی خلیفہ حضرت کے جامع لطائف اشرفی ملفوظات حضرت محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خداداد علم تھا کہ روئے زمین میں جہاں تشریف لے گئے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کرکے وہاں کے لوگوں کے لئے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ کی عربی، فارسی، سوری، زنگی، اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں جو تصنیف فرمائیں جن کی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔ علماء جلیل القدر کا یہ قول تھا کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علماء اس قدر تصانیف کثیرہ کے مصنف ہوئے ہوں گے۔

کتاب کنز الاسرار۔ ذکر اسمائے الٰہی اور تسخیر کواکب حضرت نے تالیف فرمائیں جس کی تعلیم مجھ کو حضور سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ عجیب کتاب آپ کی تالیفات سے فن تکسیر میں تھی تصانیف کثیرہ آپ کی اس قدر ہیں کہ جس کی فہرست لکھنا محال ہے اکثر کتابیں آپ کی تالیفات سے بنام قدوۃ الخوانین حضرت مسند عالی سیف خاں حضرت کے خلیفہ جو داماد سلطان فروز شاہ تغلق بادشاہِ دہلی کے تھے تصنیف ہوئیں اور اس فقیر نظام یمنی نے دو جلدیں حضرت کے ملفوظات سے کتابیں لطائف اشرفی اور کتاب سر الاسرار اور رقعات حضرت کو جمع کرکے اس کو مرقومات اشرفی کے نام سے موسوم کیا اور کتاب سکندر نامہ حضرت نظامی گنجوی کی بھی شرح لکھی علاوہ اس کے مقامات مختلفہ میں حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں انہیں سے خاص خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حسب ارشاد امام عبد اللہ یافعی اور بموجب بشارت روحانی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب سہروری قدس سرہ کی کتاب عوارف المعارف پر شرح لکھی اور حضرت مولانا شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی کتاب فصوص الحکم پر بھی روم میں جب تشریف لے گئے شرح لکھی اور اس کو حضرت صاحب المعارف شیخ

نجم الدین ابن شیخ صدرالدین فغانی کے سامنے پیش کیااور عرض کیا کہ میں اس شرح کو بحکم روحانیہ پاک شیخ اکبر لکھاہے۔

جب عرب میں تشریف لے گئے تو اہالی عرب نے حضرت کے رسائل تصوف کی طرف نہایت میل کیااور کتابِ العقائد عربی زبان میں تصنیف کیا۔ حضرت نے اہل عرب کی تعلیم کے واسطے خاص کر یہ کتاب لکھی جیساکہ مولانا اعظم اعلم مولانا علی نے لمعات کو عربی میں کیا۔ شرح بھی عربی زبان میں لکھی۔ اسرار معارف الٰہی بہت کچھ اس میں درج فرمائے۔

جب حضرت محبوب یزدانی اطراف عراق و خراسان و ماوراء النہر میں تشریف لے گئے وہاں کے سادات نے کتاب بحر الانساب پیش کی ۔ حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مذکورہ سے منتخب کر کے کتاب "اشرف آلانساب "تصنیف کی اور کتاب بحرآلاذکار بھی وہاں ہی تصنیف فرمائی اور رسالہ "اشرف الفوائد" اور "فوائدالآشرف " ملک گجرات میں تصنیف فرمایااور کتاب بشارۃ آلذاکرین اوررسالہ تنبیہ آلاخوان اور رسالہ بشارتِ الاخوان بپاس خاطر حضرت مسند عالی سیف خاں تصنیف فرمائے اور روم میں رسالہ مصطلحاتِ تصوت تحریر فرمایااور رسالہ مناقب خلفآء راشدین فضائل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم میں لکھی جس پر علمائے محمد آباد گوہنہ نے بسبب مناقب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اعتراض کیا تھا اور چند رسائل تصوف میں بمقام روم اور لکھے جن کے نام یاد نہیں اور رسالہ حجت الذاکرین بنگالہ میں تصنیف فرمایااس رسالہ میں پانچوں وقت بعد ادائے فریضہ تین بار بآواز بلند کلمہ طیبہ کا ثبوت احادیث اور تفسیر سے فرمایاہے اس رسالہ کو نصیحت نامہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اور کتاب فتاوائے آشرفیہ بزبان عربی محض بپاس خاطر حضرت نورالعین تحریر فرمایااس کتاب میں مسائل فقہ بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کر کے تصنیف فرمایا۔ یہ فتاویٰ جامع مسائل ضروریہ مذہب حنفیہ میں اس خوبی کے ساتھ لکھاہے کوئی ایسامسئلہ نہ تھا کہ جس کی سفر و حضر میں دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

علم تفسیر میں کتاب ربحِ سآمانی اور کتاب تفسیر نورَبخشیہ تصنیف فرمائی۔ جس میں تمام مسائل تصوف مثل خواجہ روز بہاں بقلی رحمۃ اللہ علیہ بکمال خوبی درج فرمائے اور کتاب ارشاد آلاخوان اورواداشغال مشائخ

چشت اہل بہشت میں اور رسالہ بحث وحدۃ الوجود میں یہ ایک نایاب رسالہ ہے جس میں سر ہمہ اوست کو بہ دلائل احادیث و تفسیر تحریر فرمایااور رسالہ تجویزیہ در تجویز لعن بریزید جونپور میں علمائے کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایااور موافق عقیدۂ صاحب عقائد نسفی یزید پر لعنت فسقی کہنا جائز ثابت کیا۔ اور کتاب بحر الحقائق میں سر معرفت و حقیقت بیان ہے اور علم نحو آشر فیہ تصنیف فرمایا جس میں تمامی مسائل نحوی بالتفصیل درج فرمائے اور کتاب کنز آلد قائق فن تصوف میں تصنیف فرمائی اور بشارۃ المریدین حسب درخواست سلطان ابراہیم شرقی جونپور میں تصنیف کیا اور رسالہ غوثیہ ذکر مردان اہل خدمات ابدال و اوتاد و غوث و قطب وغیرہ میں تصنیف کیا اور رسالہ قبریہ اپنے قبر شریف میں لکھا۔ یہ ۲۷ محرم الحرام کو قبر شریف میں آرام فرمایا عالم حیات میں تھا۔ اس میں رسالہ قبریہ اور بشارۃ آلمریدین لکھا اور ۲۸ محرم الحرام کو جملہ خلفاء اور مریدین باصفا کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اسی تاریخ ۲۸ محرم الحرام کو بعد ظہر مجلس سمع میں رحلت فرمائی۔ مقام اعلیٰ علیین کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ اب تک سجادہ نشینان خانقاہ حسنی مراسم وفاتحہ قل اسی تاریخ پر ادا کرتے ہیں جیسا کہ اولاد شاہ حسین سجادہ نشین چھوٹی سرکار کے ایک دن پیشتر حضور کے وصال سے ۲۷ یعنی محرم الحرام کو رسم فاتحہ ادا کرتے ہیں۔ (حوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

ایک شبہ کا ازالہ

حاجی الحرمین الشریفین مخدوم الآفاق سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ النورانی ۷ ذی الحجہ ۸۷۲ہجری میں وصال فرمایا۔ معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سید عبدالرزاق نورالعین نے اپنی زندگی ہی میں اپنے صاحبزادگان کو تبرک اور مختلف علاقوں کی ولایت عطافرمادی تھی اور ان کے لئے مقام تجویز کردیئے تھے تاکہ اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرسکیں، چنانچہ بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن کو اپنا جانشین بنایااور ولایت کچھوچھہ عطا کیادوسرے صاحبزادے سید شاہ حسین کوولایت جونپور عطا کی تیسرے صاحبزادے سید شاہ احمد کو ولایت جائس رائے بریلی اور چوتھے صاحبزادے سید شاہ فرید کو ولایت بارہ بنکی عطا کی اس طرح آپ نے تمام صاحبزادگان کو علاقے عطافرمائے لیکن اپنا جانشین سید شاہ حسن کو ہی بنایا۔ ہماری اس بات کی حیات محدث اعظم ہند کے مصنف کی اس تحریر سے ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں:

"حضرت نورالعین پاک نے ہر وجہ اور ہر لحاظ سے اکبریت حسن کا خاص خیال کھتے ہوئے اپنا قائم مقام خلیفہ اور سجادہ نشین سید شاہ حسن خلف اکبر کو بنایا اور خدمت آستانہ و جاروب کشی بھی ان کے سپرد فرمائی جیسا کہ مولانا صالح رودولوی خلیفہ سید شاہ کرم اللہ اشرف جائسی اپنے رسالہ "خلافت نامہ اشرفیہ" میں تحریر کرتے ہیں" چنانچہ حضرت نورالعین وقت وفات خدمت جاروب کشی بخلف اکبر سپردند و سید حسین راجون پور و سید احمد رابجائس و سید فرید را بردولی فرستادہ وصیت بجا آورند" اس بیان سے یہ حقیقت رونما ہوگئی کہ حضرت حاجی الحرمین الشریفین شیخ الاسلام والمسلمین سید عبدالرزاق نورالعین کی وفات کے بعد درگاہ کچھوچھہ شریف کے تنہا واحد حقیقی اصلی اور جائز سجادہ نشین سید شاہ حسن خلف اکبر یا سرکار کلاں تھے سید شاہ حسن خلف اکبر یا سرکار کلاں کے عہد سجادگی میں ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین ایک عرصے کے بعد ولایت جونپور سے درگاہ کچھوچھہ شریف بغرض چلہ کشی پہنچے اور پھر مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ولایت جونپور چھوڑنے کی وجہ بھی بتائی جاتی ہے کہ "چوں بست و دو مواضع از بعض معتقدین بفتوح دارند حصہ سید حسین خلف ثانی نیز درآن قرار یافت بدیں وجہہ تعلق سکونت کچھوچھہ اختیار کردند"۔(بحوالہ: خلافت نامہ اشرفیہ)

بہر حال! سید شاہ حسین ثانی جب کچھوچھہ شریف پہونچے تو بڑے بھائی کی محبت و شفقت نے انہیں پناہ دی اور مستقل رہنے کی اجازت بھی ان کی بے نفسی وسیع القلبی اور والہانہ تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ خود تمام حقوق رکھنے کے باوجود تنہا مراسم عرس ادا کریں اور چھوٹے بھائی کے نام کا چراغ روشن نہ ہو لہذا انہوں نے بکمال اخلاص و محبت اپنے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین کو ۲۷ محرم الحرام کی تاریخ برائے ادائیگی مراسم عرس مرحمت فرمائی اور اپنے لئے ۲۸ محرم الحرام یعنی عرس حضرت مخدوم صاحب کی خاص تاریخ محفوظ رکھی اس طرح سید شاہ حسین خلف ثانی کو سید شاہ حسن خلف اکبر سرکار کلاں کے بخشندہ یا مرحمت کردہ حقوق سجادہ نشینی حدود درگاہ کچھوچھہ شریف ملے ورنہ نورالعین نے انہیں ولایت جونپور کا سجادہ نشین نامزد فرمایا تھا۔ (حیات محدث اعظم ہند صفحہ ۱۳)

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم الآفاق حاجی الحرمین الشریفین سید عبدالرزاق نورالعین الحسنی الحسینی قدس سرہ النورانی کے وصال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حسن ہی

درگاہ کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین تھے لیکن جب ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ حسین ولایت جونپور چھوڑ کر کچھوچھہ شریف آئے تو انہوں نے کمال مہربانی اور خلوص و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں جگہ دی بلکہ مراسم عرس بھی تقسیم کرلیں چنانچہ ۲۷ محرم الحرام کو سید شاہ حسین درگاہ شریف میں مراسم عرس ادا کرتے ہیں اور اصل تاریخ یعنی ۲۸ محرم الحرام کو سید شاہ حسن جو درگاہ شریف کے سجادہ نشین تھے مراسم عرس ادا فرماتے تھے۔

بہرحال رسالہ قبریہ اور بشارۃ المریدین جس میں حالات نزول ملائکہ اور اظہار اپنے عقائد حقہ اور بشارت عالم غیب تحریر فرمایا اور علم اصول میں فصول اشرفی لکھی۔ ایک جلد مکتوبات اشرفی آپ کے صاحب سجادہ حضرت نور العین نے جمع کیا۔ ایک جلد رقعات اشرفی جس کو حضرت مولانا شیخ دریتیم نے جمع کیا تھا۔ اس میں مختصر رقعات حضرت محبوب یزدانی درج کئے ہیں اور دیوان اشرف ایک مبسوط کتاب منظوم ہے جس کو اہل زمانہ مثل دیوان حافظ لسان الغیب مانتے ہیں۔ (بحوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۱۱۸)

حضرت نور العین نے فرمایا کہ جس وقت امیر تیمور گورکانی، حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تقتمش خاں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہوں حضور فال نیک دیکھ کر بتلایئے۔ حضرت کے سامنے آپ کا دیوان رکھا ہوا تھا اس میں جو فال دیکھی یہ شعر بر آمد ہوا۔

از آیت و حدیث دو قرن اند بیقراں

اے بادشاہ کوش کہ صاحب قراں شوی

لقب صاحب قرانی امیر تیمور کو حضور کے دیوان کے فال سے عطا ہوا۔ بعد ملاحظہ فال امیر صاحب قراں کے حضرت محبوب یزدانی دست دعا ہوئے اور فاتحہ پڑھا۔ چنانچہ آپ کی دعا کے برکت سے سلطان صاحب قران نے غنیم پر نصرت و فتح پائی۔

غوث العالم محبوب یزدانی سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے ارشاد فرمایا:

میرے خاندان کی عظمت اور شان بلند ہے یہاں سے تصور کرنا چاہیے کہ سلطان محمود غزنوی جیسے بادشاہ ہمارے بزرگوں کے غلام زادوں نے سلطنت اور بادشاہت کی ہے۔ (حوالہ: اشرف الفوائد)

آپ اپنے مکتوبات اشرفی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے جد امجد حضرت سید شمس الدین محمود نور بخشی قدس سرہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ کے زمانہ میں ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش کے گھر مہمان ہوئے سلطان موصوف جو قطب صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ان سے تعریف کی کہ میرے گھر ایک مہمان سید عالی خاندان ملک ایران کے رہنے والے تشریف لائے ہیں وہ مرتبہ ولایت میں نقباء کے درجہ کو پہونچے ہوئے ہیں۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایسے مہمان عظیم الشان کو تم نے اپنے گھر میں ٹھہرالیا ان کو ہمارے گھر ٹھہرنا چاہئے تھا۔ میں تو ان کو خواجگان چشت سے سمجھتا ہوں۔ دوسرے دن سید شمس الدین محمود حضرت قطب صاحب کے گھر مہمان ہوئے حضرت قطب صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں آپ کو خوش خبری سناتا ہوں کہ آپ کی ذریت میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوں گے اور وہ میرے سلسلے کو جاری کریں گے اور خطہ یوض جس کو اودھ کہتے ہیں۔ اس میں پچھم حدود قصبہ جائس اور سترک سے لے کر پورب دریائے کوسی تک اسی درمیان میں ان کا ظہور کامل ہوگا اور رسالہ غوثیہ میں حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ معین الدین ولی الہند چشتی اجمیری نے تحریر فرمایا ہے کہ میرے سلسلوں میں ایک غوث جہانگیر پیدا ہوگا اور وہ ترقی کے ساتھ میرے سلسلہ کو جاری کرے گا۔ غرض کہ جس طرح غوث الثقلین محبوب سبحانی کے زمانہ ظہور سے پہلے آپ کی ظہور کی بشارت مشائخ ماسبق فرماتے تھے اسی طرح سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ظہور سے پہلے اولیاماسبق نے آپ کے ظاہر ہونے کی پیشن گوئی فرمائی تھی اور آپ کے پیر برحق حضرت شیخ علاؤالحق پنڈوی نے محبوب یزدانی کو خوشخبری سنائی تھی کہ تم غوث زمانہ ہوگے اور اسی طرح حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ نے مژدۂ حصول مراتب غوثیہ اور قطبیہ حضرت محبوب یزدانی کو پہونچایا تھا۔ (صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اس فقیر نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تصانیف سے پانچ سو کتابیں دیکھی ہیں۔ بیشتر آپ کی تصانیف فن حدیث و تصوف میں دیکھی گئی۔ دو سو کتابوں کا دیباچہ اور خطبہ مجھ کو یاد ہے۔ کتاب خاتمہ مکتوبات اشرفی میں نورالعین سے منقول ہے کہ حضرت محبوب یزدانی نے

فرمایا کے سند علم قرأت کی معناً پانچ پشتوں تک اپنے آباؤ اجداد سے علی الاتصال پہونچی ہے جس کی سند علی ابن حمزہ الکسائی سے اوپر منسوب ہے۔ میرا عمل قرأت امام عاصم اور نافع ہے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے سلطنت میں میرے خاندان سادات نور بخشیہ سے ستر حافظ قرآن اور قاری فرقان ایک زمانے میں موجود تھے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت محبوب یزدانی کی کہ پانچ پشتوں میں سلطان ابن سلطان اور سید ابن سید اور ولی ابن ولی اور حافظ ابن حافظ اور قاری ابن قاری اور عالم ابن عالم برابر نسلاً بعد نسلٍ حضرت کے ہوتے ہوئے چلے آئے۔

منقبت

نہ مجھ سے چھوٹے گا ان کا دامن نہ مجھ کو بھولے گا نام اشرف
میں بندۂ بے درم ہوں ان کا ازل ہی سے ہوں غلام اشرف

میں ان کی مدحت بیاں کروں کیا کہ سارے عالم میں ہے یہی شہرت
مجددِ وقت تھا جہاں میں ولـــي و عالــــــي مقام اشرف

انہیں کی محبوبیت کا نعرہ ملائکہ نے فلک پہ مارا
زمیں پہ یہ شانِ غوث عالم فلک پہ وہ احترام اشرف

زمیں پہ روضہ ہے یا فلک پر کچھ اس کی رفعت یہ کہہ رہی ہے
کوئی فلک کا ہے یہ بھی ٹکڑا جہاں بنا ہے مقام اشرف

بنے جہانگیر غوث عالم جہاں کے اولیائے کے افسر
ولی زمانہ کے زیر فرماں مطیع ارشاد عام اشرف

عدالت صبح و شام دیکھے جو کوئی دربار اشرفی میں
تو بول اٹھے کہ اللہ اللہ عجیب ہے انتظام اشرف

کہیں تو جنات جل رہے ہیں کہیں خبائث تڑپ رہے ہیں
کسی کے سر بولتا ہے جادو کہوں میں کیا اہتمام اشرف

امید لطف و کرم پہ تیرے میں عرض حاجت جو کر رہا ہوں
کرو توجہ ذرا ادھر بھی کہ لے رہا ہوں میں نام اشرف
بھلا کوئی اشرفی سے پوچھے کہ شاہ اشرف کی شان کیا ہے
کہے گا وہم و گماں سے میرے بلند ہے احتشام اشرف

(حوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۱۱۰)

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی صرف عربی اور فارسی پر ہی عبور نہیں رکھتے تھے بلکہ اردو زبان کے سب پہلے ادیب بھی مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ جامعہ کراچی کے شعبہ اردو کے سابق سربراہ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے اپنی تحقیق میں دریافت کیا ہے کہ آپ کا ایک رسالہ اردو نثر میں " اخلاق و تصوف " بھی تھا۔ پروفیسر حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ اردو میں سب سے پہلی نثری تصنیف سید اشرف جہانگیر سمنانی کا رسالہ "اخلاق و تصوف" ہے جو ۷۵۸ھ مطابق ۱۳۰۸ء میں میں تصنیف کیا گیا یہ قلمی نسخہ ایک بزرگ مولانا وجیہہ الدین کے ارشادات پر مشتمل ہے اور اس کے ۲۸ صفحات ہیں قادری صاحب نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مذکورہ رسالہ اردو نثر ہی نہیں بلکہ اردو زبان کی پہلی کتاب ہے اور داستان تاریخ اردو میں لکھے ہیں۔ اردو نثر میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں پس محققین کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ اردو نثر نگاری کے پہلے ادیب و مصنف ہیں۔

تصانیف جلیلہ

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

- ★ رسالہ مناقب اصحاب کاملین و مراتب خلفائے راشدین
- ★ رسالہ غوثیہ
- ★ بشارۃ الاخوان

- ارشاد الاخوان
- فواید الاشرف
- اشرف الفواید
- رسالہ بحث وحدۃ الوجود
- تحقیقات عشق
- مکتوبات اشرفی
- شرف الانساب
- مناقب السادات
- فتاوائے اشرفی
- دیوان اشرف
- رسالہ تصوف واخلاق (بزبان اردو)
- رسالہ حجۃ الذاکرین
- بشارۃ المریدین
- کنز الاسرار
- لطائف اشرفی (ملفوظات سید اشرف سمنانی)
- شرح سکندر نامہ
- سر الاسرار
- شرح عوارف المعارف
- شرح فصول الحکم
- قواعد العقائد
- تنبیہ الاخوان

- رسالہ مصطلحات تصوف
- تفسیر نور بخشیہ
- رسالہ در تجویز طعنہ یزید
- بحر الحقائق
- نحو اشرفیہ
- کنز الدقائق
- ذکر اسمائے الہی
- مرقومات اشرفی
- بحر الاذکار
- بشارۃ الذاکرین
- رنج سامانی
- رسالہ قبریہ
- رقعات اشرفی
- تسخیر کواکب
- فصول اشرفی
- شرح ہدایہ

حوالاجات

حیات غوث العالم صفحہ ۷۴ تا ۷۷

صحائف اشرفی حصہ اول ۱۱۵ تا ۱۱۸

سید اشرف جہانگیر سمنانی علمی دینی اور روحانی خدمات صفحہ ۱۷۳ تا ۲۰۶

http://www.alahazrat.net/islam/syed-makhdoom-ashraf-jahangir-simnani.php

غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے شاگردوں کے صرف نام ہی درج کتاب کئے جائیں تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔

آپ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا حاجی الحرمین سید عبد الرزاق نورالعین ابن سید عبد الغفور حسن جیلانی ابن سید ابوالعباس احمد جیلانی فرزند و صاحب سجادہ حضرت محبوب یزدانی تھے جنہوں نے تمام علوم کی تحصیل حضرت سے کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔

دوسرے حضرت مولانا اعظم کر کردی حضرت کے ارشد شاگردوں میں تھے۔

تیسرے حضرت علام الہدیٰ علام الدین جائسی حضرت کے جلیل القدر تلامذہ میں تھے۔

چوتھے حضرت مولانا عماد الدین ہروی

پانچویں مولانا عضد الدین ندیم اللہ بڑے مرتبہ والے شاگرد تھے۔

غوث العالم محبوب یزدانی کے مشہور خلفاء

قال الاشرف

سلسلة المشائخ سلسلة تصل الیٰ شجرة المقصود من ربط ربق عنه عتق من رق المعتددة۔

ترجمہ: غوث العالم محبوب یزدانی حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ مشائخ سلاسل کا سلسلہ شجر مقصود تک پہونچتا ہے اور جس نے اس سلسلہ سے رابطہ پیدا کرلیا بہت سی غلامیوں سے آزاد ہو گیا۔ (بحوالہ: لطائف اشرفی لطیفہ ۱۵ صفحہ ۵۴۷)

آپ فرماتے تھے کہ ہر چند کہ اس فقیر (اشرف) نے متعدد اکابر اور بکثرت اماثر سے بہرہ پایا متعدد شیوخ سے بہرہ وور مند ہوا ہوں جس کی صارحت اور توضیح ناممکن ہے لیکن حقیقت میں بندہ خاندان بہشتی اور دودمان چشتی کا پروردہ اور خاک سے اٹھایا ہوا ہے۔

ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ جو ہمارے فرزندوں کا دوست ہے وہ ہمارا دوست اور جو ہمارے فرزندوں کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو ہمارا دشمن وہ جملہ خاندان چشت وہ دودمان اہل بہشت کا دشمن ہے۔ (بحوالہ: لطائف اشرفی حصہ سوم صفحہ ٦٧٦)

ویسے تو آپ کے خلفاء کرام بے شمار ہیں مگر یہ چند مشہور اسمائے خلفاء ذکر کیے جاتے ہیں آپ کے خلفاء میں پہلا نام قدوۃ الآفاق شیخ الاسلام والمسلمین حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا ابوالحسن سید عبدالرزاق نورالعین الحسنی الحسینی کا آتا ہے جو آپ کے فرزند معنوی اور پہلے سجادہ نشین تھے۔

- ابوالفضائل حضرت علامہ مولانا نظام الدین غریب یمنی قدس سرہ
- شیخ الاسلام وسلالۃ الاکابر حضرت مولانا الشیخ کبیر العباسی قدس سرہ
- حضرت شیخ محمد عرف در یتیم قدس سرہ
- حضرت شیخ شمس الدین بن نظام الدین اودھی قدس سرہ
- اجل السادات سید عثمان بن خضر قدس سرہ
- قدوۃ المحدثین حضرت شیخ سلیمان محدث قدس سرہ
- شیخ المشائخ حضرت شیخ معروف قدس سرہ
- حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ
- حضرت شیخ قیام الدین شاہباز قدس سرہ
- شیخ اصیل الدین جزہ بار قدس سرہ
- حضرت شیخ جمیل الدین سپید باز قدس سرہ
- قاضی القضاہ حضرت شیخ قاضی حجت قدس سرہ
- حضرت شیخ عارف مکرانی قدس سرہ
- حضرت شیخ ابوالمکارم ہروی قدس سرہ
- حضرت شیخ صفی الدین رودولوی قدس سرہ
- حضرت شیخ سماء الدین ردولوی قدس سرہ
- حضرت شیخ خیر الدین سدھوری قدس سرہ
- حضرت شیخ قاضی ابو محمد عرف معین مٹھن سدھوری قدس سرہ

★ حضرت مولانا ابو المظفر محمد لکھنوی قدس سرہ

★ غلام الہدیٰ مولانا غلام الدین جائسی قدس سرہ

★ حضرت شیخ کمال جائسی قدس سرہ

★ حضرت شیخ سید عبد الوہاب قدس سرہ

★ حضرت شیخ راجا قدس سرہ

★ حضرت جمشید بیگ قدس سرہ

★ ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ

★ حضرت شیخ حاجی فخر الدین جونپوری قدس سرہ

★ حضرت شیخ داؤد قدس سرہ

★ حضرت شیخ قاضی رکن الدین قدس سرہ

★ حضرت شیخ تاج الدین قدس سرہ

★ حضرت شیخ نور الدین ظفر آبادی قدس سرہ

★ شیخ الاسلام حضرت شیخ وجیہ الدین احمد آبادی قدس سرہ

★ حضرت شیخ مبارک گجراتی قدس سرہ

★ حضرت شیخ حسین بہاری قدس سرہ

★ حضرت شیخ سیف الدین مسند عالی سیف خاں قدس سرہ

★ حضرت شیخ محمود کنتوری قدس سرہ

★ حضرت شیخ سعد اللہ کیسہ دراز قدس سرہ

★ قدوۃ العلماء زبدۃ الصلحاء حضرت شیخ عبد اللہ الصدیقی بنارسی قدس سرہ

★ حضرت ابو الوفا خوارزمی قدس سرہ

★ حضرت ملک محمود قدس سرہ

★ بابا حسین کتابدار قدس سرہ

★ سید حسن علم بردار قدس سرہ

★ شیخ جمال الدین راوت قدس سرہ

★ شیخ حسام الدین زنجانی قدس سرہ

★ الشیخ مولانا شفیع الدین اردیلی قدس سرہ

★ سید علی لاہوری قدس سرہ

★ شیخ نظام الدین بریلی قدس سرہ

★ شیخ علی دوستی سمنانی قدس سرہ

★ الشیخ ابوسعید خضری قدس سرہ

★ خواجہ سعد الدین خالد قدس سرہ

★ شیخ زاہد نور قدس سرہ

★ شیخ پیر علی ترکی قدس سرہ

★ مولانا شرف اللہ امام قدس سرہ

★ شیخ یحیی کلدادیر قدس سرہ

★ شیخ میر ملا قدس سرہ

★ قاضی بیگ قدس سرہ

★ شیخ قطب الدین یحیی قدس سرہ

★ شیخ امیر ننگر قلی قدس سرہ

منقبت

دیکھایا جوہر علمی لیاقت اس کو کہتے ہیں

ہوئی تصنیف ہر فن میں بلاغت اس کو کہتے ہیں

اٹھایا جب قلم جس علم کو چاہا کیا ظاہر
لکھے مضموں عجب نادر ذہانت اس کو کہتے ہیں

میرے سلطان اشرف کے کلام پاک کو دیکھو
مسلسل بھی مقفیٰ بھی عبارت اس کو کہتے ہیں

جہاں پہونچا قدم ان کا وہیں اپنی عنایت سے
دکھائے راہ حق سب کو ہدایت اس کو کہتے ہیں

کیا سارے جہاں میں سکہ اپنے نام کا جاری
کمالات تصوف میں ولایت اس کو کہتے ہیں

ترے ذہن رسا سے اشرفی ان انکی مدحت میں
عجب مضموں نکلتے ہیں ذکاوت اس کو کہتے ہیں

(حوالہ: صحائف اشرفی حصہ اول ۱۱۹)

اسلامی ہند کی ترویج علم تاریخ میں حضرت غوث العالم محبوب یزدانی کے کارنامے امتیازی شان رکھتے ہیں۔ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی سے براہ راست تعلق رکھنے والے میں حضرت استاذالعصر ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا نام نامی درخشاں آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتا ہے، ملک العلماء کے شاگردوں کا ثانی چشم فلک نے پھر نہ دیکھا ان میں قطب الاقطاب حضرت علامہ امام دیوان محمد رشید جونپوری بھی تھے جنکی

"مناظرۂ رشید"

عالمی اسلامی میں اپنی تصنیف کے وقت سے چھائی ہوئی ہے حضرت ملا محمد افضل جونپوری بھی تھے۔ جن کی درسگاہ سے شمس العلماء ملا محمد جونپوری جیسا نابغہ دھر اٹھا جس نے

"شمس بازغة"

لکھ کر اپنا علمی طنطنہ بلند فرمایا، ان کے شاگرد حضرت مخدوم عیسیٰ تاج قدس سرہ بھی تھے۔ جن کے شاگرد و مرید ملا حسن طاہر محدث جونپوری تھے، جنکے اخلاف و تلامذہ میں ہندوستان کا مایہ ناز خانوادہء رشد

وہدایت اور علم وفضل جلوہ گاہ عام وخواص پر آیا۔ جن میں شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر قدس اسرار ھم کے علمی و دینی برتری کا غلغلہ عالم میں ہے انہیں میں حضرت علامہ مخدوم صفی پور رودلوی بھی تھے ان کو نعمان ثانی کہا جاتا ہے کے اخلاف و تلامیذ میں حضرت شیخ عبد والقدوس گنگوہی تھے جن کے وابستگان اور فیض یافتگان میں بواسطہ والد ماجد امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ سرہندی بھی تھے۔ جن کے واسطے سے حضرت شاہ غلام علی مجدد عصر اور علامہ خالد رومی اور ان کے مرید و فیض یافتہ علامہ شامی تھے یہ ایک طویل فہرست ہے لیکن اس قدر نام بھی علمی دینی سطوت وشوکت کے پورے پورے ترجمان ہیں۔

غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قادری چشتی نظامی قدس سرہ النورانی کے اخلاف وخلفاء مسترشدین نے ہر زمانہ اور ہر دور میں علوم اسلامی کا چراغ روشن کیا، ان کے علمی کارناموں کی بھی ایک طویل تاریخ ہے ان صفحات میں ان کے احاطہ کی گنجائش نہیں، یوں بھی احاطہ کلیہ کا محال ہے مگر بعض ممتاز تلامیذ وفیض یافتگان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت سلطان بحر وبر محی الدین اورنگزیب سلطان وقت مجدد کے اساتذہ ء کرام میں حضرت ملامبارک اشرف اور حضرت ملاباسو کا نام نامی سنہری حرفوں میں نمایاں ہے درس نظامی جس کی جہانگیری مسلم ہے۔ اس کے بانی استاد الہند حضرت ملانظام الدین سہالوی لکھنوی فرنگی محلی نے اکثر درسیات کا درس خانوادہء اشرفیہ کے نامور اور یگانہ روزگار امام علوم وفنون حضرت سید علی قلی اشرفی الجیلانی کی خدمت میں لیا تھا، کچھوچھہ مقدسہ کے خانوادۂ اشرفیہ کے عالی قدر فرید عصر حضرت علامہ محدث صاحب قبلہ قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

" کچھوچھہ مقدسہ کی تعلیم کا حال آپ کیا جانیں، یہاں کے برکات وفیوض سے آپ کو کیا خبر؟

ہندوستان میں ابتدائے اسلام سے آج تک جو علمائے کرام ہوئے، ان سے اس آستانہ ء عالیہ کا حال پوچھو، کہ کتنے کیا کچھ لے کر گئے۔ شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمہ اور حضرت ملابحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

سے یہاں کے فیضان کو دریافت کرو۔ فرنگی محلی لکھنؤ ہمیشہ کے لئے بار منت "خاندانی اشرفی" اپنے سر پر لئے ہوئے ہے۔ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سر تاج علمائے فرنگی محل اس خاندان کے شاگرد رشید ہیں۔

ملا علی قلی اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے استاد تھے اور فرنگی محل کی تعلیمی برکتوں سے انکار جہل ہے، ملا جی (۱) آپ بھی وہاں کے بارے احسان سے چور ہوں گے.............. آج بھی سیکڑوں علمائے اس بارگاہ عالم پناہ کی غلامی پر ناز کرتے ہیں سندیافتگان جامعہ اشرفیہ کی دینی خدمت زبان زد ہے۔

(۱) مولوی محمد علی کانپوری مونگیری سابق ناظم ندوۃ العلماء

اشرف المدارس کچھوچھو شریف

یہ سب کچھ تھا مگر روایتی مدرسہ کے نام سے اس وجود نہ تھا اس کا احساس فرما کر مجمع البحرین حاجی الحرمین الشریفین اعلیٰ حضرت قدسی منزلت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرف اشرفی میاں الحسنی الحسینی قدس سرہ النورانی درگاہ شریف کے حلقہ میں ایک عمارت تیار کرا کر باضابطہ درس گاہ قائم کی اور مدرسین کا تقرر کیا۔ بڑے حضرت کے روزنامہ سے کے مدرسہ کے وجود کا ذکر قیام خانقاہ کے ساتھ ۱۳۰۱ ہجری سے وابسطہ ملتا ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کا نام کم از کم ۱۳۳۳ ہجری تک اشرف المدارس تھا اسکی ترقی کے لئے فخر المتاخرین حضرت مولانا عبد الحئ فرنگی محلی کی تجویز بھی شامل تھی۔ (حوالہ: تحائف اشرفیہ)

۱۳۴۰ ہجری میں یہ مدرسہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا، اس کے متعلق غوث الوقت سرکار کلاں حضرت مخدوم المشائخ سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی نے حقائق و معارف سے لبریز بیان سپرد قرطاس کیا ہے۔

"قرآن و حدیث کی تعلیم وہ ربانی روشنی ہے، جس سے ایمان، سچائی، اخلاق اور انسانیت کی شاہراہ ملتی ہے اور جو زندگی کو سنوارتی ہے، ضمیر میں پاکیزگی کی روح پیدا کرتی ہے، اخلاق اور انسانیت کے وہ جوہر ابھرتے ہیں کہ انسانی کائنات کا سب سے قیمتی سرمایہ بن جاتا ہے۔ اس احساس کی شدت نے ہر دور میں اس

دور کے صالحین کو اس بات پر آمادہ رکھا کہ وہ جگہ جگہ ، دینی ، تعلیمی ، مراکز قائم کرتے رہیں ، نیز قائم شدہ مراکز کے فروغ وارتقاء کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں ، بحمدہ تعالیٰ کسی دور کے عمائدین اور اکابرین اور مخلصین صالحین اپنے اس فریضے سے غافل نہیں رہے بلکہ بعض خانوادے تو ایسے بھی ہیں ، جن کی دینی ، علمی ، روحانی اور اخلاقی جذبات کا دائرہ صدیوں کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہے۔

۱۳۴۰ھ ہجری میں میرے جد کریم اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ محبوب ربانی مولانا الشاہ ابو احمد سید علی حسین اشرفی سجادہ نشین سرکار کلاں کی سرپرستی اور والد محترم حضرت علامہ ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف جیلانی ولی عہد سجادہ نشین سرکار کلاں قدس سرہ کے اہتمام و انصرام میں جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم کی بنیاد پڑی۔

دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور

"جب مبارکپور میں آمد و رفت کی کوئی سہولت نہیں تھی اس وقت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب اشرفی میاں (میاں بابا) قدس سرہ النورانی اونٹنی پر سوار ہو کر کچھوچھا مقدسہ سے مبارک پور آئے تھے ، انہوں نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا ، رفتہ رفتہ ان کے گرد مبارک پور کے سنی مسلمان اکھٹے ہو گئے حضرت میاں بابا نے لوگوں پر زور دیا کہ

"دین کی ترویج و اشاعت کے لئے ایک درسگاہ ضروری ہے"

حضرت میاں بابا کی تحریک پر مبارک پور کے سنی مسلمانوں نے لبیک کہا اور میاں شیخ عبدالوہاب شیخ حاجی عبدالرحمٰن و شیخ حافظ عبدالاحد پسران شیخ علیم اللہ شاہ مرحوم ساکنان مبارک پور ضلع اعظم گڑھ نے ۱۹۲۲ عیسوی میں ایک مکان واقع محلہ پرانی بستی وقف کیا ، جس میں تعلیم و تعلم کا دور شروع ہوا۔

چونکہ مبارکپور میں باقاعدہ دینی درسگاہ کے مؤجد محرک اور بانی حضرت میاں بابا (اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی) علیہ الرحمہ حضرت محبوب یزدانی غوث صمدانی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے خاندان ذی شان سے متعلق تھے۔ اس لئے اس درسگاہ کا نام مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم رکھا گیا ، اور مدرسہ کے دیکھ بھال کے لئے جاں نثاران اشرفیہ کی خواہشات کے مطابق بانئ ادارہ حضرت میاں

بابا رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ کا سرپرست مقرر فرمایا۔ پھر زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ کچھ دنوں کے بعد مبارک پور اور مضافات کے سنیوں نے اسے مزید ترقی دینے کے لئے ایک جدید عمارت کی ضرورت محسوس کی اور اسی خاندان کے افراد میاں محمد سعید، محمد رفیق، محمد امین سابق صدر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اور محمد عمر وغیر ہم نے اپنے خاندان کی جس نے محلہ پرانی بستی کا مکان وقف کیا تھا، سابقہ روایات کو باقی رکھتے ہوئے ایک ایسی زمین جدید عمارت کے لئے وقف کی جو اپنے محل وقوع کے اعتبار سے کافی اہم اور قیمتی تھا اور مبارک پور کے سنی عوام نے جدید تعمیر کے لئے ایثار و قربانی کا اتنا زبردست مظاہرہ کیا کہ لوگوں کو چندہ دینے سے روکنا پڑا، خواتین نے تقریباً اپنے تمام زیورات مدرسہ پر نچھاور کر دیے اور دیکھتے دیکھتے موجودہ عمارت تعمیر کے مراحل طے کرنے لگی، عوام نے صرف مالی امداد نہیں کی فی سبیل اللہ مٹی گارے کا کام بھی کرتے تھے اور آج بھی مبارک پور و مضافات کے غریب سنی عوام ایثار قربانی کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں کہ شاید پورے ملک میں اسکی مثال نہ ملے، مہمان رسول کو یہ مخلص عوام اپنے گھر کے افراد سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنا پیٹ کاٹ کر کرتے ہیں۔

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی سرپرستی کے دوران صدرالشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف بہار شریعت کو ادارہ سے منسلک کرنے کے لئے "مربی" کے خطاب سے یاد فرمایااور حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تاحیات اس ادارے کے مربی رہے"۔

(بحوالہ اشرفیہ کی پکار صفحہ ۲۱ تا ۲۴)

مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے قیام ۱۳۱۹ہجری مطابق ۱۹۰۱عیسوی کے بعد قصبہ ہی کے ایک عالم مولانا محمود، مدرس اول مقرر کئے گئے اور قصبہ گھوسی کے عالم مولانا محمد صدیق صاحب مدرس دوئم ہوئے، حضرت مولانا محمد محبوب اشرفی مبارک پوری علیہ الرحمتہ نے "

"العذاب الشدید"

میں مدرسہ کی ابتدائی تاریخ کے بیان میں تحریر فرمایا

"بد قسمتی سے پورہ معروف کے مولوی محمود دیوبندی تقیہ کرکے مدرسہ اہل سنت مصباح العلوم کے مدرس اول ہوگئے اور مدرس دوئم اس وقت جناب مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم اور مدرس سوئم مولانا نور محمد صاحب تھے، شروع میں مولوی محمود نے اپنے عقائد کا قطعاً اظہار نہ کیا، میلاد شریف کی مجلسوں میں برابر شریک ہوتے رہے مگر رفتہ رفتہ بعض طلبہ و اراکین مدرسہ پر اپنا رنگ جمایا مقامی طلبہ میں سے مولوی نعمت اللہ، مولوی شکر اللہ اراکین مدرسہ میں سے طیب گرہست وغیرہ ان کے شکار ہوگئے اور مدرسہ میں اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ نے

"مسئلہ امکان کذب"

میں طلبہ سے چھیڑ چھاڑ کیا اور اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا، اسی بنا پر ایک طالب علم، مسمی محمود شاہ نے مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ کو فاسق و فاجر و بد دین لکھا، وہ تحریر اراکین مدرسہ کو شکایتاً پہونچائی گئی۔ انہوں نے مدرسہ میں آکر اس قضیہ کا تصفیہ مولوی نور محمد صاحب مدرس سوئم مدرسہ ہذا کے سپرد کیا مولوی نور محمد صاحب نے محمود شاہ صاحب سے فاسق و بد دین لکھنے کا سبب دریافت کیا، انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے اپنا عقیدہ "امکان کذب باری تعالیٰ" ظاہر کیا ہے اسی لئے میں نے ان کو فاسق و بد دین لکھا ہے، مولوی نور محمد صاحب مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے کیا خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانتے ہو، انہوں نے سکوت کیا، طیب گرہست نے جو اس وقت مہتمم تھے اور دیوبندی رنگ چڑھ چکا تھا، مولوی نور محمد صاحب کو اس سوال سے روکا اور محمود شاہ کو مدرسہ سے خارج کر دیا اور مولانا صدیق صاحب فکر میں رہے مگر دیگر اراکین مدرسہ سنی تھے، دال نہ گلی، مولوی نعمت اللہ و شکر اللہ طیب گرہست نے مولوی محمود صاحب دیوبندی کو لے کر احیاء العلوم کے نام سے علیٰحدہ مدرسہ قائم کیا"۔

حضرت مولانا الحاج المفتی محمد محبوب اشرفی علیہ الرحمہ کے اس بیان سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے تعلیمی معیار کا پتا لگانا دشوار امر نہیں ہے کہ تعلیمی معیار اعلیٰ اور معیاری تھا، اور درجہ علیا کی کتابوں کا درس ہوتا تھا، جس کو دیوبندی روش نے نقصان پہونچایا مگر امکان کذب کے وقتی مسئلہ پر طلبہ بحث کرتے

تھے یہ استعداد کچھ عربی تعلیم کے انتظام سے حاصل نہیں ہوتی مگر مولانا المفتی عبد المنان علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ اپنے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"نصاب تعلیم کے بارے میں ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ مکتبی تعلیم کے ساتھ کچھ عربی تعلیم کا بھی انتظام تھا کیونکہ اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے مولوی رفیع الدین اور مولوی محمد عمر صاحبان مولوی کہلانے لگے تھے"۔

۱۳۳۰ ہجری مطابق ۱۹۱۲ عیسوی میں مولانا محمد صدیق صاحب کا وصال ہو گیا، ان کے بعد حضرت محدث سورتی کے آخری دور کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبد السلام اعظمی کو حضور پر نور مخدوم الاولیا محبوب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے لا کر مسند صدارت سپرد فرمائی موصوف کو فاضل بریلوی نے ۱۳۳۶ ہجری میں خلافت عطاء فرمائی تھی، ان کا دور مختصر رہا جلد ہی ان کا وصال ہو گیا ان کی تاریخ رحلت ۱۲ صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری ہے۔ (بحوالہ: دبدبہ سکندری رامپور شمارہ نمبر ۱۷ جلد ۵۴ دسمبر ۱۹۱۷)

۱۹۲۰ عیسوی تا ۱۹۲۴ عیسوی استاذ العلماء مولانا مفتی عبد الحفیظ حقانی قدس سرہ مسند صدارت پر رونق افروز رہے۔ الفقیہ امر تسر ۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۱ عیسوی کے شمارہ میں جناب ولی جان قصبہ کوٹلہ بازار ضلع اعظم گڑھ کا مضمون شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا:

"میں بغرض تجارت قریب آٹھ سال سے مبارک پور آتا ہوں چونکہ مجھ کو مدرسہ سے دلچسپی ہے جب بھی آیا مدرسہ ضرور آیا، یہ مدرسہ تخمیناً تیس سال سے جاری ہے اس کی عمارت تنگ و خام و بوسیدہ ہے، یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت قبلہ سلطان الصوفیہ شاہ ابو احمد المدعو علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے دست مبارک کا قائم کیا ہوا ہے۔

خداوندِ عالم۔ کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ کارکنان مدرسہ کی سعی بلیغ کے باوجود مگر مدرسہ کا انجم عروج پر نہ پہونچا۔ مدرسہ کی طرف سے سالانہ جلسہ (۳۱/ ۱۳۵۲ھ) میں منعقد ہوا تھا جس میں اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی بھی تشریف فرما ہوئے بعد اختتام امتحان جناب محدث صاحب قبلہ نے سالانہ میٹنگ طلب کی از سر نو ارکان کا انتخاب عمل میں آیا جناب محمد امین صاحب رئیس

قصبہ صدر۔ جناب عظیم اللہ صاحب ناظم۔ سیٹھ حاجی احمد اللہ صاحب خازن، جناب فقیر اللہ صاحب مہتمم، حکیم محمد عمر صاحب نائب ناظم، جناب مقیم اللہ صاحب، و خیر اللہ صاحب دلال عمال، قاری شفیع صاحب مولوی نور محمد صاحب سفیر مقرر کئے گئے۔، مدرسہ نے کروٹ لی اور چند ماہ کے بعد ۹/ شوال ۱۳۵۲ ہجری مطابق ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ عیسوی جناب مولانا عبد العزیز صاحب فاضل مرادآبادی کو بلایا اور بیرونی جات سے طلبہ کی آمد شروع ہوگئی اور دو مولوی صاحبان مقرر کئے گئے"۔(بحوالہ: الفقیہ امرتسر ۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۱)

اس سے پتہ چلا کہ ۹/ شوال ۱۳۵۲ ہجری بمطابق ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ عیسوی میں جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ تشریف لائے۔

حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ ہندوستان کے مشہور صوبہ یو۔پی کے ایک مغربی ضلع مراد آباد کے قصبہ بھوجپور میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا ملا عبد الرحیم دہلی کے مشہور عالم و محدث حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمہ کے نام نامی پر رکھا حفظ قرآن کے بعد جامعہ نعیمیہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا عبد العزیز خاں محدث فتحپور کے توجہ دلانے پر عربی فارسی شروع کی ۱۳۴۴ ہجری میں اجمیر شریف جاکر دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں داخل ہوگئے۔ رجب ۱۳۵۰ ہجری میں سند تکمیل سے بھی نوازے گئے اسی سال میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ سے مرید ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔

جس وقت آپ علیہ الرحمۃ نے استاد مکرم حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ (صاحب بہار شریعت) کے حکم پر تکمیل درسیات کے بعد اعظم گڑھ ضلع کے قصبہ مبارکپور تشریف لائے اس وقت یہاں ایک مدرسہ 'جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم" کے نام سے قائم تھا۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی انتھک محنت کے باعث اللہ عزوجل نے اسی چھوٹے سے مدرسے میں برکت عطا فرمائی اور بالآخر یہ مدرسہ ایک عظیم الشان پھل دار درخت کی حیثیت سے جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم کے نام سے بہت مشہور و معروف ہوا۔ چنانچہ جامعہ اشرفیہ کے فاضلین آج بھی اس جامعہ کے نام کی طرف نسبت کرتے ہوئے دنیا بھر میں مصباحی معروف ہیں۔

حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ ایک عہد ساز اور انقلاب آفریں شخصیت کے مالک تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے زندگی کے قیمتی لمحات انتہائی خوبی سے دین ومسلک کی خدمت و اہتمام میں گزارے۔ آپ کے پاکیزہ اور روحانی کیفیات سے سرشار وجود میں بھی اخلاق کریمانہ اور اوصاف بزرگانہ کا ایک جہاں آباد تھا۔ آپ اخلاق، جہد مسلسل، استقلال، ایثار، ہمت، کردار، علم، عمل، تقوی، تدبر، اسلامی سیاست، ادب، تواضع، استغناء، توکل، قناعت اور سادگی جیسے بے پناہ اوصاف سے بھی مزین تھے۔

جامعہ اشرفیہ کی مدد کے لئے جب آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کوئی عقیدت مند کوئی ہدیہ وغیرہ پیش کرتا تو آپ علیہ الرحمۃ اسے جامعہ اور اس کے اساتذہ کے مصرف میں لاتے۔ چونکہ مبارکپور، یوپی کا انتہائی گرم علاقہ ہے پنکھے وغیرہ کی کوئی خاص سہولیات میسر نہ تھیں چنانچہ اگر کہیں سے آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پنکھا پیش کیا گیا تو آپ علیہ الرحمۃ نے قبول فرما کر فوراہی کسی ایسے مدرس کے ہاں بھجوا دیا جس کے کمرہ میں یہ سہولت میسر نہ تھی اور کبھی بھی یہ پسند نہ فرمایا کہ خود آرام میں رہیں اور اشرفیہ کے طلبہ ومدرسین محرومی کا شکار ہوں۔

آپ علیہ الرحمۃ ایک انتہائی مالدار اور صاحب ثروت گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی زمینوں کا بیش بہا حصہ اشرفیہ کے لئے وقف فرمادیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ علیہ الرحمۃ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے اپنے قیمتی ملبوسات فروخت کر کے بھی بسا اوقات اشرفیہ کے طلبہ کے لئے خوردونوش کا اہتمام فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں وہ برکت رکھی کہ پاک وہند کے بڑے بڑے معروف اصحاب علم وفضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں بسر کئے ہوئے اپنے دور طالبعلمی پر ناز کرتے ہیں۔

صاحب "مخدوم الاولیا محبوب ربانی" فرماتے ہیں:

مناظرہ سنی وہابی گھوسی ضلع اعظم گڑھ کی روئیداد ملاحظہ کیجئے تو معلوم ہو گا کہ ۱۳۵۱ میں دارالعلوم اشرفیہ کی شاخیں قائم ہوگئی تھیں اور اعظم گڑھ ضلع جس کو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے مریدوں اور خلیفوں کے ذریعہ اپنے دوروں کا خاص مرکز بنایا تھا، مناظرہ گھوسی اور مناظرہ مبارکپور اور مناظرہ ادری نے

دیوبندیت کی تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی، حضرت مولانا المفتی الحاج محمد محبوب اشرفی مبارکپوری علیہ الرحمہ "العذاب الشدید" میں رقم طراز ہیں کہ

"مسلمانان اہلسنت کی دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم پر ان فضلائے دیوبند (نعمت اللہ، شکر اللہ) نے بڑے بڑے دانت تیز کئے مگر مذہب اہلسنت کی حقانیت اور اشرفی نسبت وارا کین مدرسہ کا اخلاص تھا کہ مدرسہ معمولی حالت میں رہتے ہوئے دینی خدمات انجام دیتا رہا"۔

شوال المکرم ۱۳۵۳ ہجری کا وہ مبارک وقت بھی آیا جبکہ شیخ امین صاحب صدر مدرسہ کی جدوجہد سے نئ عمارت کا سنگ بنیاد رکھنا قرار پایااور سالانہ جلسہ کے موقع پر حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ مبارک پور تشریف فرما ہوئے اور جمعہ کے بعد اپنے مقدس ہاتھوں سے مدرسہ کی جدید عمارت کا سنگ بنیاد رکھااور دعاء فرمائی اور اسی موقع پر فرمایا:

"مدرسہ بہت ترقی کرے گا فتنہ بھی اٹھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے"۔

حضور پرنور کی مخصوص دعاؤں اور آپ کے نواسہ حضرت محدث اعظم کی جانبدار سرپرستی اور ارکان عمائد دارالعلوم غلامانِ سلسلہ اشرفیہ کی غیر معمولی جدوجہد اور ایثار اور اخلاص نے غیر معمولی رفتار سے ترقی کی منازل طے کرنا شروع کر دیے اور اساتذہ وقت ، غیر معمولی سوچ رکھنے والے مستعد علماء حضرت مولانا سلیمان صاحب اشرفی بھاگلپوری ، حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی ، حضرت مولانا عبد المصطفی ازہری، حضرت مولانا عبد المصطفی اعظمی نے دارالعلوم کے تعلیمی معیار کی دھاک جمادی اور اشرف فیضان اور اشرفی نسبت نے اپنا اثر دکھایا۔ اکابر کچھوچھہ مقدسہ کے دل میں اہل مبارک پور کی عقیدت مندی، ایثار پسندی نے کچھ اس طرح مستحکم جگہ بنائی کہ اکابر کچھوچھا مقدسہ نے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کا بدل دارالعلوم اشرفیہ کو قرار دیا اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیا محبوب ربانی قدس سرہ النورانی کے محالات وجود عالی مرتبت مرجع خاص عام مرشد انام ذات گرامی نے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے لئے جھولی پھیلائی اور چندہ کی اپیل فرمائی۔

۱۹۶۰عیسوی تک حضور محدث صاحب کی مظبوط و مستحکم سرپرستی میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور نشیب و فراز کے بھنور سے نکلتا رہا۔ آپ کے وصال کے بعد غوث وقت مخدوم المشائخ تاجدار اہلسنت حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف علیہ الرحمہ نے سرپرستی کے منصب کو رونق دی۔

(بحوالہ: مخدوم الاولیاء محبوب ربانی صفحہ ۳۴۷)

دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں کہ............

"جامعہ اشرفیہ کے قیام وبنا کا ذکر خیر اعلیٰ حضرت و عظیم البرکت مخدوم الاولیاء نے اس یاد "فرمان" میں بھی فرمایا ہے۔

حضرت مخدوم المشائخ قدس سرہ کی ولی عہدی اور سجادہ نشین کے متعلق اپنی حیات بافیض کے آخری ایک ماہ قبل جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ہجری میں تحریر فرمایا تھا۔

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان کی اب دستار بندی ہو چلی ہے اور تمام علوم و معقول تفسیر و حدیث و فقہ و معانی و تصوف کو بکمال جانفشانی

جامعہ اشرفیہ

جو اس فقیر کا بنایا ہوا دارالعلوم ہے سے حاصل کیا"

جامعہ اشرفیہ (مبارکپور) کا انتظام انصرام حضرت عالم ربانی محبوب حقانی صاحب قبلہ قدس سرہ جیسے روشن دل و دماغ بزرگ فرماتے تھے، حضرت فرماتے تھے:

"اگر میری زندگانی نے وفا کی تو جامعہ اشرفیہ کو ہندوستان کا جامع ازہر بنادوں گا"۔

(بحوالہ: مخدوم الاولیا محبوب ربانی صفحہ ۳۳۴)

صاحب "سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ" کے موضوع "جامعہ اشرفیہ کا قیام" میں فرماتے ہیں:

اشرفی میاں (کچھوچھوی) نے مبارکپور میں ایک عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا اور اس کا نام "جامعہ اشرفیہ" رکھا اس میں درس نظامیہ کا مکمل اہتمام کیا آپ نے ہندوستان کے جید علماء کو اس دارالعلوم میں

تدریس کے لئے راغب کیا آپ کے حکم پر علماء نے رضامندی ظاہر کی اور پڑھائی کا آغاز ہو گیا اور بہت تھورے عرصہ میں یہ دارالعلوم ہندوستان کے بڑے مدارس میں شامل ہو گیا یہاں سے ہر سال کافی تعداد میں علماء فارغ التحصیل ہوتے تھے۔ اشرفی میاں خود اس کی کفالت فرماتے تھے، جب سالانہ جلسہ ہوتا تو آپ بنفس نفیس مبارکپور تشریف لے جاتے جلسے کی صدارت فرماتے اور آخر میں اپنے دست مبارک سے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی فرماتے۔ یہ دارالعلوم آج بھی مبارکپور میں موجود ہے اور اب تک بے شمار تشنگان علم یہاں آکر پیاس بجھا چکے ہیں یہ اشرفی میاں کا ایسا کارنامہ ہے جو ان شاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ (بحوالہ: سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۲۴)

حضرت علامہ یسین اختر مصباحی صاحب قبلہ "ماہنامہ ماہ نور میں لکھتے ہیں:

اس اشرفیہ مبارکپور کو سلطان التارکین حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی سے خصوصی نسبت اور آپ کی روحانی توجہ بھی حاصل ہے اور یہ بجا طور پر فیضان اشرف کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ اسی طرح یہ اشرفیہ شیراز ہند جون پور کے مدرسہ حنفیہ کا دور حاضر میں ایک بدل بھی ہے کہ اس آبشار علم وادب سے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ ایک جہاں سیراب ہو رہا ہے۔

مبارک پور کی یہ قابل صد افتخار درسگاہ اپنے مختلف ادوار میں اس قصبہ کے اندر مختلف جگہوں پر قائم ہوتی اور منتقل ہوتی رہی ہے اور اور اجمالی طور پر اس کی تاریخ اس طرح ہے۔

۱. مدرسہ مصباح العلوم ۱۳۱۷ ہجری ۱۸۹۸ عیسوی

۲. مدرسہ لطیفیہ مصباح العلوم ۱۳۲۹ ہجری ۱۹۱۱ عیسوی

۳. مدرسہ اشرفیہ مصاح العلوم ۱۳۴۱ ہجری ۱۹۲۲ عیسوی

۴. دارالعلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم (گولہ بازار) ۱۳۵۳ ہجری ۱۹۳۵ عیسوی "باغ فردوس"

۵. الجامعۃ الاشرفیہ ۱۳۹۲ ہجری ۱۹۷۲ عیسوی

دارالعلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم (گولہ بازار مبارکپور) کا سنگ بنیاد شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی (وفات ۱۳۳۵ ہجری ۱۹۶۱ عیسوی) نے محدث اعظم ہند مولانا سید

محمد اشرفی کچھوچھوی (وفات ۱۳۸۱ ہجری ۱۹۶۱ عیسوی) وصدرالشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی (وفات ۱۳۶۷ ہجری ۱۹۴۷ عیسوی کے ساتھ اپنے دست مبارک سے ۱۳۵۳ ہجری ۱۹۳۵ میں رکھا اور اس کی سرپرستی فرمائی اور پھر "دارالعلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم" مبارکپور ضلع اعظم گڑھ بتیس سال تک ایک باضابطہ کمیٹی کے ماتحت قائم کردہ تعلیمی اور تبلیغی خدمات انجام دے رہاہے جس کے سرپرستی شمع شبستان غوثیت حضرت مولانا العلام الشاہ ابوالمحامد سید محمد صاحب قبلہ محدث کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ وعلامہ زمن خاتم الفقہاء حضرت صدرالشریعہ مولانا الشاہ ابوالعلاء محمد امجد علی صاحب قبلہ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ (بحوالہ: مطبوعہ ص ۲ رووداد ۶۲، ۱۳۶۱)

حضرت مولانا محمد مبارک حسین مصباحی صاحب قبلہ "اشرفیہ کا ماضی اور حال" کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد صاحب علیہ الرحمہ اشرفی میاں کے بعد اشرفیہ مبارکپور کے سرپرست رہے۔" (بحوالہ: اشرفیہ کاماضی اور حال صفحہ ۱۰۹)

حضرت محدث اعظم ہند (رحمۃ اللہ علیہ) صرف نام کے سرپرست نہیں تھے بلکہ دارالعلوم اشرفیہ کے ہر مشکل وقت میں مشکل کشائی فرماتے تھے درمیان سال میں بھی کوئی ضرورت پیش ہوتی تو آپ نے اسفار ترک فرماکر مبارک پور تشریف لاتے اور کمیٹی طلب فرماتے اور تدبیر و حکمت سے الجھی گتھیاں سلجھاتے۔ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ دارالعلوم کے تعلیمی اور تربیتی نظام سے انتہائی مطمئن اور متاثر تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے دوصاحب زادگان شیخ الاسلام حضرت محمد سید مدنی میاں مدظلہ العالی اور غازی ملت حضرت سید محمد ہاشمی میاں مدظلہ العالی کو حضرت حافظ ملت کی تربیت میں بھیجا۔ حضرت شیخ الاسلام نے اعدادیہ سے دورۂ حدیث تک کی مکمل تعلیم دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں مکمل فرمائی۔ چنانچہ محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی رقمطراز ہیں:

"چودہ سال کی عمر میں والد بزرگوار نے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخل کرادیا۔ یہاں آپ نے درس نظامی کے علاوہ عربی، فارسی اور اردہ کی بے شمار کتابیں پڑھیں اور استاذ حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز سے پوراپورا اکتساب فیض کیا"۔ (بحوالہ: مقدمہ تفسیر اشرفی صفحہ ۵۶)

خاندان اشرفیہ بسکھاری کچھوچھہ شریف کے اکثر مشاہیر علماء اور مشائخ نے بھی دارالعلوم اشرفیہ میں تعلیم حاصل کی اور فراغت کے بعد دین وملت کی عظیم خدمات انجام دیں اور آج بھی نمایاں کارنامے دے رہے ہیں چند نام اس طرح ہیں: اشرف المشائخ حضرت سید مجتبیٰ اشرف، اشرف العلماء حضرت سید حامد اشرف، شیخ اعظم حضرت سید اظہار اشرف، خطیب الہند حضرت سید کمیل اشرف، حضرت سید مولانا موصوف اشرف، حضرت مولانا حکیم سید احمد حسین کوثر، حضرت مولانا سید احمد اشرفی، مولانا ملیح اشرف، پیر طریقت حضرت مولانا سید تنویر اشرف، سید فہیم اشرف، مولانا سید جلال الدین اشرف، مولانا سید احمد اشرف وغیرہ۔

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں باضابطہ ممتحن کی حیثیت سے بھی تشریف لاتے تھے۔ تلمیذ حافظ ملت حضرت مولانا محبوب عالم اشرفی مرحوم کا بیان ہے کہ "سرکار محدث اعظم ہند قدس سرہ کو درس و تدریس کا کام چھوڑے ہوئے چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے مگر جب دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یا دوسرے مدارس کے طلبہ کا امتحان لیتے تو معلوم ہوتا کہ مسند تدریس کے بادشاہ ہیں۔ معقولات کی وہ کتابیں جو اس وقت دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے علاوہ چند ہی دوسرے مدارس میں داخل نصاب تھیں، امتحان لینے کے لئے جب حضرت اقدس محدث اعظم ہند کے سامنے وہ کتابیں آتیں تو معلوم ہوتا کہ سارے علوم وفنون حضرت علیہ الرحمہ کے لئے مسخر ہیں۔

دورے کا امتحان لیتے تو معلوم ہوتا کہ صحاح ستہ کے حافظ ہیں، حالانکہ تقریباً چالیس سال سے امتحان لینے کے علاوہ کبھی کتابوں کو ہاتھ لگانے کی نوبت نہیں آئی تھی اور نہ اس کے لئے موقع ملتا تھا۔

(بحوالہ: حیات محدث اعظم ہند صفحہ ۴۱)

حضرت محدث اعظم ہند اپنے علمی وقار اور شخصی جاہ و جلال کے باوجود انتہائی باغ و بہار کے مالک تھے ادبی وطنز ومزاح ان کی فطرت کا حصہ تھا ان کی محفل فنی دقیقہ سنجیوں کے باوجود علمی لطائف لالہ زار رہتی۔ یہی منظر ان کی امتحان گاہ میں بھی چھایا رہتا۔ یہ روایت میں اس عہد کے متعدد طلبہ جو اب اکابر علماء میں شامل ہیں سے سُنی ہے کہ دارالعلوم اشرفیہ میں اس دور میں کمیٹی کے ذمہ دار حضرات بھی امتحان گاہ میں

پہونچتے تھے۔ کمیٹی کے افراد اگر چہ غیر عالم ہوتے، لیکن سوال و جواب سن کر کسی قدر طلبہ کی صلاحیتوں کا اندازہ ضرور لگا لیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت محدث اعظم ہند نحو کی مشہور کتاب "شرح جامی" کا امتحان لے رہے تھے۔ طالب علم نے کسی سوال کے جواب میں تقریر مکمل الٹی کر دی۔ اب اگر محدث اعظم اس جواب کو غلط بتاتے تو منتظمہ کے دلوں میں غلط تاثر پیدا ہوتا، اس لئے آپ نے جواب سن کر بھرپور فرحت وانبساط کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں میں فرمایا:

ماشاء اللہ، سبحان اللہ۔

آپ نے تو تمام نحویوں کی تقریروں کو الٹ کر رکھ دیا، حضرت محدث اعظم ہند کے اظہار تاثر نے ایک جانب طالب علم پر یہ واضح کر دیا کہ تمہاری تقریر غلط ہے اور دوسری جانب کے افراد بھی خوش ہو گئے کہ واقعی ہمارے طالب علم بڑی محنت سے پڑھتے ہیں۔ بڑے بڑے نحویوں کی تقریریں الٹ دیتے ہیں۔

حضرت محدث اعظم ہند بلند پایہ خطیب، بے مثال مناظر، صاحب قلم، صاحب لسان و نعت گو شاعر بھی تھے۔ قلم برداشتہ نہایت شستہ موقر و جامع تحریر فرماتے تھے۔ ہر موضوع پر برجستہ بے مثال تقریر فرماتے۔ بڑے بڑے شان دار خطبے دیتے تھے۔ دہلی اور لکھنؤ جیسے شہروں نے آپ کو شہنشاہ خطابت تسلیم کیا تھا۔ بڑے بڑے ماہر لسان آپ کی تقریر سے استفادہ کرتے تھے۔

اس آفتاب حق و صداقت سے بد دین و بد مذہب لرزتے کانپتے تھے اور آپ کے نام سے تھراتے تھے۔ دیوبندیوں، نجدیوں کے بڑے بڑے علماء کو آپ کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ جو بد مذہب بے دین آپ کے سامنے آیا، ذلیل ہوا۔ یہ حق صداقت کا آفتاب ہمیشہ غالب رہا۔

حمایت حق و حفاظت مذہب ہی آپ کا کام تھا۔ اوائل عمر ہی سے اشاعت مذہب و تبلیغ دین میں مصروف ہوئے اور ساری عمر خدمت دین میں صرف کر دی۔ دین متین کی نہایت ممتاز و شان دار خدمت انجام دی۔ اڑتالیس اڑتالیس گھنٹہ مسلسل بیدار رہتے، پوری پوری رات تبلیغ دین و اشاعت مذہب میں

مصروف رہتے، اکثر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے۔ حضرت موصوف کی دینی خدمات کی تفصیل احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ نے ایک ایک نشست میں پوری پوری رات گزاری ہے۔

ضلع اعظم گڑھ قصبہ گھوسی میں مولوی عبد الرحیم لکھنوی دیوبندی سے مناظرہ تھا، بعد نماز عشاء مناظرہ شروع ہوا، حضرت محدث صاحب قبلہ صبح تک ایک ہی نشست سے بیٹھے رہے پہلو نہیں بدلہ، عشا کے وضو سے نماز فجر ادا فرمائی اور مولوی عبد الرحیم کے بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ گھڑوں پانی پی گیا اور دسوں مرتبہ پیشاب پھرا اور سر پکڑ کر کہتا تھا میرا دماغ خراب ہوگیا، نہایت ذلت کے ساتھ اس کو شکست فاش ہوئی، گھوسی کا مجمع شاہد ہے۔

حضرت محدث اعظم ہند کے عہد سرپرستی میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور نے بڑی اہم دینی اور علمی خدمات دیں۔ تاریخ اشرفیہ میں آپ کی اعلیٰ سرپرستی اور اشرفیہ نوازی لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے"

"اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے بعد آپ کو سب سے زیادہ عزیزی اور مقبولیت نصیب ہوئی۔ آپ نے کرسی سرپرستی قبول کے بعد آخری دم تک اشرفیہ کو عروج وارتقاء کی منزلیں طے کرنے کا موقع دیا۔"

(بحوالہ: اشرفیہ کا ماضی اور حال)

یوں تو ہندوستان کے طول و عرض میں سیکڑوں مدارس آپ کی رہنمائی و سرپرستی میں دینی خدمت انجام دے رہے ہیں مگر خصوصیت سے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور پر آپ کی خاص یادگار ہے۔ آپ کی سرپرستی میں یہ دارالعلوم پروان چڑھا، منزل ارتقاء پر پہونچا۔ امتیازی مقام حاصل کیا۔ حضرت مرحوم کا دارالعلوم اشرفیہ سے بہت گہرا تعلق تھا، خاص محبت تھی۔ نہایت ہی دلچشپی کے ساتھ اس کے تمام شعبوں پر نظر رکھتے خاص توجہ فرماتے اس کی ہر بگڑی بناتے تھے، ہر الجھی بات سلجھاتے تھے آپ کا سایہ کرم دارالعلوم اشرفیہ سے اٹھنا دارالعلوم یتیم ہونے کے مترادف ہے۔

(بحوالہ: ماہنامہ جام نور ماہ اپریل ۲۰۱۱ بعنوان "محدث اعظم ہند اور الجامعۃ الاشرفیہ" صفحہ ۹۹ تا ۱۰۶)

حامی سنت، ماحی بدعت، گلزار غوثیت، نور نظر خانوادۂ اشرفیت، شہنشاہ خطابت سرمایہ اہل سنت، آفتاب علم و فضل حضرت علامہ سید شاہ محمد صاحب قبلہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ الرحمن نے ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ ہجری بمطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ عیسوی یوم دوشنبہ بوقت ظہر بارہ بجکر ۳۰ منٹ پر اس دنیا سے فانی سے بقا کی طرف رحلت فرمائی۔

حضرت محدث اعظم ہند سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور کی سرپرستی غوث الوقت سرکار کلاں حضرت مولانا الشاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۱ ہجری ۱۹۹۶ عیسوی) نے فرمائی۔

ماہنامہ نور صفحہ نمبر ۲۶ پر لکھا ہوا ہے:

حضرت صدرالشریعہ اور حضرت محدث اعظم ہند کے مشترکہ انتخاب و حکم پر ذوالقعدہ ۱۳۵۲ ہجری ۱۹۳۴ عیسوی میں اُس وقت حافظ عبدالعزیز مرادآبادی اور آج کے حافظ ملت خدمت دین کے لئے مبارک پور آئے اور اشرفیہ مصباح العلوم کی شبانہ روز اس طرح مخلصانہ خدمت کی وہ ایک سال کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں بکرمہ تعالیٰ و بطفیل حبیبہ الاعلیٰ اہل سنت کا ایک سدا بہار باغ فردوس (۱۳۵۳ ہجری) بن گیا جس کا پودا گولہ بازار قصبہ مبارکپور میں شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں کچھو چھوی نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے لگایا اور اپنی بزرگانہ دعاء وسرپرستی سے نوازا۔ یہی باغ فردوس "دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم" کے نام سے مشہور انام اور مرجع علماء طلبہ بن کر اہل سنت کے لئے سرمایہ ارفتخار ہے بنا۔

(بحوالہ: ماہنامہ ماہ نور صفحہ ۲۶ فروری / مارچ ۲۰۰۸)

یہ جامعہ برسہابرس سے کتاب و سنت کی ترویج واشاعت کرتا رہا اسی جامعہ کے شیخ الحدیث محدث اعظم ہند کچھو چھوی، حضرت مولانا عمادالدین سنبھلی، مفسر شہیر حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں اشرفی صاحب، علامہ مفتی عبدالرشید خاں اشرفی ناگپوری صاحب، غوث الوقت سرکار کلاں علامہ سید محمد مختار اشرف کچھو چھوی، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی، محی الملۃ والدین علامہ سید محی الدین اشرف اشرفی (اور ان کے خلف ارشد حضرت مولانا سید شاہ

معین الدین اشرف) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز دیگر اکابر علماء مختلف عہدوں میں ہوتے رہے اور یہاں کے فارغین طلبہ آج اکابر ملت اسلامیہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں

مخدوم الاولیاء سید علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کی درگاہ سے کچھ فاصلے پر اپنی الگ ایک خانقاہ قائم کی اس کا نام "خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں" رکھا آپ نے یہاں رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا ذکر وفکر مراقبہ اور دیگر معمولات مشائخ طریقت اس میں جاری کئے آپ ہر سال ۲۸،۲۹ محرم الحرام کو سید اشرف جہانگیر سمنانی کے عرس کی تقریبات اسی خانقاہ میں ادا فرماتے رہے۔

وظائف اشرفی میں لکھا ہے "اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ ۱۲۹۷ ہجری میں مسند نشینی پر متمکن ہوئے اور سال مذکورہ کی ۲۸ محرم الحرام کو خرقہ خاندانی جو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا۔ (بحوالہ: وظائف اشرفی حصہ اول صفحہ ۷)

جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں سے ہی ملا ہوا ایک بہت بڑا ادارہ ہے جس کا نام "جامع اشرف" ہے۔ یہ اہلسنت وجماعت کا عظیم ادارہ ہے۔ ۱۹۷۸ء عیسوی سے اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت میں بہترین کردار ادا کرتا آرہا ہے اب تک بے شمار علماء، فضلاء، حفاظ و قراء فارغ ہو کر ہند و بیرون ہند میں اپنے خدمات میں دے رہے ہیں۔ اس ادارہ سے فارغ ہونے والے علماء اور فضلاء کو "جامعی" کہا جاتا ہے۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۹۸ ہجری بمطابق ۱۹۷۸ عیسوی تعلیمی کنونشن جامع اشرف کے موقع پر غوث الوقت سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی نے تاریخی خطبہ دیا، جس میں آپ نے علم کی فضیلت، قرآن وحدیث اور تاریخ کے حوالے سے دل نشین انداز میں بیان کیا۔ اس جامع اشرف کے قیام پر اپنی بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا ہے، جامع اشرف کو عصری تقاضوں کے مطابق جدید تعلیم سے آراستہ کرنے کی زور

ترغیب دلائی گئی اور اس کے فروغ وارتقاء کے لئے عوام کو ایک پیغام بھی دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے غوث الوقت سرکار کلاں سید محمد مختار اشرفی الجیلانی کے خطبۂ صدارت کا ایک اقتباس:

"مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ المولیٰ عنہ کے آستانۂ عالیہ میں جامع اشرف کا قیام اسی مخدومی فیضان مسلسل کی ایک کڑی ہے جو میری بے پناہ مسرت اور انبساط کا باعث ہے اور میری دیرینہ آرزوں کی تکمیل ہے۔ مخدوم اشرف کے آستانہ سے بہتر علمی اور روحانی تربیت گاہ دوسری جگہ کیسے میسر آسکتی تھی۔

آپ نے متعدد جگہوں پر الجمیعۃ الاشرفیہ کی شاخیں قائم کیں۔

شاخ ماچھی پور ۲ جون ۱۹۷۲عیسوی

شاخ تارتیری ۶ مئی ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ سلطانپور ۲۳ جون ۱۹۷۳ عیسوی

شاخ رجولی گیا بہار ۲ ستمبر ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ بلاری ضلع مرادآباد ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ شہر رامپور ۱۱ جولائی ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ ٹنکاریہ ضلع بھروچ ۱۹ جولائی ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ کالوپور احمد آباد گجرات ۳۰ ستمبر ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ پاچھور سیادیناجپور ۲۶ شعبان ۱۳۹۲ ہجری

شاخ بھیونڈی ۱۲ مارچ ۱۹۷۳ عیسوی

شاخ گڑیا ۱۹ مئی ۱۹۷۳ عیسوی

شاخ جامعہ نعیمیہ مرادآباد ۲۲ جولائی ۱۹۷۲ عیسوی

شاخ رائے بریلی ۱۵ اپریل ۱۹۷۳ عیسوی

شاخ پرتاپ گڑھ ۱۷ اپریل ۱۹۷۳ عیسوی

یہ چند وہ مقامات ہیں جس میں خود حضرت سرکار کلاں نے دورہ فرمایا اور آپ کی سرپرستی میں ان شاخوں کا قیام عمل میں آیا۔ (بحوالہ: ماہنامہ غوث العالم اگست ۲۰۰۶ صفحہ ۱۲)

کتب خانہ اشرفیہ

حاجی محمد زبیر صاحب نائب ناظم کتب خانہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ اپنی مؤقر تصنیف "اسلامی کتب خانہ میں" میں رقمطراز ہیں:

"تیرہویں صدی ہجری کے ابتدائی سالوں میں حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی سجادہ نشین سرکار کلاں نے ایک بار پھر خاندانی وقار کو بلند کیا اور حضرت مخدوم کی سنت عالیہ کو زندہ کرنے میں پوری تندہی کے ساتھ دلچسپی لی، بقول میر غلام بھیک نیرنگ مرحوم حضرت اشرفی میاں کی تاریخی اہمیت خانوادہ اشرفیہ میں وہی ہے جو بنی امیہ میں حضرت عمر ابن عبد العزیز کو حاصل تھی۔

اس میں شک نہیں کہ، حضرت اشرفی میاں نے خاندانی اختلال و جمود کو دور کرنے کے لئے جو عملی منصوبے بنائے، اور جس طرح عوام الناس کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے ان کی قیادت ورہنمائی کی اور جس انداز سے انہوں نے قومی کرداراور سیرت کی تعمیر و تخلیق میں حصہ لیا، وہ مقدمہ لطائف اشرفی، وظائف اشرفی، صحائف اشرفی اور مجلہ اشرفی کے مختلف شماروں کو پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں، آپ نے تحصیل علم کے لئے...................... جامعہ اشرفیہ............ کی بنیاد رکھی اور لوگوں میں دینی تعلیم کا جذبہ پیدا کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے

کتب خانہ اشرفیہ

کی بھی اصلاح فرمائی اور مختلف مقامات سے نادرات منگوائے تاکہ علم سے فیضیاب ہونے کے لئے علماء کرام اور طلباء کو مشقتوں کا سامنانہ کرنا پڑے۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اپنی ذاتی مصارف سے

اشرفی پریس

قائم کیا۔ جس میں بعض نادر کتابیں طبع ہوئیں اور ۱۹۲۳عیسوی تا ۱۹۲۸عیسوی اسی پریس سے مجلہ اشرفی نکلتا رہاجس کی ادارات کے فرائض حضرت مولانا ابوالمحامد سید محمد محدث (محدث اعظم ہند) کے بحسن خوبی انجام دیئے، اسی مجلہ کے ذریعہ لطائف اشرفی کا اردو ترجمہ بالاقشط پیش کیا گیا۔

حضرت اشرفی میاں نے والیان ریاست کو بھی کتابوں کی طباعت واشاعت کی جانب متوجہ کیا چنانچہ انہیں کی تحریک پر نواب کلب علی خاں ریاست رامپور نے ۱۲۹۲ ہجری میں لطائف اشرفی کی طباعت کرائی اور نواب میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد نے چند نادر کتابوں کی طباعت کی ذمہ داری اپنے سر لی، غرض کتابوں کی اصلاح ونقل اور طباعت سے کتب خانہ اشرفیہ میں ایک قابل اضافہ ہوا۔

حضرت اشرفی میاں کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے عربی اور فارسی کی طرح اردو سیکشن کو بھی ترقی دی، چنانچہ اردو شعراء کے دواوین کے علاوہ مذہب تصوف، فلسفہ، کلام، تاریخ اور طب کا جس قدر سرمایہ انہیں اردو زبان میں دستیاب ہوا وہ سب کتب خانہ کی زینت بن گیا............کتب خانہ اشرفیہ میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کی مجموعی تعداد کم و بیش دس ہراز سے زیادہ ہے۔ قلمی کتابوں کی ساڑھے سات ہراز کے لگ بھگ ہے، جن میں اکثر نہایت نادر ہیں، عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تاریخ ادب اور طب کا گراں قدر ذخیرہ موجود ہے اور ان حقائق کی روشنی میں اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مشائخ کرام نے اپنی خانقاہی زندگی میں دین ومذہب کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ علم وادب کی کیسی حیرت انگیز خدمات انجام دی ہیں"۔

(بحوالہ: اسلامی کتب خانے "مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی صفحہ ۳۰۴تا۳۰۶)

کتب خانہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ النورانی کی گراں قدر جدوجہد کا ثمرہ ہے، اس وقت آپ کے پرپوتے حضرت صدرالمشائخ شیخ اعظم سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی کی ہمت، محنت وجدوجہد سے درجہ عروج پر پہونچ چکا ہے۔ شیخ اعظم نے خانقاہ اشرفیہ سرکارکلاں میں کتب خانہ کے لئے ایک وسیع وعریض شاندار فلک نما عمارت تعمیر کرادی ہے جس کا نام حضرت عالم ربانی سلطان الواعظین کے نام نامی پر

حضرت مولانا احمد اشرف ہال

ہے اور غوث الوقت مخدوم المشائخ قدس سرہ کے نام نامی سے برکت لینے کے لئے کتب خانہ کا نام

حضرت مختار اشرف لائبریری

خانوادہ اشرفیہ کے تبرکات وملبوسات اور قلمی نوادر کے لئے ایک مخصوص حصہ

حضرت اشرف حسین میوزیم

بھی بن گیا ہے۔ لاکھوں روپیوں کے سرمایہ سے دور دور سے بلند پایہ مصنفین کی مطبوعہ و قلمی کتابوں کا ذخیرہ بھی جمع کیا جارہا ہے۔ وہ وقت قریب آرہا ہے، جب کتب خانہ علم و تحقیق کے تشنگان کے لئے سیر ابی کا انتظام کر دے گا۔

مشہور عالمی مبلغ اسلام اور دیدہ ور اسلامی و سیاسی رہبر و رہنما الحاج سید میر غلام بھیک نیرنگ اشرفی وکیل انبالہ نے ان برکات و انوار کو قریب سے ملاحظہ فرما کر تحریر فرمایا تھا،

"اگرچہ اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ کا گھرانا خاندان اشرفیہ میں علم کے اعتبار سے ہمیشہ مشہور و ممتاز رہا ہے مگر حضور قبلہ و کعبہ کی برکت سے اس زمانہ میں دولت علم و کمال سے یہ گھرانا اس قدر مالامال ہوا کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی"۔ (بحوالہ: مقدمہ حضرت میر نیرنگ قبلہ صفحہ ۴۷)

ماہنامہ اشرفی کا اجراء

اہل باطل نے مطابع کے وجود سے فائدہ اٹھایا اور رسائل و اخبار کے سہارے اپنے نظریات کی نشریات کی طرف دھیان دیا، چنانچہ ہر فرقہ اور ہر گروہ کا اخبار، رسالہ تھا، اہل حق نے بھی رسائل جاری کر رکھے تھے، احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ پوری طاقت سے جاری تھا۔ کچھوچھا مقدسہ کا آستانہ معرفت

وعلم کے امتزاج کا مرکز تھا۔ یہاں کے اکابر واولیاء بھی تصنیف و تالیف کا ذوق رکھتے تھے مگر طباعت واشاعت کی طرف توجہ نہیں فرماتے ۔ اعلیٰ حضرت قدسی منزلت حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ النورانی کے دوار شاد اور عہد بابرکت میں مجلہ علمیہ روحانیہ کا اجراء بھی شامل ہے۔ حاجی محمد زبیر صاحب ناظم مسلم یونیورسٹی علیگڑھ لائبریری رقمطراز ہیں:

"حضرت اشرفی میاں نے اپنی ذاتی مصارف سے اشرفی پریس قایم کیا جس میں بعض نادر کتابیں طبع ہوئیں۔ ۱۹۳۲عیسوی تا ۱۲۹۸عیسوی اسی پریس سے مجلہ اشرفی نکلتا رہا جس کی ادارات کے فرائض حضرت مولانا ابوالمحامد دسید محمد محدث نے بحسن وخوبی انجام دیے اسی مجلہ کے ذریعہ لطائف اشرفی کا اردو ترجمہ بالاقسط پیش کیا گیا"۔

جنوری ۱۹۲۳ جمادی الاول ۱۳۴۱ ہجری میں ماہنامہ اشرفی کا اجراء ہوا صفحہ ۳ / پر اعلیٰ حضرت دقدسی منزلت حضور پرنور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ النورانی کا دعاء نامہ فرمان شائع ہوا، کلمہ کلمہ اور جملہ جملہ سے حضور پرنور کی دلی دعاؤں اور قلبی خواہشات کا آبشار جاری ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

" میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعاء کرتا ہوں کہ جس طرح اپنے پیارے محبوب یزدانی حضور غوث العالم تارک السلطنت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنی کے نام نامی و اسم گرامی کا عرب و عجم ، چار دانگ عالم میں سکہ جمادیااور ان کی بارگاہ میں عالم پناہ کو مرجع خلائق فرمادیا، اور ان کے فیوض وبرکات سے لاکھوں تشنہ کاموں کو سیر اب کر دیا اور ان کی نظر کیمیا اثر سے مس دل کو سیم وزر، محتاج کو صاحب ثروت بلکہ جوہری اور مفلس کو صاحب دولت بلکہ اشرفی بنادیا اسی طرح اس نام پاک کی طرف شرف انتساب کو وہ کرامت عطا فرمائے کہ رسالہ اشرفی کا پسندیدہ اہل ایمان فرماکر قلوب میں اس کا سکہ جمادے، مسلمان اس کی طرف جھلک پڑیں اور فیوض وبرکات سے مالامال ہوتے رہیں، پیاسے سیر اب ہوں اور

"اشرفی" اشرفی ہو جائے۔

اے میرے رب اس ناچیز کی اس دعاء کو شرف قبولیت عطاء فرما، یہ رسالہ ومدیر ومطبع خریدار کا دعاء گو ہے اور ہمیشہ دعا کرتا رہے گا، جن لوگوں کو فقیر سے نسبت ارادت ہے ان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کی خریداری ضرور کریں اور دوسروں کو ترغیب دیں، یہ میرا تاکیدی حکم ہے دیکھنا ہے کہ اس کی عزت کون مخلص کرتا ہے، یقیناً یہ رسالہ " شجرہ "سے زیادہ نفع بخش ہے۔

فقیر ابواحمد المدعو محمد علی حسین اشرفی جیلانی

سجادہ نشین آستانہ کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد

مدرسۃ الحدیث دہلی

حضرت دہلی، اکابر اولیاء پروردگار اور علماء اخیار کا گہوارہ تھا اس کے چپہ چپہ پر روحانی مراکز خانقاہیں اور علم وفضل کے ادارے قائم تھے مگر سن ستاون کے ہنگامہ رستاخیز نے کایاپلٹ دی تھی لیکن اس دورادبار میں بھی اس کا وجود تھا، خانقاہیں انوار وبرکات اور فیوض رسانی کا منبع تھیں، حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء محبوب ربانی مرشد العالم قدس سرہ النورانی کا دہلی جانا بہت ہوتا تھا آپ نے محسوس فرمایا کہ حضرت دہلی می صحیح العقیدہ اہل سنت کا صرف ایک مدرسہ محلہ فراش خانہ میں مدرسہ نعمانیہ ہے۔ اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیانے اس کمی کو شدت سے محسوس فرمایااور سید میر مرحوم کو قیام مدرسہ محلہ کے لئے آمادہ فرمایاچنانچہ ان کی حویلی میں مدرسۃ الحدیث قائم ہوگیااور حضور کے حکم سے حضرت محدث اعظم ہند نے یہاں تشریف لاکر تدریس کو رونق دی۔ بڑے حضرت صاحب کے روزنامچہ میں درج ہے کہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۴ ہجری شب سہ شبنہ ۱۰/اکتوبر کو محدث صاحب دہلی کے لئے روانہ ہوئے بڑے صاحب حضرت اکبرپوراسٹیشن تک پہونچانے تشریف لے گئے۔ حضور محدث صاحب قبلہ قدس سرہ نے حدیث پاک کا خصوصی درس جاری فرمایاعلوم وفنون خصوصی توجہ سے پڑھائے۔

دارالعلوم نعمانیہ دہلی

دہلی کا یہ عظیم دارالعلوم بھی حضور پر نور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء قدس سرہ کی خصوصی عنایات والطاف کا مرہون منت رہا، اس کی تعمیری ترقیات کے سوا اس کے استحکام کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائی، اس دارالعلوم کے ایک جلسہ کی روئیداد راقم الحروف (شہزادہ امین شریعت) کی نظر سے ہفتہ وار الفقیہ امرتسر میں گذری تھی ، اس وقت دارالعلوم میں ریاست رام پور کے نامور عالم وجیہ الدین خاں صدرالمدرسین تھے اور حضور دور دراز کا سفر فرماکر جلسہ ددستاربندی میں شرکت فرمائی اور ایک معقول تعداد میں روپیے طلبہ کے رہنے کے لئے حجرہ کی تعمیر کی مد میں عطا فرمائے اور حضور پر نور کے توجہ دلانے سے سلسلہ عالیہ اشرفیہ کے وابستگان ساکنان دہلی نے بھی حصہ لیا" اس مدرسہ میں مولانا عمادالدین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی نے بھی صدارت تدریس کو رونق دی تھی۔

جامعہ نعیمیہ مرادآباد

حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ النورانی کے مبارک قدوم سے روہیل کھنڈ کا علاقہ بھرپور فیض یاب ہوا۔ حضور کے مبارک قدوم سے مرادآباد بھی فیض یاب ہوا، مرادآباد اہل علم کا شہر تھا، خانوادہ اشراف میں بڑے بڑے عالم گذرے، مدارس بھی قائم تھے ، مگر دیوبندیت اور وہابیت پسندی کے جراثیم سے متاثر تھے، مدرسہ امدادیہ میں حضرت استاذ العلماء سید گل محمد صاحب ولایتی کا فیض علمی جاری تھا۔ استاذ العلماء مدرسہ امدادیہ میں مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی تھے، نہایت درجہ صحیح العقیدہ اور سلیم الطبع اور وسیع المشرب اور صاحب نسبت بزرگ تھے، حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ النورانی جب مرادآباد تشریف لے جاتے استاذ العلماء ملاقات وزیارت کے لئے تشریف لاتے، ایک دن وہ اپنے شاگرد رشید مولانا نعیم الدین صاحب (صدرالافاضل) کو جو نوجوان تھے اپنے ہمراہ لائے اور حضور کی خدمت میں پیش کرکے عرض کیا کہ اس فرزند کو قبول فرماکر کرم کی نظر سے سرفراز فرمائیں اور اپنی بیعت

میں لے ان کی تکمیل فرمائیں بس وہ دن تھا اور اس کے بعد حضور پر نور کے بحر جود کرم سے مولانا نعیم الدین صاحب خوب خوب فیضیاب ہوئے۔ دربار اشرفی کے" خسرو "کا خطاب پانے والے صدرالافاضل، فخر الاماثل، استاذالعلماء، امام اہلسنت مولانا الحاج حکیم سید نعیم الدین فاضل مرادآبادی نے حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشدالعالم محبوب ربانی سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ النورانی کی دعاؤں کے سایہ میں تدریس کے مدرسہ انجمن اہلسنت ۱۳۲۹ ہجری میں قائم فرمایا۔ اس مدرسہ کے ہر تقریب اور تقریباً ہر جلسہ کو نے حضور پر نور مخدوم الاولیاء مرشدالعالم محبوب ربانی سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ النورانی اپنے وجود بافیض سے نوازتے رہے خوش ہو کر فارغ التحصیل کے سروں پر فضیلت کی دستار باندھتے، ان دستار بند فضلاء میں کثیر تعداد افراد کو حضور سے غلامی کی نسبت بھی حاصل ہوئی، ایک خاص حقیقت جس کی معرفت راقم سطور کو حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ جن طلبہ کے سروں پر حضور نے خاص جذبہ سے فضیلت کی دستار باندھی، ان کو کمال ضرور حاصل ہوا، زمانہ میں ان سے علم دین کی رونق قائم ہوئی ، چنانچہ جامعہ نعیمیہ کے علماء میں حضرت علامہ ابوالبرکات علامہ ابوالحسنات ، مولانا نوراللہ نعیمی ، مولانا عبدالعزیز خاں ، مولانا عبدالرشید خاں ، مولانا اجمل شاہ ، مولانا احمد یار خاں ، مولانا یونس ، مولانا آل حسن سنبھلی ، مدرسہ عین العلوم شاہ جہاں پور میں علامہ سید احمد سعید کاظمی اور مدرسہ منظر حق نانڈا میں مولانا عبدالحفیظ حقانی کے سروں پر دستار باندھی ، یہ چند اسماءہیں یہاں لکھے گئے ، ان کے علاوہ بھی بہت ہیں۔

۱۳۵۳ ہجری میں مدرسہ انجمن اہل سنت کا جلسہ تھا اس موقع پر حضرت علامہ سید ابوالبرکات اشرفی مفتی اعظم پاکستان و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ

"الحمد للہ اس مدرسہ کا فیض بہت عام ہو گیا، ملک کے صدہا فاضل اسی سرچشمہ علوم سے فیض یاب ہوئے ہیں اور اہل سنت کے تقریباً تمام مدارس باستثناء ایک دو کے ۔ اس مدرسہ سے متلق ہیں اور ہر صوبہ میں اس مدرسہ کی شاخیں اعلیٰ کام کر رہی ہیں ، اس عظیم الشان درسگاہ کو یہ کرامت حاصل ہوتے ہوئے اگر مرجع اہل سنت نہ قرار دیا جائے تو یہ ہماری بے ادراکی ہو گی اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ آج سے مدرسہ عالیہ اہل سنت وجماعت مرادآباد کا نام

"جامعہ نعیمیہ"

رکھا جائے، کیونکہ یہ تمام فیوض وبرکات صدرالافاضل دامت برکاتہم کی ذات بابرکات کے ہیں اس لئے اس نام کا شامل کرنا ہماری فرض شناشی اور رتبہ دانی کی دلیل بھی ہے، اور اس نام سے ہمیں اور مدرسہ کو کافی فائدہ بھی متصور ہے، حضرت کا نام نامی آنے سے کسی علمی ادارہ کا جو اعتماد سامع کے دل میں آتا ہے وہ لمبی تقریروں اور بلیغ خطبوں سے نہیں ہو سکتا، اس مدرسہ کو جو مرکزیت حاصل ہے وہ مرادآباد شہر کی وجہ سے نہیں، یہاں کی آب وہوا کی وجہ سے نہیں، باشندگان شہر کی فیاضی کی وجہ سے نہیں، ایک ذات بابرکات کے علم وفضل اور اخلاص کا یہ زور ہے جس نے تسخیر کر لیا ہے، اس لئے اس نام کا شامل ہونا مدرسہ کی عزت اور اسکی مرکزیت کا محافظ ہے، جہاں یہ نام مبارک آتا ہے، سنی جماعتیں اور ان کے تمام طبقے اس طرف جھک پڑتے ہیں"

حضرت مولانا کے ایک ایک حرف کی تصدیق مجمع نے کر کے تائید کی اور حضور محدث اعظم ہند نے فرمایا:

جامعہ نعیمیہ کی سنگین کتبہ تیار کرا کے نصب کرنا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں یہ وعدہ حضرت موصوف کو یاد رہا اور بغیر کسی یاد دہانی کے امسال جلسہ میں حضرت نے وہ کتبہ سنگ مرمر پر نہایت خوشخط اور واضح کندہ کرا کے کلکتہ سے منگایا اور جلسہ کے آخر دن فخر الاکابر، عز المفاخر، مقتدائے عارفین، پیشوائے کاملین، منبع الفیوض الروحانیہ فاتح الکنوز العرفانیہ شیخ المشائخ الکرام، السید الجلیل من ابناء سید الانام علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام مرشدی ومرشد العالم جامع الطریقین مولانا الحاج السید ابو احمد محمد علی حسین صاحب کے دست مبارک سے مس کرا کر یہ کتبہ شریفہ مدرسہ عالیہ کے بلند داہنی جانب نصب کیا گیا۔

دارالعلوم حزب الاحناف

پاکستان کا مرجع علماء وفضلاء دارالعلوم ہے تمام علمائے اہلسنت اسی دارالعلوم کے فیض یافتگان ہیں، اس دارالعلوم کو حضور پرنور کے خلیفہ امجد حضرت استاذ المحدثین مولانا الامام سید علی دیدار شاہ قبلہ قدس سرہ

نے قائم فرمایا تھا ان کے صاحبزادگان عالی قدر استاذ العلماء علامہ سید ابو البرکات اشرفی مفتی اعظم پاکستان اور حضرت علامہ ابو الحسنات اشرفی صدر جمیعۃ علمائے پاکستان خطیب مسجد وزیر خان نے پروان چڑھایا حضور پر نور کی عنایات اور ان تینوں باپ بیٹوں پر حد سے فزوں تھی، اس کے جلسوں میں شرکت فرماتے لاہور تشریف لے جاتے تو دارالعلوم حزب الاحناف میں دو دو ماہ قیام فرماتے اس دارالعلوم کے بھی اکثر فارغین حضور پر نور مخدوم الاولیاء کے سلسلے میں داخل ہوئے اور آج جبکہ ان سطور کو لکھا جا رہا ہے، یہ مرجع مشائخ کرام اور مرکز علماء کبار کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

علاوہ برکات باطنیہ و انوار روحانیہ کے محبوب ربانی ہم شبیہ غوث الاعظم شیخ المشائخ حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرفی میاں الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص اعتبار سے محض ظاہر بین آنکھوں کے لئے بھی ایک عجیب تصویر دلکش تھے یعنی آپ کو اکثر مشائخ کرام نے آپ کے جد اعلی محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے شکل و صورت میں نہایت مشابہ بیان کیا ہے۔ اس تصدیق ارباب مشاہدہ تو اپنے روحانی مشاہدوں میں کرتے ہوں گے۔ صحائف اشرفی میں ہے کہ.......

ہم شبیہِ غوث الاعظم

محبوب ربانی شیخ المشائخ حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرفی میاں الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ حلقہ مشائخ کرام میں احسن الوجوہ ہونے کے بنا پر شبیہ غوث الثقلین سے معروف اور جانے پہچانے جاتے تھے چنانچہ شیخ مارہرہ مقدسہ حضرت قدوۃ السالکین مولانا سید شاہ اٰلِ رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے اعلی حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو شبیہ غوث الثقلین سے یاد فرمایا۔

امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو جب معلوم ہوا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت اٰلِ رسول علیہ الرحمہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف تشریف لے گئے ۔ حضرت آلِ رسول علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی امانت ہے جسے اولاد غوث اعظم میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سید شاہ

ابو احمد محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی کو سونپنی اور پیش کر دینی ہے اور وہ اس وقت شیخ المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء چشتی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر ہیں۔ محراب مسجد میں ملاقات ہو گی۔

چنانچہ الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دلی تشریف لے لائے۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے آستانہ پر حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو محرابِ مسجد میں پایا اور برجستہ فی البدیہہ یہ شعر کہے:

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردہ و پروردۂ سہ محبوباں

اے اشرفی میاں سرکار! آپکا چہرہ انور حسن و خوبی کا آئینہ ہے

آپ تینوں محبوبین ا کے پرور دہ اور نظر کر دہ ہیں

1. محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (بغداد شریف)
2. محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی چشتی رضی اللہ عنہ (دہلی)
3. محبوب یزدانی غوث العالم سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ (کچھوچھہ شریف)

پھر عرض مدعا کیا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت سید شاہ آلِ رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت اور خلافت بخشی اور یہ فرمایا کہ جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہونچادی۔ اس کے بعد حضرت آلِ رسول علیہ الرحمہ کے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی خاتم الخلفاء کہلائے۔ (صحائف اشرفی)

یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

یہ جو صورت ہے تیری صورت جاناں ہے یہی

غلط فہمی کا ازالہ

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ سے دوئم ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ ہجری کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی اور ۱۸ / ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ ہجری کو ان کا وصال ہوا، خاندان برکات میں حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں مارہروی نے حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو خاتم الخلفاء تحریر فرمایا ہے جب کہ حضرت فاضل بریلوی کو ۲۵ / جمادی الآخر ۱۲۹۴ھ ہجری میں بیعت کا شرف اور اجازت و خلافت کی نعمت حاصل ہوئی۔ (حیات مخدوم الاولیاء محبوب ربانی)

خانوادۂ اشرفیہ کے مشہور و معروف بزرگ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی تبلیغ، خدمات اور ارشادات کا دائرہ کا اتنا وسیع ہے کہ حیطہ ء تحریر میں لانا مشکل ہے۔ عہد خردی سے زندگی کی آخری گھڑی تک اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرداں رہے اور مخدومی مشن کی نشرواشاعت کے لئے تا عمر خاک پیمائی کرتے رہے۔ لاکھوں گم گشتہ راہ کو راہ مستقیم پر گامزن فرمایا۔ تشنگان علوم و معرفت اور متلاشیان حق کو جام معرفت سے سرسار کرکے حق کی راہ دکھائی۔ تبلیغ و ارشاد کا ہی جذبہ کارفرما تھا کہ آپ نے ہندوپاک کے ماسوا بہت سارے ممالک اسلامیہ کی سیر وسیاحت فرمائی۔ اس وجہ لوگ آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا پرتو اور مخدوم اشرف کا مظہر اتم و حقیقی جانشین کہنے لگے۔ اس ضمن میں آپ کے مریدوں کی تعداد (۲۳۰۰۰۰۰) ۲۳ لاکھ اور خلفاء کی تعداد (۱۳۵۰) ساڑھے تیرہ سو سے زائد پہونچ گئی ہے [۱]۔

[۱] مجاہد ملت وبروایت دیگر مریدوں کی تعداد چالیس لاکھ اور خلفاء کرام کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے۔

آپ بزرگان دین وسلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیاحت کے لئے روانہ ہوئے آپ کا مقصد صرف تبلیغ دین تھا اسی نیک مقصد کے لئے آپ نے ہندوستان اور عرب ممالک کے طول و عرض میں کامیاب دورے کئے۔ لاکھوں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور لاکھوں افراد آپ کے دست مبارک پر تائب ہوئے آپ کی ذات سے سلسلہ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا آپ کی عظیم روحانی شخصیت کو دیکھ کر ہندوستان ، پاکستان ، بنگلہ دیش، نیپال اور عرب ممالک میں عدن، جدہ، مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، شام، حلب، ترکی، عراق، مصر، یمن کے جید علماء کرام نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اکثر علماء کرام

اور سادات عظام کو روحانی تربیت کے بعد سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی خلافت سے نوازاان علماء کرام اور سادات عظام میں:

مشہور خلفائے کرام

- حضرت علامہ الشیخ الحاجی الحرمین الشریفین السید مرتضی الحسن مکۃ المکرمہ
- حضرت علامہ الشیخ الحاجی الحرمین الشریفین السید آل رسول الحسین المکۃ المکرمہ
- حضرت علامہ الشیخ محمد بن احمد مدنی کردی الاشرفی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت علامہ الشیخ قاضی فخر الدین الاشرفی رحمۃ اللہ علیہ
- الشیخ حمزہ ابو الجود المدنی الانصاری علیہ الرحمہ المعلم مدینہ منورہ
- الشیخ علی ابو الجود بن الشیخ ابو بکر الاشرفی علیہ الرحمہ المعلم مدینہ منورہ
- الشیخ محمد بہاء الدین خاشقجی المدنی علیہ الرحمہ قیمۃ الجنۃ المعلم مدینہ منورہ
- الشیخ حضرت السید احمد الحلوانی الاشرفی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ
- مولانا الفاضل الشیخ محمد علی حسین الاشرفی علیہ الرحمہ باب السلام مدینہ منورہ
- المولوی الحافظ محمد علاء الدین البکری الاشرفی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ
- جناب الشیخ محکم الدین الاشرفی علیہ الرحمہ باب الرحمہ مدینہ منورہ
- الشیخ حضرت علامہ محمد صالح صافی الاشرفی علیہ الرحمہ دمشق ملک شام
- الشیخ حضرت علامہ السید محمد عبد اللہ حسن الاشرفی علیہ الرحمہ ملک یمن
- فصیح اللسان عذب البیان حضرت سید شاہ نذر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- خسرو "دربار اشرفی" صدر الافاضل حضرت محمد نعیم الدین اشرفی مرادآبادی علیہ الرحمہ
- ابو المحامد علامہ سید محمد المعروف محدث اعظم ہند اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی صدیقی مدنی علیہ الرحمہ
- فخر العلماء حضرت علامہ سید شاہ محمد فاخر اشرفی الہ آبادی علیہ الرحمہ
- حضرت مولانا محمد عبد الحئ اشرفی برادر حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ

- مبلغ اسلام حضرت سید میر محمد غلام بھیک میر نیرنگ اشرفی علیہ الرحمہ
- استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا سید شاہ امیر حمزہ اشرفی علیہ الرحمہ
- ابو الجمیل حضرت مولانا خلیل الدین اشرفی خلیل اللہ شاہ بریلوی علیہ الرحمہ
- مبلغ اسلام حضرت مولانا غلام قطب الدین اشرفی برہمچاری علیہ الرحمہ
- قطب ربانی مولانا سید شاہ طاہر اشرف اشرفی الجیلانی دہلوی علیہ الرحمہ
- امام المحدثین سید دیدار علی شاہ محدث الواری مفتی اعظم لاہور علیہ الرحمہ
- تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر اشرفی نعیمی فاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ
- بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد الحفیظ حقانی حفظ اللہ شاہ اشرفی علیہ الرحمہ
- مفتی اعظم پاکستان علامہ سید شاہ ابو البرکات اشرفی لاہوری علیہ الرحمہ
- مفسر قرآن علامہ سید شاہ ابو الحسنات احمد قادری اشرفی لاہوری علیہ الرحمہ
- خطیب اعظم مولانا شاہ عارف اللہ اشرفی میرٹھی علیہ الرحمہ
- مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ حبیب الرحمن اڑیسوی علیہ الرحمہ
- مفسر شہیر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی محمد احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ
- عالم ربانی سلطان الواعظین حضرت سید شاہ احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ حامد رضا خاں بریلوی خلف اکبر امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ
- استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عبد الرشید خان اشرفی ناگپوری علیہ الرحمہ
- استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یونس اشرفی سنبھلی علیہ الرحمہ
- امین شریعت حضرت مولانا شاہ محمد رفاقت حسین اشرفی کانپوری علیہ الرحمہ
- قطب مدینہ حضرت مولانا الشیخ محمد ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ مدینہ شریف
- رئیس المحققین حضرت مولانا سید سلیمان اشرف اشرفی بہاری علیہ الرحمہ
- محقق کبیر صدر العلماء امام النحو حضرت غلام جیلانی اشرفی میرٹھی علیہ الرحمہ

- ★ جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت مولاناعبد العزیز اشرفی محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ
- ★ ابو الفتح حضرت علامہ سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- ★ حضرت مولانا الشیخ سید شاہ عبد العزیز اشرفی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ
- ★ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد علی حسین اشرفی مدنی علیہ الرحمہ
- ★ پیر طریقت حضرت سید شاہ نذیر الحق اشرفی علیہ الرحمہ چاٹگام
- ★ غوثِ وقت سرکار کلاں حضرت سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- ★ استاذ العلماء حضرت علامہ عارف اللہ شاہ قادری اشرفی علیہ الرحمہ
- ★ پیر طریقت حکیم حضرت سید محمد اقبال اشرفی علیہ الرحمہ
- ★ استاذ العلماء حضرت علامہ غلام قادر اشرفی علیہ الرحمہ
- ★ پیر طریقت حضرت سید ال حسن اشرفی سنبھلی علیہ الرحمہ
- ★ حضرت علامہ مفتی محمد حسین اشرفی سنبھلی علیہ الرحمہ
- ★ حضرت علامہ غلام علی اشرفی اوکاڑوی علیہ الرحمہ
- ★ پیر طریقت حکیم سید اشفاق احمد اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
- ★ حضرت علامہ مفتی ابوذر روفی اسرائیلی وارثی اشرفی سنبھلی
- ★ پیر طریقت حکیم سید اخلاق احمد اشرفی علیہ الرحمہ
- ★ سید شاہ غلام معین الدین البخاری اشرفی اولاد مخدوم جہاں جہانیاں گشت علیہ الرحمہ
- ★ ابو الحسنات حضرت سید محمد احمد اشرفی علیہ الرحمہ لاہور
- ★ استاذ العلماء مولانا محمد مشتاق احمد کانپوری علیہ الرحمہ
- ★ مجمع السلاسل الطریقہ لسان الحقیقہ مولانا حبیب الحسنین اشرفی علیہ الرحمہ
- ★ سید محمد صدیق خلف الصدق سید مجتبی اشرفی علیہ الرحمہ پنڈوا شریف
- ★ حضرت مولانا سید شاہ ابو الحسن المعروف بہ ابو الخیر اشرفی علیہ الرحمہ

★ حضرت مولانا سید شاہ نعمت اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ جائس

★ حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحق اشرفی گنگوہی علیہ الرحمہ

★ مفتی آگرہ حضرت مولانا محمد نثار احمد کانپوری علیہ الرحمہ

★ استاذ زمن حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری علیہ الرحمہ

★ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ پاکستان

★ حضرت سید شاہ محمد مصطفی اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ

★ حضرت علامہ محمد عبید اللہ شاہ صاحب اشرفی علیہ الرحمہ سوندھ شریف

★ حضرت علامہ غلام محمد ترنم اشرفی امرتسری علیہ الرحمہ

★ خطیب العلماء مولانا نذیر احمد خجندی اشرفی میرٹھی علیہ الرحمہ

★ سید شاہ محمد سعید حسنی حیدری مدنی اشرفی علیہ الرحمہ

★ حضرت مولانا سید شاہ غلام علی معینی اشرفی علیہ الرحمہ اجمیر شریف

★ ابو العرفان حضرت علامہ محمد عارف حسین اشرفی علیہ الرحمہ دہلی

★ شیخ المشائخ خلیفہ زین العابدین قادری رفاعی صابری چشتی اشرفی علیہ الرحمہ

★ استاذ العلماء حضرت سید محمد میراں اشرفی علیہ الرحمہ بھٹکل

★ حضرت علامہ مولانا محمد احمد مختار صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ میرٹھ

★ حضرت علامہ قاضی محمد ایوب حسین اشرفی علیہ الرحمہ بدایوں شریف

★ ابو البرکات حضرت مولانا احمد اشرفی علیہ الرحمہ الور

★ استاذ العلماء حضرت علامہ عبد الحکیم خجندی اشرفی علیہ الرحمہ

★ شمس العلماء حضرت محمد احسن اللہ فصیحی اشرفی علیہ الرحمہ غازی پور

★ ابولضیاء حضرت علامہ ریاض النور احمد صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ

★ سید شاہ جعفر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھہ شریف

★ حضرت علامہ محمد بشیر صدیقی اشرفی علیہ الرحمہ جنوبی افریقہ

★ فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا محمد یوسف اشرفی علیہ الرحمہ

★ حضرت حاجی خلیل احمد ہفت زبان اشرفی علیہ الرحمہ

★ حضرت علامہ مولانا عبد اللہ شاہ پشاوری العلوی اشرفی علیہ الرحمہ

★ ابو القاسم حضرت علامہ مولانا انبر علی نیاز اشرفی علیہ الرحمہ

★ شیخ المشائخ حضرت سید شاہ فدا علی اشرفی جیلانی اولاد محبوب سبحانی علیہ الرحمہ

★ حضرت علامہ مولانا سید شاہ علی ہمدم اشرفی علیہ الرحمہ

★ حضرت حکیم سید آل حسن اشرفی ہاپوری علیہ الرحمہ

★ مداح رسول مولوی محمد اکبر خاں اشرفی مصنف میلاد اکبر علیہ الرحمہ

★ استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی امتیاز احمد اشرفی علیہ الرحمہ

★ حضرت علامہ مولانا عبد الغنی اشرفی الجلالی ہزاروی علیہ الرحمہ

★ حضرت محمد صوفی جان کامل علیمی اشرفی علیہ الرحمہ

★ استاذ العلماء مولانا الشاہ عبد الحکیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ

★ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عبد المجید انولوی علیہ الرحمہ

★ حضرت مولانا عبد الاحد اشرفی ابن استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد سورتی علیہ الرحمہ

★ شیخ المشائخ حضرت مولانا رستم علی اشرفی اکبر آبادی علیہ الرحمہ

★ مبلغ اسلام حضرت الشاہ رکن الدین اشرفی مصنف رکن الدین علیہ الرحمہ

★ سید شاہ رشید الدین فردوسی بہاری آستانہ مخدوم جہاں شرف الدین یحیٰ منیری علیہ الرحمہ

★ مبلغ اسلام حضرت شاہ محمد قائم قتیل سراجی اشرفی داناپوری علیہ الرحمہ

★ مخدوم ملت حضرت سید سردار احمد چشتی قادری اشرفی علیہ الرحمہ

(بحوالہ: حیات مخدوم الاولیاء محبوب ربانی صفحہ ۳۵۱ تا ۳۷۲)

کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں انکے علاوہ ساڑھے تیرہ سو (۱۳۵۰) کی تعداد میں خلفائے کرام ہیں جو علم وفضل وروحانیت میں اپنی اپنی جگہ بلند مقام رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال اور عرب ممالک میں سلسلہ اشرفیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔
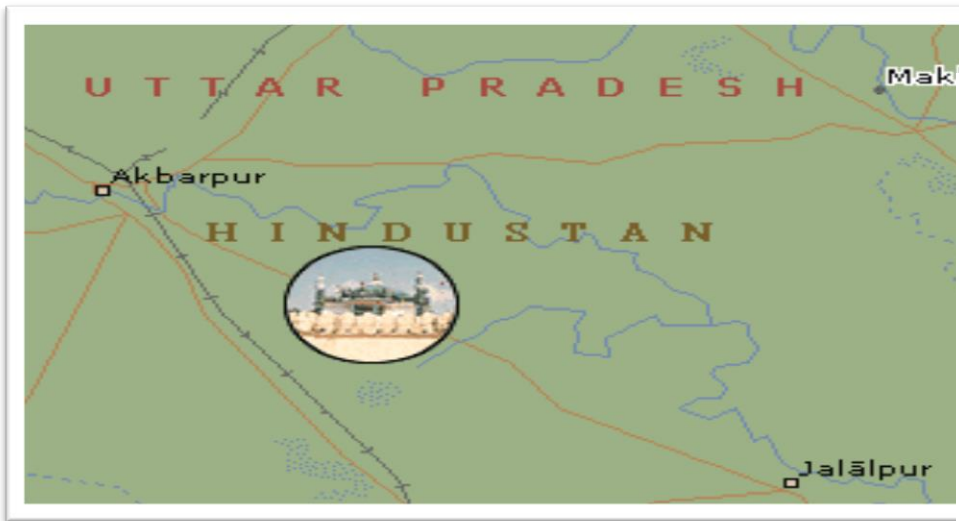
مأخذ

اسمائے کتب	مؤلف / مصنف
قرآن کریم	کلام الٰہی
کنزالایمان	امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی
مکتوبات اشرفی	محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی السامانی
مراۃ الاسرار	حضرت عبد الرحمن چشتی
لطائف اشرفی	ابو لفضائل حضرت مولانا نظام الدین یمنی
صحائف اشرفی	محبوب ربانی اعلی حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی
ہندو پاک نگاہ نبوت	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
طویل العمر لوگ	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
اخبارالاخیار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
خواجہ گیسو دراز	اقبال الدین احمد
خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاہوری
تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری
حیات سید اشرف جہانگیر سمنانی	ڈاکٹر وحید اشرف کچھوچھوی
حضرات القدس	علامہ بدرالدین سرہندی
ماہنامہ ترجمان اہلسنت	حافظ عبد الحفیظ قادری بدایونی
تحائف اشرفی	محبوب ربانی اعلی حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی
خطہ اوچ پاک	مسعود حسن شہاب
فضائل اہلبیت اطہار و عرفان قطب المدار	سید مختار علی مداری

تاریخ فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ
فرش پر عرش	مخدوم الملت سید محدث اعظم ہند
الکواکب الدرایہ	علامہ جانی محمد بن محمد قانی
تاریخ خلفاء عرب	امیر کبیر العلاء اکبر آبادی
تفسیر اشرفی	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں اشرفی الجیلانی
درالمنظم	علی انور قادری
فیروز اللغات	علامہ فیروز الدین
تذکرہ مصنفین درس نظامی	پروفیسر اختر راہی
کشف الظنون	مصطفی بن عبد اللہ البشیر حاجی خلیفہ
تجلیات سخن	شیخ الاسلام حضرت علامہ سید مدنی میاں اشرفی الجیلانی
خلافت نامہ اشرفیہ	مولانا صالح رودولوی
تاریخ مشائخ چشت	خلیق احمد نظامی
تاریخ اسلام	مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی
حیات محدث اعظم ہند	مولانا محمد ذاکر حسین اشرفی
اسلامی کتب خانے	الحاج محمد زبیر
خاتمہ مکتوبات اشرفی	حاجی الحرمین الشریفین سید عبد الرزاق نور العین الحسنی الحسینی
تحائف اشرفیہ	شاہ غفور اشرف
اشرف الفوائد	محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی
تحائف اشرفیہ فی رد ظرائف شگرفیہ	علامہ محمد سید طاہر اشرف جائسی
حیات مخدوم الاولیاء محبوب ربانی	شہزادہ امین شریعت حضرت مفتی محمود احمد قادری
سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ	حضرت علامیہ سید محمد اشرف جیلانی

وظائف اشرفی	محبوب ربانی اعلی حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی
ماہنامہ غوث العالم	شہزادہ شیخ اعظم علامہ سید محمد اشرف جیلانی
ماہنامہ جام نور	حضرت علامہ خوشتر نورانی
ماہنامہ ماہ نور	حضرت علامہ محمد افضل مصباحی

آخر میں.................................

اللہ جل جلالہ ان عظیم ہستیوں کو اجر عظیم عطا فرمائے جن کی کتابوں کی مدد سے بحمدہ تعالی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچایا اور میں بہت ممنون و مشکور ہوں اُن عظیم ہستیوں کی جنھوں نے اس کام میں میری خوب خوب مدد کی خاص کر حضرت علامہ و مولانا حضرت محمد عمر ارشدی اشرفی قبلہ مدظلہ العالی (خانقاہ ارشدیہ اشرفیہ جہانگیریہ گوا)

خلیفہ

حضور اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی محدث بمبئی قدس سرہ کچھوچھہ شریف یوپی

حضور نور العارفین حضرت خواجہ صوفی ڈاکٹر محمد ارشد میاں صاحب قبلہ عظمتی جہانگیری علی گڑھ یوپی

حضور فخر المشائخ حضرت مولانا سید فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی بسکھاری کچھوچھہ شریف یوپی

حضور سید المشائخ حضرت مولانا سید مشتاق اشرف اشرفی الجیلانی بسکھاری مدظلہ العالی یوپی

اللہ جل جلالہ تمام معاون و مددگار کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

موت آئے در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سیدؔ

ورنہ تھوڑی سی زمیں ہو شہ سمناں کے قریب

فقیر قادری گدائے اشرفؔ سمناں

آلِ رسول احمد الاشرفی القادری کٹیہاری

المملکۃ العربیۃ السعودیہ

۹ ذی الحجہ ۱۴۳۶ ہجری بروز چہار شنبہ یوم عرفہ

Email: aalerasoolahmad@gmail.com

نوٹ: ٹائپنگ میں کہیں کچھ غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع کریں مجھے خوشی ہوگی اور اللہ آپ کو اجر دے گا۔ ان شاء اللہ تعالی

چند وظیفے

بعد نماز فجر : یاعزیز یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز ظہر : یاکریم یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز عصر : یاجبار یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز مغرب : یاستار یااللہ ایکسو مرتبہ

بعد نماز عشاء : یاغفار یااللہ ایکسو مرتبہ

ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ، کلمہ توحید یعنی لا الہ اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر دس مرتبہ، یابلند آواز سے کم از کم تین بار۔ سبحان اللہ ۳۳مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ، کلمہ تمجید یعنی سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک مرتبہ پڑھا کرے۔ درود شریف جس قدر زیادہ پڑھ سکے پڑھا کرے۔

درود شریف یہ ہے

اللھم صلی وسلم علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد
کما تحب وترضیٰ بان تصلی علیہ ﷺ

استغفار اولیاء

استغفراللّٰہ ربی من کل جمیع ما کرہ اللّٰہ
قولا فعلا سمعا ناظرا ولا حول ولا قوۃ اللّٰہ باللّٰہ العلی العظیم

روزانہ سوبار پڑھنے والا چند سالوں کے بعد گناہوں سے محفوظ فرمالیا جاتا ہے۔

استغفار ملائکہ

سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ استغفراللّٰہ

روزانہ سوبار پڑھنے والا رزق وسیع پاتا ہے۔

دو سجدوں کے درمیان کی دعائیں

رب اغفرلی، رب اغفرلی، رب اغفرلی (سنن ابی داؤد)

اے میرے رب! مجھے معاف کر دے، اے میرے رب! مجھے معاف کر دے، اے میرے رب! مجھے معاف کر دے۔

اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی واجبرنی وعافنی وارزقنی وارفعنی

اے اللہ عزوجل! مجھے معاف کر دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصان پورے کر دے، مجھے عافیت دے، مجھے رزق دے اور مجھے بلندی عطا فرما۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

درود شریف

اللھم صلی علی سیدناومولانامحمدوسیدناادم وسیدنانوح وسیدناإبراھیم وسیدناموسی وسیدناعیسی وما بینھم من النبیین والمرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیھم اجمعین اللھم صلی علی سیدناجبرائیل وسیدنامیکائیل وسیدنا إسرافیل وسیدناعزرائیل و حملۃ العرش و علی الملائکۃوالمقربین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیھم اجمعین

مزار پر حاضری کا طریقہ

فرمانِ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ:

زیارت قبر میت کے مواجہ میں کھڑے ہو کر اور اس طرف سے جائے کہ اس کی نگاہ سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ سر اٹھا کر دیکھنا پڑے۔ سلام و ایصال ثواب کے لیے اگر دیر کرنا چاہتا ہے رُو بقبر بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے یا ولی کا مزار ہے تو اس سے فیض لے—واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۳۵)

مزار پر دعا کا طریقہ

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد زائر صاحبِ مزار کے وسیلے سے دعا کرے اور اپنا جائز مقصد پیش کرے پھر سلام کرتا ہوا واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے۔ طواف باالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۲۲)

مزار شریف یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں شرعاً حرج نہیں بلکہ نہایت ہی اچھا طریقہ ہے۔

فائدہ

قبروں پر پھول ڈالنا کہ جب تک وہ تَر رہے گا تسبیح کریں گے اس سے میت سے کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قبروں پر پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔

دیگر حوالہ جات یہ ہے......

فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ صفحہ ۳۵۱،

فتاویٰ امام قاضی خاں

امداد المفتاح

ردالمختار جلد ا صفحہ ۶۰۶

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۵

مزار پر چادر چڑھانا

مزار پر جب چادر موجود ہو خراب نہ ہوئی ہو بدلنے کی حاجت نہیں تو چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں اللہ کے ولی کو ایصال ثواب کرنے کے لئے کسی محتاج کو دیں۔ (احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۴۲)

آج ہم چادر چڑھانے کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے اور ڈھول تاشے کے ساتھ چادر لے کر جاتے ہیں یہ غیر شرعی اور غلط طریقہ ہے۔ اس طرح کے رواجوں کا اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

پیڑ، دیوار یا تاک پر فاتحہ دلانا

لوگوں کا کہنا ہے کہ فلاں پیڑ پر شہید (یا کوئی بزرگ) رہتے ہیں اور اس پیڑ یا دیوار یا تاک کے پاس جا کر مٹھائی، چاول (یا کسی چیز) پر فاتحہ دلانا، ہار پھول ڈالنا، لوبان یا اگر بتی جلانا اور منتیں ماننا، مرادیں مانگنا یہ سب باتیں واہیات، بیکار، خرافات اور جاہلوں والی بے وقوفیاں اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ (احکام شریعت حصہ ا صفحہ ۲۲)

کسی بزرگ یا شہید یا ولی کی حاضری یا سواری آنا

اسی طرح یہ سمجھنا کہ فلاں آدمی یا عورت پر کسی بزرگ یا شہید یا ولی کی حاضری ہوتی یا سواری آتی ہے یہ بھی فضول اور جاہلوں کی گڑھی ہوئی بات ہے کسی انسان کے کسی بھی طرح سے مرنے کے بعد اسکی روح کسی انسان یا کسی چیز میں نہیں آسکتی، جو جنتی ہیں ان کو اس طرح کی ضرورت نہیں اور جو جہنمی ہیں وہ آنہیں سکتے، جنات اور شیطان ضرور کسی چیز یا کسی جانور یا کسی انسان کے جسم کو گمراہ کرنے کے لیے آسکتے ہیں۔ ہمزاد بھی شیطان جنات میں سے ہوتا ہے جو ہر

انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے زندگی بھر اسکے ساتھ رہتا ہے اور اس انسان کے مرنے کے بعد یا زندگی میں ہی کسی بچے یا بڑے کے جسم میں گھس کر اسکی زبان بولتا ہے، اسی کو جاہل مسلمان دوسرا جنم اور پچھلے جنم کی بات سمجھ لیتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے یعنی انبیاء، شہداء، صدیقین، صالحین ور اولیاء کرام کے راستے پر چلائے اور شریعت کا پابند بنائے۔ آمین

فاتحہ سلطان الاولیاء محبوب یزانی وعبد الرزاق نور العین قدس سرہ

بروح اقدس حضرت سلطان الاولیاء درۃ تاج الاصفیاء عمدۃ الکاملین زندۃ الواصلین، عین عیون محققین، وارث علوم انبیاء و مرسلین، کان عرفان، جان ایمان، منبائے خاندان چشتیہ، منشائے دودمان بہشتیہ، تارک المملکۃ والکونین، مرشد الثقلین، اولاد حسین شہید کربلا، رنور دیدہ فاطمہ زہرا، جگر گوشہء علی مرتضےٰ، نبیرہ حضرت محمد مصطفے، سالک طرق طریقت، مالک ملک حقیقت، مقتدائے اولیاء روز گار، پیشوائے اصفیاء کبار، صدر بار گار کرامت مقتدائے کنتم خیر امۃ اخرجت واقف رموز حقائق الہی، کاشف و قائق لا متناہی، سیمرغ قاف قطع علائق، شہباز فضائے حقائق، شمع شبستان ہدایت، مہر انور اوج ولایت، ملاذ ارباب شوق و عرفاں، معاذ اصحاب ذوق وجداں، مقتدیٰ الانام، شیخ الاسلام، حافظ قراءت سبعہ جہاں گست حدود اربعہ، مقیم سراو قات جلال مہبط تجلیات جمال الذی من اقتدی بہ فقد اھتدی و من خالف فقد ضل و غویٰ متابعوۃ سالکون و مخالوۃ ھالکون وھو الواقفی مقام القطبیۃ والمتمکن فی مرام الغوثیہ، مظہر صفات ربانی، مورد الطاف سبحانی حضرت شاہ مردان ثانی مخاطب بہ خطاب محبوب یزدانی، سیدنا و مولانا و شفاء صدورنا و طیب قلوبنا مقتدائے اولیاء کثیر حضرت امیر کبیر مخدوم سلطان سید اشرف جہانیاں جہانگیر سمنانی السامانی نوربخشی النورانی سرہ العزیز و بروح اقدس حضرت قدوۃ الابرار عمدۃ الاخیار سروگلستاں حسنی الحسینی، نہال بوستاں بنی المدنی نوردیدہ حضرت محبوب سبحانی سرور سینہ سید عبد القادر جیلانی، مظہر اسرار اشرفی، منظر انظار شگرفی حاجی الحرمین الشریفین، مخاطب بہ خطاب نور العین، زبدۃ الآفاق مرضی الاخلاق مہبط انوار مشیخت علی الاطلاق حضرت سید عبد الرزاق نور العین رضی اللہ عنہ مع جمیع خلفاء و مریداں یکبار فاتحہ و سہ بار اخلاص با صلوات بخوانید۔

Introduction to AIUMB

All India Ulama & Mashaikh Board (AIUMB) has been established with the basic purpose of popularizing the message of peace of Islam and ensuring peace for the country and community and the humanity. AIUMB is striving to propagate Sunni Sufi culture globally .Mosques, Dargahs, Aastanas, and Khanqwahs are such fountain heads of spirituality where worship of God is supplemented with worldly duties of propagating peace, amity, brotherhood and tolerance.

AIUMB is a product of a necessity felt in the spiritual, ethical and social thought process of Khaqwahs.Khanqwahs also have made up their mind to update the process and change with the changing times. As it is a fact that Khanqwahs cannot ignore some of the pressing problems of the community so the necessity to change the work culture of these centers of preaching and learning and healing was felt strongly. AIUMB condemns all those deeds and words that destabilize the country as it is well known that this religion of peace never preaches hatred .Islam is for peace. Security for all is the real call. AIUMB condemns violence in all its form and manifestation and always ready to heal the wounds of all the mauled and oppressed human beings. The integral part of the manifesto of AIUMB is peace and development. And that is why Board gives first priority to establish centers of quality modern education in Sunni Sufi dominated ares of the country. The other significant objectives of the Board are protection of waqf properties, development of Mosques, Aastanas, Dargahs and Khanqwahs.

This Board is also active in securing workable reservation for Muslims in education and employment in proportion to their population. For this we have been organizing meetings in U.P, Rajasthan, Gujrat, Delhi, Bihar, West Bengal, Jharkhand, Chattisgadh, Jammu& Kashmir, and other states besides huge Sunni Sufi conferences and Muslim Maha Panchayets . Sunni conference (Muradabad 3rd Jan 2011)Bhagalpur(10th May 2010) and Muslim Maha Panchayet at Pakbara Muradabad (16th October 2011) and also Mashaikh e tareeqat conference of Bareilly (26th November 2011) are some of the examples.

HISTORICAL FACT AND THE NEED OF THE HOUR

The history of India bears witness to that fact that when Alama Fazle Haq Khairabadi gave the clarion call to fight for the freedom of our country all the Khanqahs and almost all the Ulama and Mashaikh of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat rose in unison and gave proof of their national unity and fought for Independence which resulted in liberation of our country from British rule.

But after gaining freedom, our Khanqahs and The Ulama of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat went back to the work of dawa and spreading Islam, thinking that the efforts that were undertaken to gain freedom are distant from religion and leaving it to others to do the job. Thus the Independence for which our Ulama and Mashaikh paid supreme sacrifice and laid down their lives resulted in us being enslaved and thereby depriving us legimative right to participate in the governance of our country.

After the Independence hundreds of issues were faced by the Umma, whether religious or economic were not dealt with in a proper way and we kept lagging behind. During the lat 50 years or so a handful of people of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat could become MLA's, MP's and

minister due to their individual efforts lacking all along solid organized community backing as a result of which Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat remained disassociated with the Government machinery and we find that we have not been able to found foothold in the Waqf Board, Central Waqf Board, Hajj Committee, Board for Development of Arbi, Persian & Urdu or Minorities Commission. Similarly when we look towards political parties big or small we see a specific non-Sunni lobby having strong presence. In all the Institution mentioned above and in all political parties Sunni presence is conspicuous by its absence.

Time and again Ulama and Mashaikh have declared that the Sunni's constitutes a total of approximately 75% of all Muslim population. This assertion have lived with us as a mere slogan and we have not been able to assert ourselves nor have we made any concerted efforts to do so. It is the need of the hour that The Ulama and Mashaikh should unite and come on single platform under the banner of Ahl-E- Sunnah Wal-Jamaat to put forward their message to the Sunni Qaum. To propagate our message Sunni conferences should be held in the District Head Quarters and State Capitals at least once a year to show our strength and numbers this is an uphill task and would require huge efforts but rest assured that once we do that we shall be able to demonstrate our number leaving the non-Sunni way behind thereby changing the perception of political parties towards us and ensuring proper representation in every field.

AIMS AND OBJECTIVES OF AIUMB

To safeguard the right of Muslim in general and Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in particular.

To fight for proper representation of responsible person of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in national and regional politics by creating a peaceful mass movement.

To ensure representation of Sunni Muslim in Government Organization specially in Central Sunni Waqf Boards and Minorities Commission.

To fight against the stranglehold and authoritarianism of non-Sunni's in State Waqf Board.
To ensure representation of Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat in the running of the state waqf board.

To end the unauthorized occupation of the Waqf properties belonging to Dargahs, Masajids, Khanqahs and Madarasas, by ending the hold of non-Sunni's and to safeguard Waqf properties and to manage them according to the spirit of Waqf.

To create an envoirment of trust and understanding among Sunni Mashaikh, Khanqahs and Sunni Educational institution by realizing the grave danger being paced by Ahl-E-Sunnah Wal-Jamaat. To rise above pettiness, narrow mindedness and short sightedness to support common Sunni mission.

To work towards helping financially weak educational institutions.

To provide help to people suffering from natural calamities and to work for providing help from Government and other welfare institutions.

To help orphans, widows, disabled and uncared patients.

To help victims of communalism and violence by providing them medical, financial and judicial help.

To organize processions on the occasion of Eid-Miladun-Nabi (SAW) in every city under the leadership of Sunni Mashaikh. To restore the leadership of Sunni Mashaikh in Juloos-E-Mohammadi (SAW) wherever they were organized by Wahabi and Deobandis.

To serve Ilm-O-Fiqah and to solve the problem in matters relating to Shariah by forming Mufti Board to create awareness among the Muslims to understand Shariah

To establish Interaction with electronic and print media at district and state level to express our viewpoint on sensitive issues.

Ashrafe–Millat Hazrat Allama Maulana Syed Mohammad Ashraf Kichhowchhwi

President & Founder All India Ulama & Mashaikh Board

Email : ashrafemillat@yahoo.com

Twitter : www.twitter.com/ashrafemillat

Facebook : www.facebook.com/AIUMBofficialpage

Website: www.aiumb.com

Head Office :

20, Johri Farm,

2nd Floor, Lane No. 1

Jamia Nagar, Okhla

New Delhi -25

Cell : 092123-57769

Fax : 011-26928700

Zonal Office

106/73-C,

Nazar Bagh, Cantt. Road,

Lucknow.

Email : aiumbdel@gmail.com

ان شاء اللہ عزوجل
رومن اردو میں بہت جلد آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جائیگا
تذکرہ
خلفائے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ